

نسخ  
500

مجلد

تفہیم القرآن

جلد اول



Small white label on the right edge of the book cover.



# ذکرِ میران

رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت علامہ محمد فیض احمدی

ناشر

بزمِ اولیئہ رضویہ بہاول پور

شہنشاہِ ثنائی حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی بادشاہِ بصیرت افروز

حالاتِ زندگی

ذکرِ سیرانی

رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب

حضرت علامہ محمد رفیع احمد اویسی رضوی قادری



ناشر

مرکزی بزمِ اویسیہ پاکستان - بہاول پور

تعمیر کار: مکتبہ اویسیہ رضویہ

خواجہ محکم الدین سیرانی روڈ بہاول پور

53564

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

ذکر سیرانی	کتاب
حضرت علامہ محمد رفیع احمد اویسی مدظلہ	تصنیف
حضرت مفتی محمد صالح اویسی مدظلہ	تشریحی
کتبہ اویسیہ رضویہ بلقان روڈ بہاول پور	ناشر
۲۵۶ صفحات	ضخامت
۲۲ × ۱۸	سائز
آفسٹ	طباعت
۱ ہزار	بار اول
دسمبر ۱۹۸۵ء	ایڈیشن اول
۲۲ روپے (غیر مجلد)	قیمت :

# فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱۸	درجہ تسمیہ	۱	انساب
۱۹	سلطان التارکین	۲	بجائزہ
۲۰	تعلیم و تربیت	۳	ظہور فارسی
۲۱	قبلہ مہاروی اور سیرانی بادشاہ کدس برہما	۴	شان ادیب و کرام
۲۱	طالب علمی کا ایک واقعہ	۵	کھدائی بھوری
۲۲	فخریہاں دہلوی کی شاگردی	۵	بہار بھری
۲۲	غازی پاد	۶	بہار بھری
۲۲	خداوند کلام	۶	زیرک زبان گوئی
۲۳	فراغت از علوم ظاہری	۸	مزاہی لطیف
۲۳	علم ظاہری میں تجربہ علمی	۹	گول پیر پرست
۲۴	بیت کے بعد کی کیفیت	۹	سیرانی بوشا کے آباؤ اجداد
۲۴	شیخ چاولی کے مزار پر چلے	۱۳	شجرہ نسب
۲۵	حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات	۱۶	تعارف
۲۵	شیخ نے غیبی بات بتائی	۱۶	پیدائش
۲۶	شیخ کا سیر کرنے کا حکم	۱۸	طیب مبارک
۲۶	شیخ کی نگاہیں آپ کا مقام	۱۸	انتہائی تفصیل
۲۶	تہذیب و تمدن؟		سیرانی و معاہدہ الیور کے القاب

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۲۰	کچے پیاز	۲۶	غور و فکر کی دعوت
۲۱	بیگانہ مال	۲۶	لباس
۲۱	انتباہ	۲۶	غذا
۲۱	امام مسجد	۲۸	عام حالات
۲۱	بے ہنگام و جد پر تنبیہ	۲۹	سواری
۲۱	خلاف سنت عمل کرنے کی سزا	۳۰	عادات و خصائل اور مشاغل
۲۲	شرعی ہال	۳۱	سفر و حضر برابر
۲۲	خلق خدا کو تکلیف نہ دے	۳۳	مسک
۲۳	بھوکے کتے کیلئے حج قربان	۳۳	پرانی یاد
۲۳	پورے سر کا مسح	۳۳	پا پیادہ حج
۲۳	توکل گھوڑے کو شرع کا پابند بنا دیا	۳۵	زبان فیض ترجمان
۲۳	صحبت مجذوب	۳۵	سیرانی بادشاہ کا سلسلہ قادریہ
۲۳	خلاف شرع تعویذ و پیر پر سزائیں	۳۶	تفسیرہ غوثیہ کی اجازت
۲۵	تعصبات اجرت	۳۶	تقلید شیخ جیلان
۲۵	دولت دنیا سے نفرت	۳۶	منظر اویس قرنی اور محبوب سبحانی قدس سرہما
۲۵	علماء کلام اور طلبہ اسلام	۳۶	شرعیات و طریقت
۳۶	لذت دنیا سے نفرت	۳۸	پابندی شریعت
۳۶	نذرانوں سے نفرت	۳۸	شرعیات کی پابندی اور تقویٰ
۳۶	شوق اشاعت اسلام	۳۹	چند آداب شرع
۳۶	اولیاء اللہ کی قسمیں اور شرع کی پابندی	۳۹	دھنوکے پانی میں احتیاط

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۹	دوزخ کیا ہے؟	۴۹	اسرائل پر ناراضگی
۶۰	قیامت	۵۰	شہرت سے نفرت
۶۱	ذیبا کیا ہے؟	۵۰	نامحرم عورتوں سے تراؤ
۶۱	دین کی تفسیر	۵۱	وال بے دروغی
۶۲	ذکر کی تشریح	۵۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی تشہیر
۶۲	فکر کا مطلب	۵۱	مردہ کی شریعت کی پابندی کا حکم
۶۲	نوٹ	۵۱	دس مساوات
۶۲	تقدیر کا مفہوم	۵۲	چنے غذا
۶۲	جو چاہے سوہوئے	۵۲	سرکارِ دہلی کا نور
۶۲	جانوروں کی رمز شناسی	۵۲	فائدہ
۶۵	خوف درجہ کا نکتہ	۵۲	حضرت سیرانی بادشاہ کا علمی مقام
۶۵	رسول کی تعریف	۵۳	کلمہ لیبہ کی تشریح
۶۵	شرح جنینی	۵۵	ناز کی تشریح
۶۶	شرح عقائد	۵۵	مذہب کی تشریح
۶۶	ولایت کی تحقیق	۵۶	زکوٰۃ کی تحقیق
۶۶	سلسلہ اولیٰ کی رفعت شان کا بیان	۵۶	حج کی تشریح
۶۶	عقل کی قسمیں	۵۶	طریقت
۶۶	پیار کو پیار اٹھا رکھنا ہے۔	۵۸	حقیقت
۶۶	نقل سے اسل	۵۸	معرفت
۶۶	تکلا جلازا	۵۹	بہشت کیا ہے؟

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۵	تصوف کا قانون	۶۷	طیبہ کا نکتہ
۷۵	موفت کا معنی	۶۸	موت کا بایک نکتہ
۷۷	سیرانی بادشاہ اکابر علماء کی نظریں	۶۹	واجب کا فلسفہ اور عینی مشاہدہ
۷۷	حضرت خواجہ عبدالخالق اویسی حنفی	۶۹	یوں کا آفتاب
	تہ میں سرور کے فریوات	۷۰	بے چہ اڑنا
۷۹	ایسے چاول کو خرمن بنایا	۷۰	ہذا دوست یا ہمہ دوست
۷۸	مولانا قزلباشی دہلوی قدس سرور	۷۱	تحقیق اویسی غفرلہ
۷۹	قبلہ عالم بہار دی قدس سرور	۷۱	الذوق ما بیہما
۸۰	دلی راولی کی شناسد	۷۱	اڑوں میں پانی
۸۰	ازالہ وہم	۷۱	منڈا پانی
۸۰	سیرانی بادشاہ کی پرواز	۷۲	نیا اور نکتہ
۸۱	خواجہ احمد علی رحمۃ اللہ کوٹ مٹھن	۷۲	زرد بچ پر تجرید کو ترجیح
۸۱	بی بی صفوراں (اسپوراں)	۷۲	ران خدا سب اصحاب ہیں۔
۸۲	خواجہ نور محمد نارو والارحمۃ اللہ	۷۳	مقرر کی نہیں
۸۲	حضرت سلطان باہمی نظریں	۷۳	لما راجوب
۸۳	رجال العیب کی نظریں۔	۷۳	فصل اصل بن سکتا ہے۔
۸۳	ازالہ وہم	۷۴	یتیم میخ کی طرح ہو
۸۳	سیرانی کی نگاہ کا احترام	۷۴	یا مع اللہ
۷۴	حضرت نور شاہ مجذوب	۷۴	ارکلاز
۸۵	حضرت مانتا عبداللہ نقشبندی قادری	۷۴	عزلی ملاقات



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۲	چاہنے والوں کے پاس	۸۵	سلطان نقشبندی
۹۲	میرا کسی نہیں ہوں	۸۵	تمام کا انتظار
۹۲	تحقیقِ انیق	۸۵	حالمِ بطون میں سرکارِ میرانی بادشاہ کے
۹۲	لطیفہ	۸۵	مرتبہ عالی کا بیان
۹۵	بد مذہب سے نفرت	۸۶	تحقیقِ اویسی
۹۶	شیعہ کی گردن اڑا دیتا	۸۶	حکایت
۹۶	انتباہ	۸۸	بلندی مرتبہ اولیاء
۹۶	شیعہ سے ناز کسی کا موجب	۸۸	پتھر سے بڑھ کر کوئی نہیں
۹۶	فیضِ عام	۸۹	حکایت
۹۶	سیلابِ رواں	۸۹	فرقِ مراتب
۹۸	فیضِ سیرانی	۹۰	عربی بزرگ
۹۸	توکل گھوڑے کے مرید کا حال	۹۰	نقشبندی بزرگ نے فرمایا
۹۹	خوش بامی	۹۱	حضرت کا سلسلہ عنایتی
۹۹	حکایت	۹۲	مزاج اور لطیفہ
۹۹	کو اذاکر بن گیا	۹۲	زمین کی حاجت
۹۹	چڑیوں کا ذکر	۹۲	سنی جل گئی
۹۹	ذکر میں موت	۹۲	لنگر یا کشتی
۱۰۰	حافظ جمال پرفینس	۹۳	اجتی توکل
۱۰۰	مریدوں کا حال	۹۳	ہم تمہارے باپ
۱۰۱	دل بیل دیا	۹۳	جنت سے مزاج



حصہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۱	لیہ کا نواب	۱۰۱	برتن سازی پر وجہ
۱۱۱	سندھ کے پھل برست	۱۰۱	دودھ دوہنے پر وجہ
۱۱۲	حضرت سلطان باہو کی اطوار پندرہ کرم	۱۰۱	چور کو ڈرویش بنا دیا
۱۱۳	تونسہ اور کوٹ مٹھن	۱۰۱	مطیع الاسلام ہندو
۱۱۴	قبرہ عالم کے صاحبزادہ پر سیرانی سائیں	۱۰۲	عبدالسلام
	کافیض	۱۰۲	دیپقان کو ولی بنا دیا
۱۱۴	اتبہ	۱۰۲	مجھ سے سولا کہ
۱۱۴	ذیل مزید	۱۰۳	عزیزوں کا جج
۱۱۵	حضرت خواجہ غلام فرید	۱۰۳	شجاع آبادی کو بچایا
۱۱۵	اویسی نقرہ کا معروض	۱۰۴	ہندو ذاکر بن گیا
۱۱۵	تعارف میں نور الصمد	۱۰۴	نگاہِ ولی کی تاثیر
۱۱۶	خواجہ نور محمد قدس سرہ نارو والا	۱۰۵	کسان کو رنگ دیا
۱۱۶	بھوپندی شریف پرنیس	۱۰۵	کفر ٹوٹا
۱۱۶	مفتی سندھ و بلوچستان	۱۰۶	ہندو مسلمان ہو گئے
۱۱۶	سومیا سندھی	۱۰۶	سونے کا حیر
۱۲۰	لکڑہ مجذوب بلوچستانی	۱۰۸	بے اختیار کلمہ
۱۲۰	بلوچستان کے فقراء پر سیرانی کافیض	۱۰۸	بد زبان بڑھا
۱۲۱	میاں سمبہ کاکمال	۱۰۹	راجہ مہاراجے مسلمان
۱۲۱	اخوند صاحب کا بیان	۱۱۰	نور شاہ مجذوب
۱۲۱	خلفاء کرام	۱۱۰	ہم تر نائل بکر مہیا



ط

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۲	انزالِ دوہم	۱۲۳	تعارف حاجی کچی رحمانہ
۱۳۲	اپنے مرشد کا فیض	۱۲۳	حضرت حاجی کچی کا مقام عرفانی
۱۳۵	رابعہ زماں	۱۲۶	معاصرین نظام
۱۳۵	امراء و حکام اور افسروں سے تباؤ	۱۲۶	تعلیم و تکریم اور عقیدتِ آداب و احترام
۱۳۵	نواب نصیر بروہی بلوچستان		و نسبت و محبت
۱۳۶	نواب بہاول پور	۱۲۷	بزرگوں کا ادب و عقیدت
۱۳۶	گورنر ملتان	۱۲۷	شیخ کے وصال سے بے قراری
۱۳۶	والہی ریاست بہاول نپہر	۱۲۸	پیر و مرشد کے خلاف کا ادب
۱۳۷	نواب مبارک خاں کوتنہ	۱۲۸	شیخ کے شہر کا کتا
۱۳۷	نواب بہاول خاں کو نصیحت	۱۲۸	شیخ کے پیامی کا ادب
۱۳۷	ملوک شاہ سے ملاقات		شیخ کے شہر کا پتھر
۱۳۸	کشف و کرامات	۱۲۸	شیخ کی اولاد کا ادب
۱۳۸	کرامت مام شافعی	۱۲۹	شیخ کا ادب
۱۳۹	کرامت شیخ شہاب الدین سہروردی	۱۲۹	دیگر مشائخ کا ادب و عقیدت
۱۴۰	کرامات اربابِ حق	۱۳۰	گنج شکر کا بہشتی دوازہ بلکہ
۱۴۱	کرامات کے منکرین	۱۳۰	پاک تپن کا ٹیلہ بھی بہشت کا در ہے۔
۱۴۲	قری گٹھی		سٹری نسبتی کا واقعہ
۱۴۲	انتباہ	۱۳۱	ہاروی سائیس کا کمال
۱۴۳	دور و نزدیک سننے والے کان	۱۳۲	ہاروی صاحب کا ادب
۱۴۵	اہل کمال کے کمال کا موازنہ	۱۳۳	حادثہ منظم کی تقلید
۱۴۶	سیرانی بادشاہ کی کرامات	۱۳۳	



ع

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۸	الحیاء بعد الماتہ	۱۴۸	ماورنہاد ولی اور بچپن کی کرامات
۱۵۶	دری غسل	۱۴۸	سردہ بی بی زندہ ہو گئی
۱۵۹	بوئے حق	۱۴۹	شکر و نیکر کا آنا موقوف
۱۶۰	تیسرے نام سے پکارنا		
۱۶۰	حجام کار کا دلپس	۱۴۹	تاکمال موجود کرامت
۱۶۱	ایمان بچانیا	۱۴۹	اعجاز پاکرامت
۱۶۱	سیرانی بادشاہ	۱۵۰	نقصیت وصال کے بعد
۱۶۲	پیر نے بیٹا عطا فرمایا	۱۵۰	تیسرے نام سے پکارنا
۱۶۲	عطری بنا دیا	۱۵۱	موجود تھے آپ اور میں بیداری اور خواب میں
۱۶۳	مصری کے کٹر	۱۵۱	وصال کے بعد بیداری میں زیارت کرانا
۱۶۳	عمر عرب شریف اور مغرب پاکستان میں	۱۵۲	طی الارض
۱۶۳	منٹوں میں کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا	۱۵۲	بیک وقت دو جگہ موجود
۱۶۴	انامح غائب	۱۵۲	دوسرا موقع
۱۶۴	بت گر پڑے	۱۵۳	عطیہ دستار از نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم
۱۶۴	روپوں کی بارش	۱۵۴	بیداری میں زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
۱۶۵	دونوں جہان کی نعمتیں ان کے خالی ہاتھ میں	۱۵۶	عزتِ عظیم کی زیارت بیداری میں
۱۶۵	ریت کا ٹیلہ یا سونے کا ڈھیلہ	۱۵۶	سمندر سے فقرا و سمیت پار
۱۶۵	امیر بننے کا نسخہ	۱۵۷	الحیاء بعد الماتہ
		۱۵۸	قبر میں بھی زبان بند

ف

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷۲	سند کے ہوتی	۱۷۶	پیرانی خانی گنیشکر
۱۷۱	شاکستہ کا آدو ملاحظہ	۱۷۶	رُریہ کے گھڑیں
۱۷۱	سید کو فقیر ساں بنلویا	۱۷۶	دودھ یا چاندی
۱۷۱	پیر ہر تو اب	۱۷۶	نکھو چوروی
۱۷۱	شیر کو ملا	۱۷۶	دانت ٹھیک ہو گئے
۱۷۱	گھیتی کا کام تمام	۱۷۶	نار عشق کا ٹھہر
۱۷۸	جیسے فرمایا ویسے ہوا	۱۷۸	یوانہ بونے والا
۱۷۸	تخصیصت پیر کا ہو گیا	۱۷۸	مصلیٰ کی تسخیر
۱۷۸	ٹھوکرے کی کاتھ سونے یا لویا	۱۷۸	بکھو کا حیا
۱۷۸	فیض کا در	۱۷۹	المدینہ حکم اللین
۱۷۸	مٹی میں اویس قرآن کے ساتھ	۱۷۹	قرآن کا ذالی اور سیرانی قدس سرہ کا کمال
۱۷۸	تاریت کی برکتیں	۱۸۰	فائزہ
۱۷۸	کشف قبر	۱۸۰	سما رح اور حضرت اویس قرنی
۱۷۸	تعمیر کی تاثیر	۱۸۱	ازالہ ویم
۱۷۸	درود و مناجات	۱۸۱	ترجمے کا گیارہ یا روپا پیوں کی کلان
۱۷۸	آنسو جھپکنے ہی منزل ہے برائی	۱۸۱	تغفیر جینے سزا
۱۷۸	بکر عظیم کبیر	۱۸۲	تیموگاز در ٹوٹا
۱۷۸	شہر عظیم آباد	۱۸۳	اشادہ کام کر گیا
۱۷۸	بیواری اور خطاب برابر	۱۸۳	قلیل علم تھیں سب سے بڑے کھیا
۱۷۸	خضروں میں تمام کتابیں ہو گئی	۱۸۳	یا حکم دین



## ک

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۲	چراغِ مقبلاں	۱۸۵	جسم مبارک کا گھستا برضا
۲۰۶	مریدین اور عوام کی عقیدت	۱۸۶	فرشتہ خدام
۲۰۶	عقیدت ہو تو ایسی ہو	۱۸۶	ورد سے سلام
۲۰۷	در بدر سیرانی کی درس گاہ	۱۸۶	گامن شاہ کو دعا
۲۰۷	احضات اور ان کے جوابات	۱۸۷	چراغِ شاہ
۲۰۸	جواب اور بحثِ سماع	۱۸۷	وصال شریف کی کلمات
۲۰۹	دیوانہ مستانہ	۱۸۸	انتباہ
۲۰۹	سوار مست تو سواریاں مست	۱۸۸	حادثہ وفات
۲۱۰	گھوڑا دنٹ مست	۱۹۶	کرامت اندر شریف
۲۱۰	مخفلوں کا رنگ	۱۹۶	سنِ وصال
۲۱۰	ہر ایک کے نصیب کہاں	۱۹۶	تاریخِ طئے وصال
۲۱۰	سب کے سب سر مست	۱۹۶	در بدر حضرت سیرانی قدس سرہ
۲۱۱	سماع سے لیا بعد اللہ	۱۹۷	خانقاہ مبارک کی تعمیر
۲۱۲	مست چڑیا	۱۹۹	درسِ بہت
۲۱۳	سماع جائز	۲۰۰	مزار کا اندرونی حصہ
۲۱۳	خرقانی کا ارشاد	۲۰۰	تعمیرِ مسجد
۲۱۳	لطیف	۲۰۱	درگاہ کی حاضری
۲۱۳	تحقیقِ مسئلہ سماع	۲۰۲	پرستِ مقابر
۲۱۶	عباراتِ فقہاء	۲۰۳	غرسس کی تقریب
۲۱۹	تحقیقِ ابنِ حجر	۲۰۳	در بدری کرسی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳۹	رکن عالم طہانی	۲۱۹	کون سا سماج حرام اور کون سا مباح
۲۳۷	صحابہ کے دور میں	۲۲۰	تحقیق گیسو وارز
۲۳۷	قبر پڑھتے ہیں	۲۲۰	خلاصہ البحت
۲۳۸	زندہ مردہ	۲۲۱	قاتل گنہ بخش
۲۳۸	کون کتبہ ہے ولی مرگئے۔	۲۳۳	حضرت امام نزاری اور سماج
۲۳۹	مردہ نے زندہ کو مسئلہ سمجھایا	۲۲۵	شرائک سماج
۲۳۹	میں کل مر جاؤں گا	۲۲۵	مقامات سماج
۲۳۹	موت کیا ہے؟	۲۲۶	حضرت غوث الاعظم اور سماج
۲۴۰	اہل قبر کے ساتھ گفتگو	۲۲۷	حضرت غوث الاعظم کا خود سماج سننا
۲۴۰	قبر سے سورۃ ملک پڑھنے کی اولاد	۲۲۸	خواجہ شہاب الدین سہروردی اور سماج
۲۴۰	امام حسین کا سر مبارک بوتل ہے۔	۲۲۹	حضرت شیخ کا قرآن سے اخذ جو سماج
۲۴۰	تلاوت سورۃ یسین۔	۲۲۹	چند اعتراضات اور ان کے جوابات
۲۴۱	سیر و سیاحت	۲۳۰	دفن کے بعد لاشن کا نانا
۲۴۱	ذرا بتہ	۲۳۱	بہلانی کی تحقیق
۲۴۲	دنیا کا بڑا سیاح	۲۳۱	بغدادی کی تحقیق
۲۴۲	حرفِ آخر	۲۳۱	حضرت محمد امین کا تعارف
۲۴۲	پہل	۲۳۲	ابوسینا کا انجام بہ
۲۴۳	آخری گزارش	۲۳۳	امام رازی اور امام نزاری کا تعارف
		۲۳۵	انشاء و ہم
		۲۳۵	صاحب دلائل کی نقل قبر اور ان کے کلمات



# انتساب

حضرت پیر و مرشد خواجہ الہی پیر

محمد الہی رتھیکہ

سید محمد نجیب حضرت سیرانی بادشاہ

پیر مراد

سے جانشین و فقیر بنے، ان کے ساتھ خصوصی توجہ تھی بن کے عظیم فقیر کی  
لائی ہوئی ہے شیخ مشن کے حالات زندگی کو مزید مدد دینا پیش کیا۔

اولیٰ غور

میاؤں پور

۱۱ محرم ۱۴۰۶ھ بروز بدھ

## ابتداءً

### از فاضل جلیل مولانا مفتی حافظ محمد صالح اویسی زید مجدہ

حضرت قدوة السالکین، سلطان العارفين خواجہ محکم الدین کبیرانی قدس سرہ العزیز برصغیر پاک و ہند کے عظیم اولیاء اسلام میں سے ہیں۔ آپ نے علم و عمل، اخلاق و کردار، محبت و پیار اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دین اسلام کی عظیم الشان خدمات انجام دیں۔ کئی گمشدہ گانِ ارادت کو راہِ ہدایت پر گامزن فرمایا آپ نے پوری زندگی اپنے رسول اور تزکیہ نفس میں گزار دی آپ نے احسن طریقے سے تبلیغ اسلام کے فرائض انجام دیئے۔ حضرت قبلہ خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز کے سوانح حیات پر ایک جامع کتاب کی ضرورت تھی۔ استاد العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ محمد فیض احمد صاحب اویسی دامت برکاتہم العالیہ نے کتاب بذات تصنیف فرما کر ملت اسلامیہ پر بالعموم اور منسلکین سلسلہ اویسیہ پر بالخصوص بڑا احسان فرمایا ہے۔ نثر جو صاحب قدس سرہ العزیز کے بارے میں بہت سی کتابیں قارئین نے دیکھی ہوں گی مگر حضرت قبلہ شیخ الحدیث نے اس کتاب کو جس انداز سے مرتب فرمایا ہے یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔ یہ کتاب جدید طریقے کی تحقیق پر لکھی گئی ہے اور بفضلہ تعالیٰ ہر موضوع پر بحث کی گئی ہے یہ کتاب موجودہ شاخ نظام کے لئے درس نصیحت ہے۔ مردہ دلوں میں ایک نئی روح پھونکتی ہے انسانِ زندگی کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور محبت کا سبق دیتی ہے اور منسلکین سلسلہ اویسیہ کو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دیتی ہے۔ کتاب کے مطالعے سے پتا چلے گا کہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز صرف نام کے ولی یا پیر نہیں بلکہ اپنی زندگی کا اعلیٰ نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔

مفتی محمد صالح اویسی ناظم اعلیٰ مرکزی دارالعلوم جامعہ اویسیہ ضریہ ساہیوالہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوة  
والسلام علی رسولہ مظهر لطفہ الذی کان نبیا و آدم  
بیت الماء والطیبین واصحابہ الطاہرین و اولیاء  
امتہ الکاملین و علماء ملتہ اجمعین ۔

اما بعد! اولیاء اللہ کے حالات اور کمالات و کرامات پڑھنا سنتا موجب نجات  
اور کفارۃ ذنوب و سیئات ہے۔ حدیث شریف میں ہے :

ذکر الانبیاء عبادۃ و ذکر الصالحین طاعة و کفارة للذنوب

(او کما قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اور ان کے ذکر پر رحمت باری کا نزول ہوتا ہے۔ اسی لئے فقیر اویسی نے اپنے پیران پیر شیخ المشائخ  
سلسلہ اویسیہ کے سترناج بلکہ آفتاب حضرت حافظ خواجہ محمد عبداللہ المعروف پیر حکم الدین  
سیرانی قدس سرہ کی سوانح عمری اور ان کے علمی و عملی کمالات و کرامات پر یہ مجموعہ مرتب کر کے  
اس کا نام "ذکر سیرانی" تجویز کر کے اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی آرزو کی ہے۔

انہ حرى ان یتقبل کما تقبل من احبائہ الکاملین بجاہ حبیبہ

سید المرسلین و اولیاءہ اجمعین و صلی اللہ علیہ وآلہ

الطیبین واصحابہ الطاہرین (آمین)

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

## قطعہ فارسی

خواجہ سیری ز نورِ حق مشغول غوث آفاق مظہر بے چوں  
 جادوی چشم تو کہ زہرہ صفت صد فلک قید شان بیک افسوں  
 معجز عیسیٰ از محبت ظاہر خضر بر خط سبز تو مفتون  
 از کمال مقام تو واقف نشود گرچہ باشد افلاطون  
 شائق خستہ را بہ لطف نواز

ہر دم از خوان تو بود میمون

- ترجمہ: ۱۔ خواجہ سیرانی نورِ حق سے بھرپور ہیں غوثِ زمانہ اور مظہر ذات بے چوں ہیں۔  
 ۲۔ آپ جادوئے چشم اور زہرہ صفت ہیں ان کے ایک دم سے صد فلک متید ہیں۔  
 ۳۔ آپ کی محبت سے عیسوی معجزات ظاہر ہیں آپ کے سبز خط پر حضرت خضر علیہ السلام جیسے فریقتہ ہیں۔  
 ۴۔ آپ کے کمال کے مقام سے کسی کو واقفیت نہیں ہو سکتی اگرچہ افلاطون بھی اٹھ کر کیوں نہ آجائے۔  
 ۵۔ شائق عاجز کو لطف سے نوازئیے۔ ہر دم آپ کے خوانِ نعمت سے نواز جائے۔

## شانِ اولیاءِ کرام

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موجِ نفس ان کی  
 تمنا در دل کی ہو تو کر خدمتِ فقیروں کی  
 الہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں؟  
 نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں  
 نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو  
 یہ بیضائے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں؟  
 ترستی ہے نگاہِ نارسا جس کے نظارے کو  
 وہ رونقِ انجمن کی ہے انھی خلوت گزینوں میں  
 (اقبالؒ)

# کھل برادری

اگرچہ مقسوم لڑکی ذات پات کا محتاج نہیں لیکن فطرت کا تقاضا ہے کہ بعض نیک اثرات پشتوں تک چلے جاتے ہیں۔ کھل برادری میں یوں، تو میت سے میرے جواہر روحانی ہوں گے لیکن ہماری معلومات کے مطابق چار بزرگ ایسے ہیں جن پر عالم اسلام نازاں ہیں :

۱۔ حضرت حافظ عبدالمالک اوسسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ قبلاً عالم حضرت خواجہ نور محمد بہاری رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت حافظ ولیم رحمۃ اللہ علیہ

یہ افراد اس قوم کے جواہر ہیں جسے کھل برادری کہا جاتا ہے۔

## مجاہد کھل :

کھل برادری کو فخر حاصل ہے کہ انھوں نے پنجاب میں انگریزوں کے خلاف مزاحمت کی انگریزوں پنجاب میں قابض ہونے سے پہلے ہی اسے بازوئے شمشیر زن سمجھتے تھے ان کے خلاف کھل برادری کے بعض اکابرین نے جذبہ حریت کے تحت جہاد کیا اور انگریزوں پر یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس خطے پر قابض ہونا آسان نہیں۔ انگریزوں نے اپنی حکمت عملی کے تحت کھلوں کو پھاڑنے کے لئے گوگیرہ کو اپنا سپہ سالار بنا لیا اور ایک ایفٹینٹ گورنر ڈبیرکے نے یہاں مستقل سکونت اختیار کر لی یہ بدست انگریزوں نے اپنے گھڑے پر سوار ہو کر کھل برادری کے بہتے افراد کو گولیوں کا نشانہ بنانا اور اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے کھلوں کے لئے چیلنج بن جانا کھلوں کی قیادت جہاد کے ایک



مجاہد آزادی احمد خاں کھل کے ہاتھ میں تھی پوری برادری سمیت دیگر برادریوں مثلاً فیتانوں اور وٹوں کے بعض جری فوجوانوں نے بھی ان کا ساتھ دیا انہوں نے انگریزوں کے خلاف مزاحمت کے لئے گوریلا جنگ کے اصولوں کو اپنایا۔ انگریزوں کی ڈاک کے نظام کو معطل کر دیا اور پھر جس راستے پر گورنر لارڈ برکلے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تحریک آزادی کے حریت پسندوں کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنا تاہم ایک ہی رات میں احمد خاں کھل کے ساتھیوں نے دریائے راوی کی رات اور مٹی کی تہہ ایسے پچھا دی کہ جب صبح کو برکلے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا تو اس کا گھوڑا اس دلدل میں پھنس گیا برکلے نے گھوڑے سے اتر کر فرار ہونے کی کوشش کی مگر اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اس نے گولیاں چلا کر پستول خالی کر دیا تو چھپے ہوئے مجاہدین نے لاشیوں سے برکلے کو چہنم رسید کر دیا۔ احمد خاں کھل اور ان کے مجاہدوں کا ہیڈ کوارٹر سید والا کے قریب راوی کنارے ایک گاؤں مہر آباد کے قریب تھا احمد خاں کھل انگریزوں کے خلاف اپنی تحریک جہاد کو پورے پنجاب میں پھیلانے اور اسے کامیاب بنانے کے آرزو مند تھے ان کے ساتھی ان پر جان نثاری کے لئے ہر وقت تیار رہتے انہوں نے محسوس کیا کہ انگریزوں کے خلاف اس تحریک جہاد کو کامیاب بنانے کے لئے کشمیر کے مسلمان مبارک سے جنگی امداد حاصل کی جائے اس کے لئے وہ اپنی حکمت عملی کی تیاریوں میں بھی مصروف رہے۔ انہوں نے پہلی بار انگریزوں کو شکست دی اس وقت انہیں ہزاروں جاں باز ساتھی مل گئے جنہوں نے پوری جرات اور مہم نگی سے انگریزوں کے عزائم کو ناکام بنا دیا۔ گوگیرو کے ایک زمین دار رائے ساون خان نے احمد خاں کھل کا ساتھ دیا۔ ساون خان اس جنگ میں شہید ہو گیا جس میں احمد خاں کو انگریزوں پر فتح نصیب ہوئی۔ ساون خان کے بیٹے ساون خاں نے بھی مردانگی کے جوہر دکھائے مگر دوسری بار جب احمد خاں کھل کے خلاف دہلی سے انگریزوں نے ملک پہنچائی تو اس وقت بڑی گن کی طرائی ہوئی احمد خاں کھل شہید کے ساتھ کمالیہ کے رائے سرفراز اور سکھ سوار بیدی تھا۔ انہوں نے غلامی سے جنگ کے دوران احمد خاں کھل کا مراسم وقت تن سے جدا کیا جب وہ اللہ تعالیٰ

کے حضور سربسبود تھے۔

## مہمان نواز کھل :

کھل بہ حیثیت مجموعی بڑے مہمان نواز اور ڈیر سکوار کے بڑے بڑے ریورڈ پائنا ان کا قدرتی مشغلہ رہا ہے جب ان کی بیٹھک چوٹی پہنچے داناٹی کی گرہیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔ مویشیوں اور انسانوں کی کئی پیچیدہ بیماریوں کے علاج کے لئے ان کے پاس لاجواب مجرب نسخے ہیں۔

## زیرک زباں کھل :

یہ برادری داناٹی اور عقل مندی میں عدیم المثال ہے۔ یہ واقعہ بھی زود عام ہے کہ ان کی برادری کا ایک فرد کو گیرہ کے علاقے میں رہتا تھا زیادہ دودھ دینے والی بھینس خریدنے کے لئے اس نے دیانے راوی عبور کیا جس گاؤں میں اسے جانا تھا وہ ابھی کافی دور تھا کہ غروب آفتاب کی وجہ سے راستے میں ایک گاؤں میں وہ اپنی برادری کے ایک فرد کی حوٹلی میں رات گزارنے چلا گیا۔ خاندان کے سربراہ نے اس کا خیر مقدم کیا اس کے لئے چارپائی بچھا دی اس کے لئے پہلے رٹی لائی گئی اور جب سوتے وقت اسے دودھ کا گلاس پیش کیا گیا تو اس نے دودھ پیتے ہی کہنا شروع کر دیا کہ اسے جس بھینس کا دودھ دیا گیا ہے وہ بھینس اس کی ہے جسے چند سال پہلے چوری کر لیا گیا تھا۔ مسافر اور اس کے میزبان کے درمیان ساری رات تکرار جاری رہی صبح اس معاملے کو گاؤں کے بڑے زمین دار کھل کے سامنے پیش کیا گیا۔ لڑشات نے فریقین کے مابین کوئی قبل بل فیصلہ نہ کر لیا جب گاؤں سے رخصت ہونے تو میزبان کی ایک بیٹی جو مولشیروں کا گورنمنٹ میں مصروف تھی مسافر کے پاس آئی اس نے مہمان سے پوری گفتگو سنی اور ان کے لئے اسے ایک ہفتے کے بعد آنے کا مشورہ دیتے ہوئے سچ کیا کہ اگر وہ ایک ہفتے کے بعد ثابت کرے کہ جس بھینس کا دودھ اس نے رات کو پیا ہے وہ اس کی ملکیت ہے تو اسے وہ بھینس دے گی ورنہ اسے ایک ایسا جانور ہے

جو ثقیل اشیاء کو بھی ہضم کرنے کی قوت رکھتی ہے مگر ثابت گندم اس کے نظام ہضم کے لئے ناقابل برداشت ہے اگر کسی بھینس کو ثابت گندم کھلا دی جائے تو ثابت گندم اس کے پیٹ سے باہر آکر گوبر بن جاتی ہے۔ لڑکی نے اپنے بہان کی بھینس کو ثابت گندم کھلائی جس کا بالآخر گوبر بنا لڑکی نے اس گندم کو پانی سے دھویا اسے خشک کر کے چکی میں اس کی پسائی کی اور اس آٹے سے پرائٹھے پکا کر اپنے مصلیٰ اور اس مسافر کے آگے رکھ دیئے۔ مصلیٰ آنکھیں بند کر کے پرائٹھے کھا گیا مگر بہان نے پرائٹھے سونگھ کر کہا کہ یہ آٹا تو گوبر سے ملاوٹ کی گئی گندم سے تیار کیا گیا ہے۔ لڑکی مسافر کی بات سن کر حیران رہ گئی اور اسے اپنے باپ کے ساتھ اس چوٹی میں لے گئی جہاں بہت سی بھینسیں بندھی ہوئی تھیں۔ مسافر نے ایک لمحے کا توقف کئے بغیر اپنی بھینس کو پہچان لیا اور بھینس لے کر وہ اپنے آبائی گاؤں چلا گیا۔

## مزاحیہ لطیفے :

کھل برادری کے بزرگ کئی بڑے بڑے افسروں سے اس انداز میں بات

کرتے ہیں کہ انتظامی امور کے ماہر ہیرو کرٹیس کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔ یہ واقعہ بھی اپنی جگہ کوئی افسانہ نہیں کہ موجودہ دفاع سیکرٹری پیرولیم شیخ اطہار الحق جب ریلوے صدی قبل ضلع شیخوپورہ کے ڈپٹی کمشنر تھے وہ ایک گاؤں میں کھلی کھیری لگا کر لوگوں کی شکایت سن رہے تھے کہ ان کا تعارف ایک ایسے معترض شخص سے کر لیا گیا جس کی عمر ۲۰ سال تھی۔ ڈپٹی کمشنر موصوف بے حد خوش ہوئے اور اس معترض شخص سے کہنے لگے کہ بابا میرے حق میں دعا کریں۔ بابا میرے حق میں دعا کریں۔ بابا نے ہاتھ اٹھائے اور یوں سب کشا ہوئے کہ اے باری تعالیٰ ہمارے صاحب کو پوری بنا دے۔ ڈپٹی کمشنر جوان دنوں جوانی کی ابتدائی منزلوں میں تھے بڑے سینچ پا ہوئے اور کہنے لگے کہ بابا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے میں ڈپٹی کمشنر ہوں پوری کیا شے ہے اس پر معترض شخص نے ڈی سی سے پوچھا کہ صاحب آپ یہ بتائیں کہ آپ ماہ وار کتنی تنخواہ لیتے ہیں ڈپٹی کمشنر نے جب اپنی ماہانہ تنخواہ بتائی تو اس معترض شخص نے کہا کہ صد



پھر تو آپ کے مقابلے میں ہمارے پٹواری کہیں بہتر ہے جو روزانہ اتنی رقم بطور رشوت لیتا ہے جتنی آپ ماہانہ تنخواہ لیتے ہیں۔ ڈیپٹی کمشنر بے حد پریشان ہوئے انھوں نے متعلقہ پٹواری کو بلایا اور اسے نوکری سے ہی برخواست کر دیا۔

کھرن پیر پرست : کھرن زیادہ تر دور مغلیہ میں حضرت شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ

کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جن کا مزار چنیوٹ کے قریب ہے۔

سیرانی بادشاہ کے آباء واجداد : کھرن برادری کی خوش قسمتی سے ضلع اوکاڑہ

کی بستی گوگیرہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہاں ۱۳۷۰ھ میں ایک قطبِ زماں نے جنم لیا۔ والدین نے عبداللہ نام رکھا لیکن شریقت کے اضلی منصب پر نائز ہو کر محکم الدین صاحب السیر اور سیرانی بادشاہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

آپ کا شجرہ نسب چندر بنسی خاندان کے راجہ ستنا پور سے ملتا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ کی نظر کیسیا اثر نے گڈاں نامی ایک شخص کو بزرگی کے بلند مرتبے پر پہنچایا۔ یہی بزرگ بعد میں بخشش کے نام سے مشہور ہوئے جن کی اولاد میں سے حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ پیدا ہوئے۔

اس بزرگ کی مزار بگھیا (اوکاڑہ) میں اب بھی موجود ہے۔

آپ کی کئی پشتوں میں اکثر حضرات نہ صرف عالم و فاضل تھے بلکہ آپ کی

۱۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور اگست ۱۹۸۵ء

یہ علمی برادری کے متعلق ہے نہ ہمارے مددگار کے آباء واجداد سپداغریب نواز حضرت

اجیری رحمۃ اللہ کے دستِ حق پرست پر اسلام لانے میں جس کی تشریح اوپر ملاحظہ فرمائیے۔

واللہ بھی حافظہ قرآن تھی جس کا پتا ہمیں آپ کے شجرۂ اصلی سے ملتا ہے اور جہاں  
کھل قوم کا بہادری اور دلیری میں کوئی ثانی نہیں وہاں اُسے یہ بھی فخر حاصل ہے  
کہ اس قوم نے سلسلہ طریقت کے نام در بزرگان دین حضرت خواجہ عبدالخالق، خواجہ  
محکم الدین، حضرت خواجہ نور محمد ہاروی اور حضرت حافظ دائم جیسے باکمال انسانوں  
کو جنم دیا۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ)

اگرچہ آپ کی پیدائش بستی گوگیر خاص ضلع اوکاڑہ میں ہوئی لیکن آپ  
نے بستی گوگیر سے نقل مکانی فرما کر بستی صوحا شریف حضرت دیوان چاولہ مشائخ  
سے پانچ میل مغرب کی جانب سکونت اختیار فرمائی۔ نقل مکانی کے متعلق روایت  
ہے کہ آپ اپنے شہزادوں کے ساتھ کھیتی باڑی کرتے تھے۔ آپ زمانہ طفلی سے  
ہی خدا رسیدہ تھے اس لئے کہ آپ جو بھی پیش گوئی فرمادیتے یا جو لفظ بھی آپ کے  
منہ سے نکل جاتا وہ ضرور پورا ہو جاتا تھا۔ چنانچہ باوردی کے آپس کے اختلافات کی  
وجہ سے ایک مرتبہ چنے کا کھیت کاٹتے ہوئے جھگڑا برپا ہوا تو قرابا ایک شریکوں  
میں رہ کر پاس ادب نہیں رہتا اس لئے ترک وطن کیا جائے لیکن آپ کے ایک چچا  
محمد فاضل صاحبؒ یہ کہہ کر وہاں رہ گئے کہ شریف کہیں گے کہ درگم جاگ گئے چنانچہ  
محمد فاضل صاحبؒ کی اولاد ابھی تک وہیں موجود ہے۔

حضرت محمد بخشؒ کے پوتے حضرت حافظ محمود صاحبؒ کے سات  
بیٹے جن میں سے تین اولاد اور چار کی اولاد ہوئی۔

حافظ محمود صاحبؒ کے ایک بیٹے حافظ محمد طاہر صاحبؒ ہیں سے حضرت  
سلطان العاشقین خواجہ عبدالخالقؒ پیدا ہوئے جن کی مزار بخشن خان تحصیل پٹنیاں  
میں ہے اور سجادہ نشین حضرت خواجہ صالح محمد صاحبؒ ہیں۔ حافظ محمود صاحبؒ  
کے دوسرے بیٹے حافظ محمد صیب صاحبؒ کی اولاد شاہ کرم تحصیل منجمن آباد میں مقیم

ہے اور ان کے سجادہ نشین حضرت میاں غلام رسول صاحب ہیں۔ حضرت حافظ محمود صاحب کے تیسرے بیٹے خواجہ محمد فاضلؒ کی اولاد گوگیرہ (اوکاڑہ) میں رہائش پذیر ہے۔

حافظ محمود صاحب کے چوتھے صاحب زادے حضرت قبلہ حافظ محمد عارفؒ کی اولاد میں سے حضرت خواجہ سیرانی بادشاہؒ، حضرت خواجہ امان اللہ، عنایت اللہ اور ہدایت اللہ پیدا ہوئے۔ اور ان کی اولاد خانقاہ شریف ضلع بہاول پور میں مقیم ہے۔ حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی کے تین مجاہدوں میں سے صرف حضرت خواجہ امان اللہ صاحب کی اولاد ہوئی اور خواجہ امان اللہ چاولہ مشائخ کی مزار پر چلے کر تہہ ہوئے شہید ہوئے۔ ان کی مزار دربار چاولہ مشائخ میں ہے۔

حضرت خواجہ محکم الدین سیرانیؒ تمام عمر مجرب رہے۔ اور آپ نے ساری عمر شادی نہ کی۔ بلکہ تمام زندگی خدمتِ خلق اور فیضِ رسانی میں بسر کر دی۔ آپ نے اپنے بھتیجے کو بیٹا بنایا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ کے بعد حضرت کے چھوٹے بھتیجے حضرت خواجہ سلطان احمد دین رحمۃ اللہ کو دستار پہنائی گئی۔ بڑے بھائی نے دستار بندی خود کرانی۔ دستار بندی کے بعد بڑے بھائی نے جو تا اٹھا کر چھوٹے بھائی کے آگے رکھ دیا۔ یہ دستار مبارک کے ادب کا اظہار تھا۔ دستار بندی کے وقت وہی دستار اور کرتہ استعمال کیا گیا جو کہ زہر خوردنی کے وقت آپ نے زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ جس پر زہر ہلے تے کے نشان بھی تھے جو کہ بعد میں بطور تبرک اور برکت محفوظ کر لیا گیا۔

حضرت خواجہ محکم الدین سیرانیؒ کے بڑے بھتیجے حضرت خواجہ محمد الدینؒ کی اولاد صرف دو پشت تک چلی۔ چھوٹے بھائی حضرت خواجہ سلطان احمد الدینؒ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد چلی پھولی اور تاحال دربار عالی کی زینت انھی حضرت کی اولاد



ہے خدا کرے تا قیامت ان حضرات کا رد سانی راج قائم ہے۔ (آمین)  
میرے ایک پیر بھائی حافظ خورشید احمد ملتانی نے بارگاہ سیرانی بادشاہ میں  
یوں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

آباد ہے ہر دم سے خانہ سیرانیؒ

معمور ہے رحمت سے پیمانہ سیرانیؒ

آتا ہوں جب تیرے دربار میں آقا

سب کہتے ہیں وہ آیا دیوانہ سیرانیؒ

مے خانہ قرنی سے اک جام پلا ساتی

بن جاؤں جسے پی کر مستانہ سیرانیؒ

صدقہ شہ محکم کا ایماں ہو میرا محکم

لب پر میرے دم کا شانہ سیرانیؒ

پھر خواجہ صالح کے صدقے میں خداوند

سر پر ہو میرے نعل شہانہ سیرانیؒ

سلطان کے صدقے میں کر صدق عطا مجھ کو

بن جاؤں میں دنیا میں پروانہ سیرانیؒ

پھر خواجہ شہاب الدین کے پر تو بہت سے

دول جانو جگر جا کر نذرانہ سیرانیؒ

خورشید نہ جائے گا کبھی خالی اس در سے

منزن ہے کرامت کا شانہ سیرانیؒ

۱: حضرت خواجہ محمد سلطان بلا دین اویسی قدس سرہ

# شجرہ نسب حضرت خواجہ محکم الدین میرانی

مرتبہ

محمد حسن خاں میرانی محلہ کچل پورہ شہر بہاول پور بتاریخ ۱۱ نومبر ۱۹۸۰ مطابق ۱۳۰۱ھ

سنگی

گلون

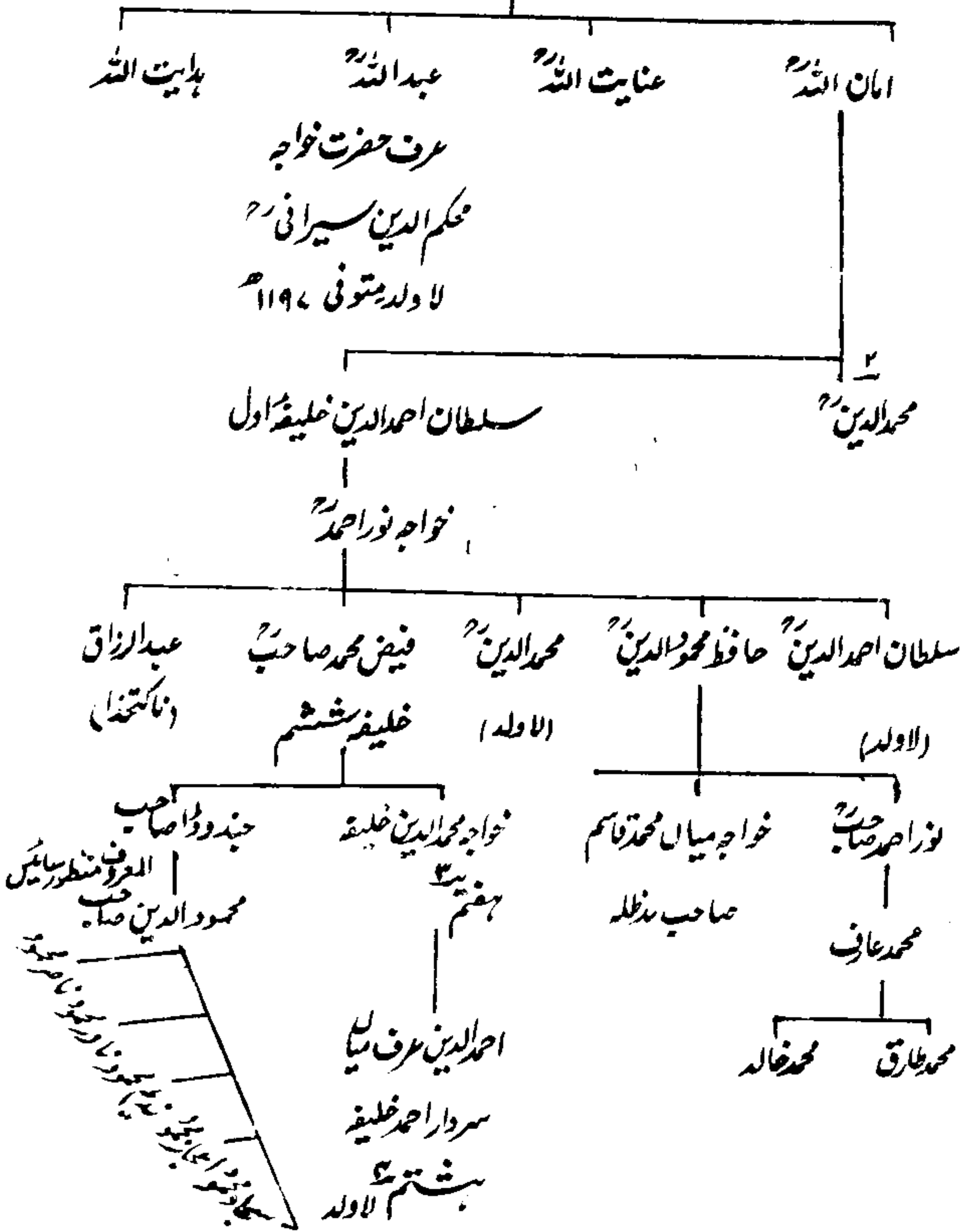
حضرت حافظ محمد یعقوب

حافظ محمود صاحب

حافظ طاہر	حافظ طیب	حافظ محمد عارف	حافظ محمد فاضل	حافظ عادل	حافظ کمال
	شاہ کرم د	شاہ کرم د	شاہ کرم د	شاہ کرم د	شاہ کرم د
خواجہ عبدالقادر	گوگیرہ خاص	گوگیرہ خاص	گوگیرہ خاص	گوگیرہ خاص	گوگیرہ خاص
اولیسی	والوں کے	والوں کے	والوں کے	والوں کے	والوں کے
متوفی ذوالحجہ ۱۱۸۶ھ	موت علی	موت علی	موت علی	موت علی	موت علی

۱: اس نام پر مجھ بخش تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمہ اللہ عنید  
متوفی ۵۶۲۳ھ نے گلون کو منتشر باس لاس کیا۔ مجھ بخش کا مزار لکھیا بلوانی  
ضلع اوکاڑہ میں ہے۔

## حافظ محمد عارفؒ



۱۔ خواجہ محمد عارفؒ ۱۸۷۸ء میں زندہ تھے ملاحظہ ہو "صادق الاخبار" ص ۳۲ مورخہ یکم جولائی ۱۸۸۷ء

۲۔ ان کے چار بیٹے کے قادری بخش، فیض بخش، غلام محی الدین، غلام رسول تھے۔ اول الذکر تین لڑکے

فوت ہوئے۔ غلام رسول کے دو بیٹے غوث بخش و اویس بخش تھے۔ غوث بخش لاہور فوت ہوئے۔ اویس بخش

ایک لڑکا قانز بخش تھا جو لاہور فوت ہوا۔ ۱۲۷۷ متونی، اولی قعدہ، ۱۲۷۷ بصرہ سال ۱۲۷۷ متونی، ۱۸ اکتوبر ۱۱۹۷ھ (لاہور)



## خواجہ میاں محمد قاسم صاحب

صلاح الدین امان اللہ شہاب الدین نظام الدین نجیب الدین سیف اللہ منیر الدین  
صاحب صاحب صاحب صاحب صاحب صاحب

## خواجہ محمد بخش خلیفہ دوم

## خواجہ احمد یار خلیفہ سوم

خواجہ امان اللہ  
ناکتخدا

خواجہ امیر بخش خلیفہ چہارم

خواجہ امیر بخش  
خلیفہ پنجم لا ولد

خواجہ محمد بخش  
احمد یار  
عطا محمد

(دونوں طفلی میں فوت ہوئے۔)

(حضرت خواجہ امیر بخش رحمۃ اللہ علیہ کے بعد خواجہ فیض محمد ان کے بعد حضرت خواجہ محمد الدین رحمہ اللہ  
علیہما جانشین ہوئے ان کے بعد سردار احمد رحمۃ اللہ جانشین ہوئے۔ آپ کی وفات کے  
بعد جانشینی کا مسئلہ معروض التواء میں ہے۔ اویسی)

۱: یہ بھی ۱۸۷۸ء میں زندہ تھے۔ ملاحظہ ہو سصادق الاخبار ص ۳ مورخ

یکم جولائی ۱۸۷۸ء ۲ متوفی ۱۳۶۲ھ، ۱۹۴۵ء

# تعارف

آپ کا نام سیدنا مولانا شیخ المشائخ حضرت محمد عبداللہ المعروف خواجہ محکم الدین ہے اور اصل مسکن ضلع ساہی وال کے فتح پور گوگیرہ گاؤں میں تھا اور مزار اسٹیشن سمسٹہ سابق ریاست بہاول پور پاکستان کے قریب ہے چونکہ آپ نے تقریباً تمام مالک دنیا کی سیر کی اور تمام زندگی سیاحت میں گزاری اسی لئے آپ سیرانی اور صاحب السیر کے لقب سے مشہور ہیں۔

## پیدائش :

فتح پور گوگیرہ نامی بستی جو کہ اوکاڑہ کے قریب دریائے راوی کے کنارے واقع ہے میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد کا نام حافظ محمد عارف اور دادا کا نام حافظ محمود الدین تھا۔ آپ کا گھرانہ علم و عمل اور تقویٰ و طہارت اور عرفان کا گہوارہ تھا۔

آپ راجپوت قوم کی دلیر شاخ کھل سے تعلق رکھتے ہیں جس کا سلسلہ نسب بنسی خاندان کے مشہور راجہ فرماں رائے بہتاپور سے ملتا ہے۔ حضرت خواجہ نور محمد ہاروی قدس سرہ بھی اسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی صحیح تاریخ پیدائش معلوم نہیں ہو سکی۔ کسے کیا معلوم تھا کہ یہ بچہ ایک دن عالم اسلام کے لئے باعث افتخار بنے گا اور اس کی سوانح کے لئے تاریخ پیدائش کی ضرورت پڑے گی۔

اس کے علاوہ آج سے ۲۱ سال پہلے دیہات و قصبات میں عام لوگ لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے اس لئے بھی آپ کی تاریخ پیدائش محفوظ نہ رکھی

جاسکی۔ البتہ تخمیناً کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی ولادت مبارکہ ۱۱۳۷ھ میں ہو۔ اس لئے کہ خاندانِ اویسیہ کی روایت کے مطابق آپ کا وصال ۱۱۹۷ھ میں ہوا تھا۔ لہذا اس حساب سے آپ کا سنِ ولادت ۱۱۳۷ھ بنتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کی تصدیق یوں بھی ہوتی ہے کہ حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہاروی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اور محکم الدین لاہوری اکٹھے پڑھا کرتے تھے۔ محکم الدین مجھ سے عمر میں دو تین برس بڑے تھے اور حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۱۱۳۹ھ مشہور ہے۔ لہذا اس طرح بھی آپ کا سنِ ولادت ۱۱۳۷ھ بنتا ہے۔

### حلیہ مبارک :

آپ سرودند اور اونچے تھے اور تمام اعضاء مضبوط اور گٹھے ہوئے تھے۔ رنگ گندم گوں، سرمیاریک موزوں، لیکن سر کے بال کم تھے اور پیشانی مبارک معتدل نہ بہت کشادہ اور ملی ہوئی۔ چہرہ مبارک مائل بہ طرف چوڑائی نہ بہ طرف گولائی یعنی کشادہ روتھے اور آنکھ مائل بہ تنگی اور پلکوں کے بال کچھ کم لیکن نوک دل آنکھوں کی سفیدی بہت سفید اور سیاہی بہت سیاہ۔ ناک اونچی لیکن سوراخ معتدل ابرو کے بال درمیانہ اور پیوستہ۔ رخسار چمکیلا۔ ڈاڑھی ہلکی اور گول۔ منہ مبارک درمیانہ اور لب معتدل۔ دانت انارازہ کی طرح باریک و لطیف اور درخشندہ۔ لیکن ہنستے وقت سفیدی کم ظاہر ہوتی۔ آواز لطیف اور باریک لیکن عمدہ۔ کان معتدل اللحم مائل بہ لمبائی۔ دلہے کان میں بالی کا سوراخ۔ دائیں آنکھ مبارک اور ابرو شریف کے پیچھے چھوٹا سا موکہ۔ ٹھوڑی معتدل اور گردن بھی معتدل اللحم تھی لیکن مائل بہ لمبائی۔ آپ دستار گول باندھتے کبھی کبھی قادری کلاہ بھی پہنتے تھے سینہ کشادہ لیکن معتدل دونوں پستانوں کے درمیان قد سے بستی ظاہر بھی ہوتی تھی۔

اعضاد بالوں سے صاف تھے۔ شکم مبارک نہ موٹا اور نہ باریک بلکہ معتدل۔ کمر درمیانہ اور بازو اور قد کے بالکل موافق، ہتھیلی کشادہ انگلیاں معتدل۔ اسی طرح ہاتھ اور پاؤں کے ناخن بھی معتدل تھے۔ لیکن ان کا رنگ تدریجاً سرخ، کندھا اور پیٹھ کشادہ اور پوشیدہ ران طویل و عرض کے لحاظ سے متوازن، بائیں پینڈی مائل بہ طرف موٹائی، پاؤں بہ قدر سولہ انگل لمبا درمیانہ پوریل اور درمیانہ بڑائی والا اور پاؤں کا تلو پورا گہرا۔

## القاب کی تفصیل:

آپ کے پیرو مرشد کی بیعت روحانی طور پر حضرت اوس قرنی رضی اللہ عنہ سے تھی۔ اسی لئے سلسلہ کا نام اویسیہ اور آپ کے نام کے ساتھ اویسی لکھا جاتا ہے اسی لئے آپ کے مریدین بھی آپ کو اویسی لکھتے ہیں آپ نے کئی حج کئے اسی لئے حاجی بھی آپ کو کہا جاتا ہے اور آپ کو زہر ویا گیا تھا اسی لئے آپ شہید کہلاتے ہیں آپ قرآن مجید کے حافظ اور علم ظاہری کے علامہ اور باطنی علوم کے امام تھے اس لئے آپ کو حافظ اور فقیری کی وجہ سے میاں صاحب اور کار الدینا جو نے کی وجہ سے سلطان اتار کین کہا جاتا ہے۔

## سیرانی اور صاحب السیر کے القاب کی وجہ:

آپ کے القاب بہت ہیں لیکن سیرانی بادشاہ اور حضرت صاحب السیر کے نام سے مشہور ہیں اور آپ کی درگاہ درگاہ صاحب السیر کہلی جاتی ہے۔ آپ کو صاحب السیر یا سیرانی لکھا اور بولا جاتا

۱: مصباح نورانی

ف: علیہ کا تصور خوب یاد اور ہر وقت خیال میں رہے تو حضرت علیہ الرحمۃ کی زیارت یقینی ہے۔



ہے اس کے کئی وجوہ ہیں۔

۱۔ آپ نے اپنی تمام زندگی سفر میں بسر کر دی تھی اور کبھی بھی ایک جگہ قیام نہ فرماتے تھے ہمیشہ سفر میں رہا کرتے تھے۔

۲۔ آپ نے جب حضرت چاولیہ مشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ریاضت کی تھی تو آپ غیب سے قدس سیرانی الارض کی آواز سنا کرتے تھے۔ اس آواز کا ذکر جب آپ نے اپنے مرشد خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تو آپ کے مرشد نے آپ کو سفر پر پہننے کی ہدایت کی تھی۔

۳۔ بزرگانِ دین کا مطلب دین کی حفاظت کرنا اور اس کی اشاعت کرنا تھا اور

اشاعتِ اسلام ایک جگہ بیٹھنے سے نہیں ہو سکتی اس لئے مختلف مقامات کا سفر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہاں وجہ حضرت محکم الدین صاحب ہمیشہ سفر پر رہا کرتے تھے

اور کسی جگہ پر ایک رات سے زیادہ قیام نہ فرماتے تھے یہی وجہ ہے کہ اگر آپ کا کوئی مستحق

آپ کو کسی جگہ ایک رات سے زیادہ قیام کے لئے مجبور کرتا تو آپ اس کے گھر میں

دوسری رات دوسرے کمرے میں بسر فرماتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک جگہ

رہنے سے فقیر کا دم گھٹتا ہے آپ اپنے معتقد کی دل جوئی کے لئے دوسری رات

بہ ظاہر اس شخص کے پاس قیام فرماتے تھے جس نے آپ کو مجبور فرمایا ہو۔ لیکن باطنی

طور پر آپ کسی اور مقام پر چلوہ افزہ ہوتے تھے اس کے متعلق آپ کی حیات میں ایسی

کئی مثالیں ملتی ہیں کہ آپ ایک ایک وقت میں کئی مقامات پر ملتے تھے اس کی چند

مثالیں بابِ کرامات میں مذکور ہوں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

### سلطان التارکین :

آپ کا ایک لقب سلطان التارکین بھی ہے اس کی وجہ

حضرت خواجہ سلطان بالادین رحمۃ اللہ علیہ نے یوں لکھی کہ جب حضرت خواجہ عبدالخالق

قدس سرہ نے آپ کو بفرمن چلے کشتی حضرت چاولی مشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں سپرد کر گئے یاد ہے کہ حضرت چاولی مشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ ازدگاہ خواجہ عبدالخالق صاحب سمت شمال فاصلہ بیس میل پر واقع ہے اور مجاہدہ فرمودہ میں مشغول ہوئے چوں کہ افطار روزہ چلے کے لئے آپ کی طبع مبارک کامیابان میوہ پیر سے تھا لیکن موسم میوہ مذکور نہ تھی۔ اس وقت ایک شخص منور چہرہ مقبول صورت نے حاضر ہو کر میوہ دیا اور وظیفہ سید وافی الارض کی تلقین فرما کر آنکھوں سے غائب ہو گیا حضرت حکم الدین صاحب نے اس میوہ سے روزہ افطار کیا اور مرتی کامل کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ جب شرف زیارت حاصل ہوئی تو تمام سرگزشت گوشس گزار کی حضرت خواجہ عبدالخالق صاحب نے مبارک دے کر فرمایا کہ درگاہ الہی سے خضر علیہ السلام کو حکم ہوا کہ میوہ سدرۃ المنتہی سے تم کو لاکر دے یہ میوہ وہی تھا اور تمہارے لئے حکم یہ ہوا تھا۔ پس خواجہ حکم الدین نے صاحب نے یہ پیر و استقامت پیام فرحت افزا دینا کو تین غلاق دے کر آراگی اختیار کی لہذا یہ لقب سلطان التارکین مشہور ہوئے۔

**تعلیم و تربیت :** آپ کا تمام کتبہ حافظ قرآن تھا۔ لہذا آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی اور تقریباً ۱۵ سال کی عمر میں ابتدائی درسی کتب ختم کیں۔ آپ کا بچپن اور تعلیم کا اکثر زمانہ آپ کے چچا زاد بھائی حضرت عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گزارا۔

۱: مناقب المہربین میں قیام عالم حضرت قبلہ اور محمد قدس سرہ کی زناقت میں مختلف مقامات پر تعلیم کا ذکر ہے۔ لیکن تفصیل اور اساتذہ کے اسماء مذکور نہیں۔ صرف آنا لکھا ہے کہ حضرت صاحب السیر قدس سرہ فرمودہ غازی خاں کے کسی مدرسہ میں تشریف لے گئے۔ (بقیہ برصا آئندہ)

۲: حقیقتہ الاسرار ص ۲۶۵

## قبلہ مہاروی اور سیرانی بادشاہ قدس سرہما :

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ

ذراتے ہیں کہ میں اور بھائی محکم الدین لا ہو گئے اور لاہور جا کر ایک عالم فاضل شخص کے پاس پڑھنے لگے اور تعلیم سے جو وقت بہت لاہور کے گلی کوچوں میں گداگری کر کے وقت گزارتے تھے۔

## طالب علمی کا ایک واقعہ :

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک رات

میاں محکم الدین کے ساتھ گداگری کے لئے گئے۔ رات نہایت اندھیری تھی۔ کالی گھٹا چھالی ہوئی تھی۔ موسلا دھار بارش ہو رہی تھی اندھیرے میں آپ کا پاؤں پھسلا اور کپڑے کپڑے میں لٹ پٹ ہو گئے نہایت نگیں ہوئے۔

(بغیر از صد گذشتہ) وہاں سے حضرت صاحب السیر اور قبلہ عالم مہاروی قدس سرہ لاہور آئے کسی مدرسہ میں پڑھنے سے پھر وہاں سے درنوں سفرات دہلی پہنچے۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ تو حضرت مولانا محب الدین قدس سرہ کے فیض سے مستفین ہوئے لیکن حضرت صاحب السیر قدس سرہ کو اپنے عم زاد بھائی حضرت خواجہ حافظ عبدالحق قدس سرہ نے واپس بلا لیا اور باطنی فیوض سے مالا مال فرما کر محکم الدین سے سیرانی بادشاہ بنا دیا۔

(رحمۃ اللہ علیہ)

۲ : گلشن ابرار ص ۱۶

۱ : گلشن ابرار ص ۱۵، ۱۶

اس کے بعد مناقب المحبوبین میں لکھا ہے کہ دونوں (مہاروی و سیرانی) نے مل کر

دعوئے۔

ف : یہ تھے ہمارے اکابر جن کے آستانوں کی جنبہ سائی کو ہم اپنے لئے دارین کی سعادت سمجھتے ہیں۔ آج ہم ہیں کہ علوم اسلامیہ کے حصول سے دور بھاگتے ہیں اگر کوئی سعادت مند اس زمرہ میں شامل ہوتا ہے تو اسے طعن و تشنیع کرتے ہیں اور ہمارے دینی مدرسوں کے

(بقیہ آئندہ)

## خزرجہاں دہلوی کی شاگردی :

بعض تذکرہ نویسوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت

خواجہ عبدالخالق <sup>سے</sup> بھی ان دونوں کے ساتھ مولانا فخر الدین دہلوی سے تعلیم حاصل کی۔ لیکن یہ روایت کم زور معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ ان دونوں حضرات کی حصولِ تعلیم کے دوران حضرت حافظ عبدالخالق قدس سرہ اپنے گھر پر درس و تدریس میں مشغول یا پھر شغلِ باطنی میں مصروف تھے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ان کی حصولِ تعلیم سے پہلے حضرت مولانا فخر الدین دہلوی قدس سرہ سے کچھ روز دہلی پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے ہوں۔

## غازی پور :

فقیر حبیب عبدالستار تونسوی <sup>۲</sup> کے مناظرہ کے لئے قصبہ غازی پور ضلع

ملتان میں حاضر ہوا تو بعض لوگوں نے بتایا کہ یہاں بھی حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی قدس سرہ کے استاذ کی مزار ہے نہ انہیں نام معلوم تھا نہ مزید حالات کا پتہ۔ واللہ اعلم واقعی وہ استاد بزرگ تھے یا عوام کا من گھڑت افسانہ۔

خلاصہ کلام : مولوی عزیز الرحمن بہاول پوری نے ذکرِ خیر میں حضرت مولانا فخر الدین

(بقیہ حاشیہ از صد گذشتہ) کے طلبہ بھی اس سے سبق حاصل کریں کہ حصولِ تعلیم کے وقت باوجودیکہ انہیں عیش و عشرت کے جملہ سامان حاصل ہیں تب بھی ناخوش ہیں اور پھر علومِ فہمی کی کم زوری کا کیا کہنا۔

۱: مزید تبصرہ فقیر کی کتاب کشف الحقائق فی حالات خواجہ عبدالخالق میں ہے۔

۲: یہ اپنے آپ کو بڑا مناظر کہلاتے اور دیہاتیوں میں جا کر کہتا پھرتا ہے کہ رُسے زمین پر میرا تد مقابل پیدا ہی نہیں۔ والیکن جب فقیر اس کا سیخ پر پہنچا تو کتابیں بھی سمجھ گئیں اور مجال کہ ایک کو ٹھہری میں گھس گیا۔ بار بار لکھانے پر زمیں جنبہ نہ جنبہ گل محمد کا مصداق بن بیٹھا۔  
تفصیل "روشیاد مناظرہ غازی پور" میں ہے۔

53564



دہلوی سے تحصیل علم کا لکھا ہے لیکن حوالہ نہیں دیا۔ فقیر نے حضرت ہاروی قدس سؤ کی کتب سوانح میں یہ لکھا دیکھا کہ حضرت سیرانی بادشاہ حضرت دہلوی کے ہاں پڑھنے نہیں گئے تھے۔ بہ حال دیگر اساتذہ کے علاوہ فرزند جان دہلوی علیہ الرحمۃ سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا اور تکمیل علوم عربی اسی جگہ ہوئی۔ علم ظاہری اور باطنی کے متعلق جیسا کہ آئندہ لکھا جائے گا اپنے علم زاد مرشد اور استاد خواجہ عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یا کمال ہوئے تھے۔

## فرغت از علوم ظاہری :

دہلی میں ہی ابھی تعلیم جاری تھی اور سولہ سال کے

لگ بھگ عمر تھی شرح وقایہ اور شرح عقائد پڑھ رہے تھے کہ شیخ نے واپس گھر بلا کر سلسلہ اولیہ میں مبارزہ فرما کر عالم دنیا کی سیر و سیاحت کا حکم فرمایا۔ چنانچہ لکھنؤ سے کہ ابھی شرح عقائد، شرح وقایہ تک تعلیم کا سلسلہ پہنچا تو ان کے پیر و مرشد اور بڑے بھائی (مہم زاد) حضرت شیخ المشائخ حافظ پیر عبدالذوق قدس سرہ نے اطلاع بھجوائی کہ آپ واپس آجائیں۔ اب آپ کی تعلیم و تربیت میں خود کو رول گلا واپس آتے ہی سلسلہ اولیہ کا درجہ میں ان کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

## علوم ظاہری میں تبحر علمی :

باوجودیکہ علوم باطنی میں آپ کو مشغولیت بہت

زیادہ تھی لیکن علوم ظاہری نہ صرف شرح وقایہ کی تعلیم کی استعداد کے مطابق تھی بلکہ جملہ علوم میں تبحر کمال تھا۔

چنانچہ لطائف سیر یہ ص ۱۹ میں ہے :

”مولوی محمد صاحب کوٹ مٹھن والے جو بہاول پور کے مدرسہ عربیہ میں

پڑھا کرتے تھے۔ شرح عقائد نسفی کے مشکل مقامات کا حل حضرت سے

کرایا کرتے تھے اور حکیم غلام مرتضیٰ صاحب نے شرح چغیننی کا ایک  
نہایت مشکل مقام حضرت کے فیض سے حل کیا تھا:

اس کی تفصیل آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

## بیعت کے بعد کی کیفیت:

حضرت مولانا مفتی غلام سرور قادری مرحوم

لاہوری لکھتے ہیں کہ

اوقات درجذب و سکر گذرانید

داستغراق و بے خبری بحد کمال

داشت

آپ اکثر وقت جذب و سکر میں

بسر فرماتے اور استغراق و بے

خبری کی کوئی حد نہ تھی۔

## شیخ چاؤلی کے مزار پر چلہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ حافظ عبدالخالق صاحب

۱، خزینۃ الاعفیاء ص ۳۷ ج ۲

۲، منڈی بوسے والا سے وکس میل کے فاصلہ پر دیوان چاؤلی مشائخ کی دربار ہے

یہ بزرگ بہت پہلے کے بزرگ ہیں۔ دیوان چاؤلی مشائخ کی دربار پر اللہ تعالیٰ کے

فضل سے دیوانے تندرست ہو جاتے ہیں۔ یہ ان کی کرامت آج تک مشہور اور

جاری ہے۔ مشہور ہے کہ حضرت بابا زید الدین مسعود گنج شکر کو بھی پہلے اس دربار

سے روحانی فیض حاصل ہوا تھا۔ حضرت بابا زید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کے

مزارات بھی یہاں ہیں۔

وہ کنواں بھی یہاں بھی تک موجود ہے جس کنواں میں حضرت بابا زید الدین

نے چلہ نکالا تھا۔

رحمۃ اللہ علیہ نے مرید کرنے کے بعد آپ کو فرمایا کہ حضرت شیخ المشائخ دیوان چاولی رحمۃ اللہ  
کے مزار پر انوار پر تکاف بیٹھو۔

آپ بحکم پروردگار شیخ چاولی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر تکاف ہو گئے  
چالیس روز تک کھائے پئے بنیر صوم و صلوة میں گزار کر باہر نکلے۔

## حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات :

آپ چلہ کی فراغت کے بعد روزہ

کے افطار کے لئے بیرمی کے درخت کے قریب جا کر بیٹھنے لگے تو ایک شیخ  
سفید پوش آپ کے سامنے غیب سے نمودار ہو کر بیر کے چند دانے پیش کئے اور  
اور کہا کہ :

از ایں جابرو کہ مقصود رسیدی  
یہاں سے چلے جاؤ کہ آپ کو اپنا  
مقصود مل گیا۔

## شیخ نے غیبی بات بتائی :

جب آپ شیخ چاولی رحمۃ اللہ علیہ کی دربار

سے فارغ ہو کر اپنے پروردگار کی دربار میں پہنچے تو آپ نے ابھی بات بتانے کا ارادہ  
بھی نہیں کیا تھا کہ آپ کے پروردگار نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

چوں خاتم بکنار راغب شد  
خضر علیہ السلام از حق نامور گردید  
کہ از درخت سدرۃ المنتہی دان  
کو حکم دیا کہ سدرۃ المنتہی سے بیر  
جب آپ کی خواہش بیر کے لئے  
ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام  
لے کر حضرت سیرانی رحمۃ اللہ  
کناد بمراد افطار حاضر کند

پس خضر تعمیل حکم کر دیا۔

کی خدمت میں پہنچاؤ۔ چنانچہ وہ بر  
جو آپ نے افطار کے وقت  
تناول فرمائے وہ بہشت سے  
آئے اور حضرت خضر علیہ السلام لائے

**شیخ کا سیر کرنے کا حکم:** جب آپ اس چلے سے فارغ ہوئے تو شیخ

نے حکم دیا کہ اب آپ سیر کریں اور گاہے گاہے ہمیں بھی مل جایا کریں۔

**شیخ کی نگاہ میں آپ کا مقام:** ایک مدت کے بعد آپ اپنے پروردگار

کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ تو جو ہر شہ اس مردِ کامل نے آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ میں نے  
تو آپ کو معرفت کی خرمین سے صرف ایک چاول دیا لیکن واہ سے محکم دین تیری ہمت  
کہ تو نے اسے کئی من تیار کر لیا۔

**مجزو کیوں:** شیخ نے اپنی تمام اولاد کو سیرانی کی اولاد سے مشہور کر دیا۔ آپ نے زندگی

بجز نکاح نہیں کیا بلکہ عورتوں سے اتنا احتراز کیا کہ جہاں کہیں عورت کے پاؤں کا نشان پاتا  
تو بہت دُور بھاگ جاتے۔

**غور و فکر کی دعوت:**

دورِ حانفہ میں ہمارے علوم کے فہموں میں یہ بات گھر گھر کی ہے

کہ پروردگار وہ ہوتا ہے جس کا ٹھاٹھ شمالاً نہ ہو۔ جاگیر داری۔ مزید داری اسی پر قائم ہے۔



کار موٹر کے بغیر سفر نہ کرے لباس و خوراک ایسی کہ اس پر امر اور رشک کریں کسی پرید فقیر کی اہلاد  
ہو خواہ وہ نماز بالکل نہ پڑھے۔ ڈاڑھی چٹ صفا، سینما دیکھے، برائیوں کا ادارہ بنائے  
رکھے۔ یہ صورتِ حاسیانہ اتنے غالب ہو گئے ہیں کہ آج کل علماء کی زبان حق گوئی سے  
گناہ یا گندہ ہے حالانکہ ایسے پیروں بقول کے متعلق مولانا روم قدس مدفن نے فرمایا ہے

اے بارے ہست پس

پس ہر دستے تباہ در دوست

فقیر اسی نغزل اپنے پیروں پر مرشد سیرانی سائیں کی زندگی مبارکہ کا نقشہ پیش کرتا ہے  
تاکہ غلط خیالیوں کا قلع تہ ہو۔

## لباس:

حضرت سادہ باندھتے تھے کبھی کبھی صوفیا کے کرام کی مخصوص ٹوپی قادری بھی  
پہنا کرتے تھے۔ شلوار بھی پہنتے تھے۔ سردی کے موسم میں ایک دھسہ اکثر کندھے پر  
رکھ کر سفر فرماتے تھے۔ مسزبان لباس سے تر بھر تجاوز نہیں فرمایا۔ سادگی ہمیشہ ملحوظ  
خاطر رہتی تھی۔ ایک دنو ایک مرید نے شلوار پیش کی اس کو قبول فرما کر استعمال فرمایا۔

## غذا:

بہت سادہ غذا پسند فرماتے تھے کبھی تکلف نہ کر دیتے تھے اور نہ کسی تکلف  
کرنے والے میزبان کے ہاں مہمان ہوتے مریدوں مہمانوں، میزبانوں اور خدام کے ساتھ  
مل کر کھانا تناول فرماتے ابلے جوئے چاول (خشک) اکثر کھایا کرتے تھے۔ غذا میں گھی  
برائے نام ڈالا جاتا تھا۔ ایک دنو خلیفہ میاں محمد مقبول نے خشکے میں ذرا گھی زیادہ  
ڈال دیا تو اس پر ناراض ہوئے۔ کھانا بہت ہی کم کھاتے تھے۔ مسور کی بے روغن دال  
بھی حضرت کی پسندیدہ غذا تھی ایک دنو گھر میں دال کچھ مرغن پی ہوئی سامنے لائی  
گئی۔ دال چمچ کر فرمایا کہ کھانے میں اگر تکلف کی یہی حالت رہی تو فقیر آئندہ گھر میں نہ

ایا کرے گا۔ مجھے ہوئے دانے بہت پسند کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک کنوئیں پر بیٹھے ہوئے تھے زمین دار نے کنوئیں پر گاڑوں کا ٹوکرا لاکر دھویا اور صاف کر کے چلا گیا۔ خلیفہ محمد وراث صاحب نے پس ماندہ پتوں میں سے چھوٹی چھوٹی گاجیں چن کر پیش کیں تو بہت مزے سے ان کو کھایا اور فرمایا۔ محمد وراث وقت تو اس طرح بھی گزر جاتا ہے کیوں انسان تکلف اور تکلیف برداشت کرے۔ عام بزرگوں کا طریق ہے کہ ریاضت اور سلوک کے مراحل میں اعلیٰ قسم کے کھانے اور ٹھنڈے پانی سے اجتناب کرتے ہیں اور اس کو من جملہ اسباب تنعم اور سامان آرائش اور مانع تقویٰ سمجھتے ہیں مگر حضرت ہمیشہ ٹھنڈا پانی استعمال فرماتے تھے اور اس کے متعلق ایک لطیف بیان فرمایا کرتے تھے کہ ٹھنڈا پانی پی کر بے اختیار زبان سے شکر الہی کے کلمات نکلتے ہیں اور ایسے کلمات دل جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔

## عام حالات :

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ پابندی کرتے تھے علماء کی مجال میں خوسی کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ سادات کے ساتھ بہت ہی نیاز سے پیش آتے اور ادب کرتے تھے روپیہ پیہ کو کبھی ہاتھ نہ لگاتے تھے اور سونے چاندی کے زیورات کو بھی نہ چھوتے تھے۔ قلت طعام، قلت منام اور قلت کلام عادت ہو گئی تھی۔ حج شریف کا سفر بار بار فرمایا ہمیشہ پیادہ اور اکثر تنہا اس سفر میں رہتے تھے۔ ہمیشہ مجرد ہے اس لئے حضرت کی اپنی اولاد نہیں ہوئی۔

تجربہ کے متعلق ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ :-

یعنی بے تعلقی کی یہ انتہائی منزل

”برفقیر از تجرید و بے تعلقی و درخت

ہے کہ انسان دھوپ کی تازت

و تقریب و روائل عمر خاں حال بود

سے درخت کے سائے میں جانا

کہ اگر فقیر از تاب آفتاب بسوی

درختی میل رفتن۔ میکر دوزنت از چاہے تو درخت اس کے لئے

دشت کا سبق آموز ہو اور انسان کو

من میگزینت

اس سے متمتع ہونے سے باز رکھے۔

اسی تجربہ کی وجہ سے اب تک مزار شریف کے اندر عورتوں کا جانا ممنوع ہے ابتداء  
عمر سے چوں کہ اپنے عم زاد بھائی کے ساتھ وہیں میں تعلیم کا سلسلہ جاری رہا اور عمر کا دورہ حاصل بھی  
بالعموم کیا۔ راستہ سفر میں بسر ہوا تھا اس لئے حضرت کی زبان ہندوستانی (اردو) ہو گئی تھی  
اور آخر عمر تک یہی زبان بولتے رہے۔ سفر میں ہمیشہ کوزہ، رسی، مصلیٰ، مسواک، مہرہ  
کنگھی سمراہ رہتی تھی۔

## سواری:

ایک گھوڑا بھی زیر سواری رکھا کرتا تھا۔ اس گھوڑے کا نام توکل تھا اسی

طرح ایک اونٹ بھی سواری کے لئے حضرت نے رکھا تھا اس اونٹ کا نام درگا ہی

تھا۔ عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب کبھی سفر میں سواری ساتھ ہوتی تو اس کے لئے گھاس

خود بھی کھوتے تھے اگرچہ گھوڑے کی خدمت کیا نہیں محمد یوسف مامور تھا۔ لکھا ہے کہ گھوڑا توکل بھی

فقیر کی صحبت کی دہ سے اکثر گریہ کی حالت میں رہتا تھا اور اس پر وجد کا عالم طاری رہتا تھا۔

ایک دفعہ گھوڑا اپنی حالت وجد میں مست تھا کہ میاں یوسف نے دیر تک اس کے

گلے میں بائیں ڈال کر اظہارِ محبت کیا اس عمل سے میاں یوسف پر بھی ایک کیفیت طاری

ہو گئی اور اس نسبت سے میاں یوسف کو عام طور پر میاں توکل کا مرید کہا جاتا تھا۔ اونٹ کی

نسبت بھی بہت سی باتیں مشہور ہیں۔ چنانچہ سفر میں ایک دفعہ درگا ہی اونٹ ہمراہ تھا ایک

مقام پر مسجد میں سنتِ فردکش ہرے تو خدام نے اونٹ کو مسجد کے احاطہ میں ایک درخت

جال کے ساتھ چرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ حضرت نے جب اونٹ کو مسجد شریف کے جال

کے ساتھ دیکھا تو فرمایا۔ میاں درگا ہی یہ جال مسجد شریف کی ہے اونٹ نے فوراً جال کھانا

چھوڑ دیا اور اپنا منہ پھیر کر دوسری طرف کر لیا۔

## عادات و خصائل اور مشاغل

ولایت گھڑیٹھیے نہیں ملتی بلکہ اس کے لئے

بہت بڑی ریاضت کرنی پڑتی ہے ذیل میں حضرت سیرانی سنائیں رحمۃ اللہ علیہ کے مشاغل پڑھ کر انہی کے مطابق زندگی ڈھالنے ممکن ہے در بڑ ولایت نہ سہی اللہ والوں کے غلاموں میں نام لکھا جائے۔ منقول ہے کہ حضرت سیرانی سنائیں بسا اوقات ساری رات ذکر الہی میں مشغول رہتے اگر کبھی سوتے تو تہجد کبھی تھنا نہ ہوتی۔ صبح بہت سویرے جاگتے ہی ذکر نہر میں اور مراقبہ میں مصروف رہتے۔ جہر کے متعلق ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ذکر جہر اگر کر لیا جائے تو کم از کم اس طرح ہو کہ ہر مسام جان سے ذکر کی آواز سنائی دے یا نون کے فوارے نکلیں۔ ایک دفعہ ذکر میں مشغول تھے تو درخت کے پتوں سے بھی اللہ اللہ کی آواز سنائی دی۔ آپ ہر وقت اور ہر شے سے ذکر الہی مستناپند فرماتے تھے نماز صبح کے بعد اشراق چاشت وغیرہ ادا کر کے قصیدہ امانی دعائے مغنی کا وظیفہ ظہر کی نماز کے بعد قرآن پاک کی منزل معتاد تلاوت فرماتے۔ فالنس مغرب کے بعد ادا بین سے فارغ ہو کر قصیدہ غوثیہ پڑھا کرتے تھے۔ رات بیا اکثر وقت زائل میں گزار دیتے تھے۔ تہجد کبھی تھنا نہ کی۔ ہر وقت با وضو نما کرتے تھے۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا احترام اور پابندی کرتے آداب شریعہ سے ہرگز تغافل نہ کرتے تھے۔

۱۔ ادب کرام کی نگاہ کا اثر نہ صرف حیرانیت بلکہ عبادات پر بھی منتلب ہے۔

پڑ گئی جس پر نظر قطرے سے دریا کر دیا

یہ تمام سنائیں ذکر خیر سے اور انہوں نے لٹائف سیریت لئے۔

دلائل کے لئے فقیر کی شرح مشنوی للمعرفت بعد محض نوی دفتر اول اور دوم دیکھئے۔



## سفر و حضر گزار

نہ صرف گھر پر معمولاتِ مذکورہ کی پابندی تھی بلکہ سفر میں بھی معمولات میں کمی کی بجائے اضافہ ہوتا چنانچہ علامہ دہلی لکھتے ہیں کہ "عرب شریف کا سفر کرات مرآت یعنی بہت دفعہ بغیر سواری کے حضور نے طے فرمایا اور وظیفہ قرآن مجید ظہر کے وقت میں اور قصیدہ غوثیہ مغرب کے وقت اور اداہین و اشراق اور اکثر اوقات نماز چاشت گلے گلے بجالاتے تھے اور کسی وقت میں، اعضاء شریفہ کو عبادت اور ذکر و فکر سے معطل اور فارغ نہیں فرماتے تھے اور ہر کار میں مداومت اور با وضو رہنا نہایت کوشش سے تمام اعضاء کو پاک رکھنا اور اسراف مال و عمر وغیرہ سے دور رہنا آپ کو محبوب تھا اور سامان و ضرورت اور پائی اعضا مثلاً آفتاب، رتی، مصلے، مسواک، سرمہ اور کنگھی وغیرہ اپنے ہمراہ رکھتے تھے۔" نفیس لباس سے آپ کربے حد نفرت تھی۔ سونے چاندی اور زیورات کو کبھی نہ چھوتے تھے۔ دنیاوی خیالات کبھی بھی آپ کے نزدیک نہ بھٹکتے تھے۔ آپ نے ساری عمر شادی نہ کی۔ آپ کو بہت لوگوں نے اپنی لڑکیوں سے بھقہ کی دعوت دی مگر آپ نے یہ کہہ کر مسترد کر دی کہ فقیر کو شادی کی خواہش اور ضرورت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے مزار پر کسی عورت کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔ آپ انتہا درجے کے سخی تھے کوئی سائل کبھی آپ کے دروازے سے خالی نہیں جاتا تھا۔ جو کچھ بھی کسی نے مانگا آپ نے اسے اس کی حسبِ خواہش عطا فرما دیا۔ حالانکہ آپ کی ساری زندگی سفر میں بسر ہوئی۔ تاہم آپ جہاں جاتے لنگر کا انتظام ہوتا۔ راہِ خدا پر خرچ کرنے کے لئے آپ نہایت سخی اور جائز اخراجات کے لئے آپ نہایت ہی کنایت شعار تھے جہاں لنگر پر لاکھوں روپے خرچ کرتے وہاں چراغ کی تیلی بھی ضرورت سے زیادہ اونچی نہ کرتے۔

آپ اپنے خادموں کی بڑی عزت اور قدر کرتے تھے۔

تکالیف کا خاص خیال فرمایا کرتے تھے۔ کوئی مرید بیمار ہو جاتا تو طبع پرسی کے لئے خود

تشریف لے جاتے۔

آپ سادگی کو بہت پسند فرماتے تھے اور ہمیشہ سادہ زندگی گزارنے کی تلقین فرماتے تھے آپ کی ساری زندگی سادگی کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ ایک سالوار قمیض اور موٹے کپڑے (جو کہ کندھے پر رکھا کرتے تھے) سے کبھی تجا وز نہ فرمایا۔  
آپ اکثر جوگی روٹی اور ماش کی دال کھاتے تھے اور دوران سفر سوکھی اور باسی روٹیاں ساتھ رکھتے تھے۔

آپ کسی کو ناجائز تنگ نہ فرماتے تھے، درگزر اور ایثار کا جذبہ آپ میں بذریعہ اتم پایا جاتا تھا۔ اگر کسی نے آپ کو گالی دی تو آپ نے نہ صرف درگزر فرمایا بلکہ اس کے حق میں دعا فرمائی اور اس کو اعلیٰ مرتبہ تک پہنچا دیا۔ اگر کوئی آپ کو گالی دیتا تو آپ اس کو بھی تکلیف نہ پہنچاتے بلکہ اس کے لئے رحمت کا پیغام بن جاتے۔ خود تکلیف اٹھاتے لیکن دوسروں کو آرام پہنچاتے۔ خود بھوکے رہتے اور اپنا کھانا دوسروں کو کھلاتے۔ تواضع و انکسار آپ کا ذاتی شعار تھا۔ دوسروں کو افضل اور خود کو حقیر تر سمجھتے۔ ہر ایک سے ادب کے ساتھ پیش آتے

بچپن کے ایام میں ہی نیکی کے آثار آپ کی پیشانی سے ظاہر ہوتے تھے۔ آپ ابھی سولہ سال کے تھے جب درسی ابتدائی کتب ختم کیں اور اسی ٹرین میں آپ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ لوگوں سے کنار کشی کرتے تھے۔ کم بولتے، کم کھلتے اور کم سوتے تھے۔

انوار جلال اور جمال کے اس ذات محزون ابدال کی صورت مقدسہ پر پئے درجے نظر آتے تھے باوجود ان تمام شواغل بندبات وغلبہ ملتے تھیلیہ و تھلیہ کے آداب شرعیہ کی بروہ اتم رعایت فرماتے تھے اور زمرہ ساوات کرام اور علماء عظام سے نہایت محبت و رغبت رکھتے تھے اور غریب اور مساکین پر نہایت شفقت اور نہایت الفت فرماتے تھے اور اہل دنیا سے کم رغبت فرماتے تھے اور زیارت کرنے والے کو فیض رسانی سے مہل اور معطل نہیں چھوڑتے تھے اور آل سنت کی مجلس میں بغیر وعظ اور امر معروف و نہی منکر کے کوئی اور سخن نہیں سنا جاتا تھا۔ باوجودیکہ آپ فقیر طبع اور سادہ منشی تھے لیکن اُمراء اور رؤسا آپ کے حضور میں ازراہ انعام اور سہم جاتے تھے اور منکرین مسترف اور مطیع ہو جاتے تھے اور اذراہ اڑنے والے اور دل کے پرندے آپ کے تشریف میں مطمئن اور معلق تھے اور آپ کی نظریں اثر تعلقات امکانیہ اور امور تہ کوئیہ سے بالائزگزر کر کے مرکز مغرب سطلق پر پہنچی ہوئی تھی اور وجد اور سماع کے طریق میں نہایت مست بس تھے اور طریق تکمیل مریدین و طالبان سلوک کا عقل اور تکیاں نہ لانا تھا چنانچہ کسی وقت محفل ان کے دربار شریف کے پہنچنے میں اذکار کا ورد شروع ہو جاتا اور اسم ذات کے غلبات کا ہونا اور مراتب اقسام کشف عوام کو نصیب ہو جاتے تھے۔ بزرگان وقت بزرگی ترک فرما کر آپ کی حصول محبت کے واسطے فخر کرنے والے اور خوش ہوتے تھے اور اولیاء زمانہ کے آپ کے قرب اور بلند مراتب بارگاہ ایزدی کا اقرار کرتے تھے اور دل سے جانتے تھے اور میران سلوک پرانہ دار آپ پر فدا ہوتے تھے۔

مسئلہ:

آپ کا مسلک حنفی اہل سنت تھا۔ آج تک آپ کے خاندان میں بھی

مسلمک اہل سنت باری ہے۔ آپ کے مزار فیض باری طحہ جامع مسجدیں آج تک امام وہ مقرر کیا جاتا ہے جس کا مسلمک اہل سنت ہو۔ خانقاہ شریف کے شہر کے لوگ بھی مسلمک اہل سنت کے پیروکار ہیں۔ حکم اوقاف کے کارندوں نے بڑی کوشش کی کہ یہاں دیوبندی مسلمک کا امام و خطیب مقرر ہو چنانچہ ایک عرصہ تک پوری چھپے اپنے مسلمک کے ائمہ خطباء مقرر کئے لیکن جوں ہی عوام اور درگاہ کے متولیوں کو علم ہوا تو فوراً ان کو بجگا کر مسلمک اہل سنت (بریلوی) کا امام مقرر فرمایا۔

### پرانی یاد:

جب بہاول پور میں مولانا خلیل احمد انبلیسی اور مولانا محمد الحسن دیوبندی کے ساتھ مولانا غلام دستگیر قسوری رحمۃ اللہ کا مناظرہ ہوا اور حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے مولانا خلیل احمد و مولانا محمد الحسن دیوبندی کو نارنجی قرار دے کر بہاول پور سے نکلوا تو اس فیصلہ میں اس وقت دربار کے سجادہ نشین حضرت خواجہ بن بخش قدس سرہ اور مولانا عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے مؤیدین میں سے تھے۔

### پاپا وہ حج:

حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ سیر سیاحت کے دوران حج و زیارت گنبد خضراء سے بارہا مشرف ہوئے جن کی تعداد کا علم نہیں ہو سکا مکن ہے ہر سال حاضر ہوتی ہو جیسا کہ واقعات سے پتا چلتا ہے اور وہاں بھی بے شمار بندگان خدا کو فیوض و برکات سے نوازا اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بالمشافہ حاضری سے مشرف ہوئے اور آپ کی طرف سے دستار مبارک سے بھی نوازے گئے جس کی تفصیل آتی ہے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

ہمیشہ لب پر ہر سکوت جتنی یا قال اللہ اور قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زبان مبارک کھوتے۔ عبادات و ریاضات اور اخلاص و جواں مروی کی تلقین سر بند تا خدا کے



لئے جاری رہتی البتہ خواص کے لئے اشارات بھی فراہم کرتے۔

وہ مقامات جو منتہیوں کو انتہا پر کھلے آپ نے ابتدا میں حاصل کر لئے تھے۔ چنانچہ خود فرماتے کہ "فیقر پر تجرید و بے تعلقی اور وحشت و تفرید اوائل میں غالب تھی جیسا کہ گزرا بلکہ یہ تجرید و تفرید تو آپ کو بچپن سے ہی نصیب تھی آپ زمانہ طفولیت سے ہی گوشہ نشینی اور خلوت کو پسند فرماتے اور ذکرِ بہرہیسی ہمت و استعداد سے کرتے کہ ہر سانس سے خون جاری ہو جاتا۔"

## زبان فیض ترجمان :

آپ کی زبان فیض ترجمان سیف الرحمن تھی اگرچہ آپ کی مادری زبان اردو نہ تھی لیکن چون کہ سیر و سیاحت میں رہنے کی وجہ سے اردو بولتے رہے کیوں کہ آپ کا سفر زیادہ تر ہندوستان کے ان علاقوں میں رہتا جہاں اردو بولی جاتی تھی اور دورانِ سفر بھی اردو بولنے والوں سے واسطہ پڑتا تھا اسی لئے اردو بولتے اسی زمانہ میں پڑھے لکھے اور اہل علم اسی زبان کو استعمال کرتے اور سیرانی بادشاہ کا اکثر مشغلہ اہل علم کے ساتھ رہتا علمی مباحث میں آپ اکثر اوقات حصہ لیتے تھے اسی لئے آپ کی زبان اردو رہی یہاں تک کہ اپنے وطن میں بھی اردو بولتے تھے اگر کوئی روسری بولی بولتا مثلاً پنجابی، سرائیکی، سندھی تب بھی آپ اس کو اردو میں جواب دیتے۔

## سیرانی بادشاہ کا سلسلہ قادریہ :

حضرت سیرانی بادشاہ کا اویسیہ سلسلہ تو ہے

۱۔ اس سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ ہمارے مشائخ سانی تعصب سے پاک تھے انھیں مقصد سے کام تھا خواہ اپنی زبان سے پورا ہو یا کسی اور زبان سے۔ آج ہم ہیں کہ سانی تعصب میں پھنس کر ملک و ملت کا نقصان کر رہے ہیں۔ (اویسی غفران)

ہی لیکن آپ شہبازِ لامکانی حضور محبوبِ سبحانی پیرانِ پیر میراں محی الدین گیلانی سیدنا و مرشدنا  
 شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے بلا واسطہ (بطریقہ اویسیہ) فیض یافتہ ہیں۔ چنانچہ خود  
 فرماتے ہیں کہ اس فقیر (سیرانی بادشاہ) کو حضرت غوث الثقلین قدس سرہ العزیز سے بلا واسطہ  
 فیض حاصل ہے اور اس فقیر کا سلسلہ قادری اویسی ہے۔

### قصیدہ غوثیہ کی اجازت:

ایک شخص (جو کسی بزرگ کا مرید تھا اور وہ بزرگ  
 صاحبِ وصال تھے) نے قصیدہ غوثیہ کی اجازت چاہی۔ سیرانی بادشاہ نے اجازت سے  
 انکار فرمایا وہ چل دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا اسے بلا واسطہ کہ مجھے خود صاحبِ قصیدہ  
 (یعنی سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ عنہما) نے اجازت کا حکم فرمایا ہے۔

### تقلیدِ شیخ جیلان:

سیدنا سیرانی بادشاہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اتنے  
 دلدادہ تھے کہ باوجودیکہ آپ کا زیادہ تر لباس ہندوستانی وضع کا ہوتا تھا مگر صاف باندھتے  
 لیکن کبھی کبھی کلاہِ قادری بھی اوڑھتے۔ آپ نے قولِ و عمل میں خود کو حضرت خواجہ اویس قرنی  
 اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہما) کا نمونہ بنایا ہوا تھا۔  
 منظرِ اویس قرنی اور محبوبِ سبحانی غوثِ اعظم:

حقیقت یہ ہے حضور سیرانی

بادشاہ کے حالات و کمالات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ جنبِ بستی کے لحاظ سے سیدنا اویس  
 قرنی رضی اللہ عنہ کے اور کمالات و ولایت کے اعتبار سے حضور غوثِ اعظم جیلانی محبوبِ سبحانی  
 قطبِ ربانی شیخ محی الدین سیدنا عبدالقادر جیلانی الحسینی والحسینی (رضی اللہ عنہم) کے منظر  
 ہیں اپنے قدم میں آپ نے ہر دونوں بزرگوں کے کمالات و مراتب کا نمونہ پیش کیا۔

۱۔ ضیائے نزلانی ص ۲۰ لطائفِ سیریہ ص ۳۰ : اولیائے بجاہل پورہ ص ۱۵۵

# شریعت و طریقت

عوام کے ذہنوں میں بیٹھ گیا ہے یا بٹھایا گیا ہے کہ شریعت اور شیخے اور طریقت اور۔ یہ غلط اور سراسر غلط بلکہ میرا خیال یہ ہے کہ جاہل پیروں نے جاہل مریدوں کو خوشامدی مولیوں کے ذریعے یہ پٹی پڑھائی ہوگی کیوں کہ ان غریبوں کا دھوکہ بازی کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ ورنہ ظاہر ہے کہ جب کل کائنات کے پیر بلکہ جلیلان بنیاء علیہم السلام کے مرشد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیری مریدی کا دار مدار شریعت پر رکھتے ہیں باقی کون ایسا ہو سکتا ہے کہ ان کی پیری مریدی کو چیلنج کرے پھر یہ سب کو معلوم ہے کہ شریعت بیخ ہے تو طریقت اس کا پھل ہے جب بیخ ہی نہ ہوگا تو پھل کیسے نصیب ہوگا۔ اسی لئے حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا:

شریعت را مقدم دار اکنون

کہ شریعت نیست انطریقت بیرون

یہی وجہ ہے کہ ولایت کی سب سے اولین شرط شریعت پر ثابت قدمی ہے شریعت کے دائرے سے نکل کر اگر کوئی ہو پڑا رہتا ہے یا پانی پیرتا ہے یا مٹی کو سونا بنا دیتا ہے اسی طرح ہزاروں شعبہ دیکھتا ہے ہم اسے ولی اللہ نہیں مانیں گے بلکہ شعبہ بازی یا بازی گر سمجھیں گے اسی لئے اولیاء کرام میں کوئی ولی کامل شریعت کے خلاف نظر نہیں آئے گا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کے ہاں ایک شخص بیس سال رہا واپس جانے لگا تو آپ نے پوچھا کیوں ایسے جا رہے ہو کچھ بتایا تمک نہیں۔ جواب دیا کہ مرید ہونے آیا تھا

آپ سے کوئی کرامت نہیں دیکھی آپ نے فرمایا اس عرصہ میں مجھ سے کبھی کوئی عمل نکلا۔  
سنت دیکھا، کہا نہیں فرمایا میری سب سے بڑی کرامت یہی ہے۔

اسی لئے فقیر اویسی غفرلہ اپنے مرشد کے حالات میں سب سے پہلے آپ کی  
شریعت کی پابندی کا عنوان پیش کرتا ہے۔

## پابندی شریعت :

فقیر اویسی غفرلہ نے سب سے پہلے یہ عنوان اس لئے قرار دیا ہے  
تاکہ سیرانی بادشاہ کا مرید اپنے آپ کو اپنے شیخ کے طرز عمل پر ڈھالے اور فتاویٰ اسی شیخ کے مرتبہ  
اولیٰ کی تکمیل کے بعد باقی مراتب حاصل کرے۔ اب تفصیل کا آغاز ہوتا ہے۔ سب سے  
پہلے حضرت سیرانی بادشاہ کی شریعت کی پابندی کے واقعات عرض کروں تاکہ جاہل مرید کو جاہل  
پیروں اور بے عمل گدی نشینوں کی غلط کاریوں سے نجات نصیب ہو اور خوش فہم اور  
نیک عقیدت مرید کو معلوم ہو کہ ہمارے پیرو مرشد تو دراصل وہ تھے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کی شریعت کے پابند تھے اور یہ صاحبان صرف نام کے پیرو ہیں اور مولانا رحمہ  
رحمۃ اللہ علیہ کے شعر ذیل کے مصداق ہیں۔

کار شیطان می کند ناشی ولی

اگر ایست ولی لعنت بر وی

## شریعت کی پابندی اور تقویٰ :

ہمارے دور میں بعض پیری مریدی کا دھندا  
کرنے والے بعض پیر صاحبان کہتے ہیں کہ شریعت اور ہے اور طریقت اور چیز یہ ان کی  
جہالت بلکہ حماقت ہے اصل وجہ یہ ہے کہ اکثر درباروں کے گدی نشین اور پیروان  
اور پیری مریدی کا دھندا کرنے والے غلام دیندے کوٹ اور پرلے درجے کے ہٹل ہیں۔  
جاہل مریدوں کے سامنے اپنے پیرو چھپانے کے لئے ایسے ہی نہ صرف کہہ دیتے ہیں بلکہ ان



کے ذہنوں میں یہ بات نقش پتھر کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایسے جاہل پیروں اور پاگل مریدوں کے دل میں علماء اور اہل دل کی قدر نہیں ہوتی بلکہ کھلم کھلا ان کی تحقیر و تذلیل کرتے ہیں۔ اوہر بعض جبلاء و غنطین بھی ان کی خوشامد اور چاچا پوسی میں آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ حالانکہ تصوفِ اسلام کا مسلم قاعدہ ہے کہ دلی اللہ وہ ہے جو شرع کا پابند ہو ورنہ وہ ن اللہ نہیں بلکہ دلی الشیطان ہے۔

اسی لئے نہ صرف حضرت سیرانی بادشاہِ رحمۃ اللہ علیہ شرع کے پابند تھے بلکہ ہر دن اللہ کا یہی دستور بنا اور تاقیامت ہے گا (انشاء اللہ)

## چند آدابِ شرع؛

حضرت سیرانی بادشاہِ رحمۃ اللہ علیہ سفر و سفر میں

۱۔ تلاوت کے لئے ہر وقت قرآنِ حائل کے پورے پورے رکعتیں لیکن دل کے مقام سے نیچے نہ ہونے دیتے۔

۲۔ تلاوت کے وقت آنا ادب ملحوظ تھا کہ اچانک اگر ہاتھ پاؤں کو لگ جاتا تو اسے اپنی سے دعوت تے تاکہ وہی ہاتھ قرآن مجید کو مس نہ کرے۔

۳۔ قبلہ کی طرف سرگزنہ تھوکتے اور نہ ہی ایسی بے ادبی کو اچھا نگاہ سے دیکھتے۔

۴۔ رات کے وقت تلاوت کرتے تو چراغ کی بتی بہ قدرِ ضرورت رکھتے اگر اتفاقاً کچھ ادبچی ہوتی تو اسے نیچے کر دیتے ایسے ہی موسمِ سرما میں آگ بہ قدرِ ضرورت روشن کرتے تلاوت کے وقت آگ کی روشنی سے کام لیتے اور چراغ گل کر دیتے آگ بجھانے کے بعد تہجد کے لئے آفتابہ انگاروں پر رکھ دیتے تاکہ آگ کے انگارے ضائع نہ جائیں۔

## وضو کے پانی میں احتیاط؛

جب آپ بھٹی شریف، اپنے عزیزوں میں تشریف

لے گئے تو اپنے وضو کے پانی کا وزن کر لیا جو پورا اترا اس پر آپ نے شکر الہی ادا کر کے فرمایا

الحمد للہ میرا دُعوٰی شریعت کے مطابق ہے۔ اسلٹ سے کام نہیں لیا جاتا۔

## کچے پیاز :

مولوی محمد صالح حنفی چشتی مرحوم سیرانی بادشاہ سے متعارف نہ تھے۔ آپ کبھی کبھی ان کی مسجد میں اقامت پذیر ہوتے مولوی صاحب آپ کو عام مسافر سمجھ کر دروٹی اور کچے پیاز پیش کر جاتے آپ نے انہیں فرمایا مولانا میرے ہاں اپنا سفر خرچ ساتھ ہوتا ہے لیکن بچوں کو دعوت قبول کرنا سنت ہے اس لئے آپ کی روٹی تو میں لے لیتا ہوں لیکن پیاز نہ لایا کریں اس لئے کہ کچے پیاز کھانا مکڑہ ہے اور مسجد میں تو اور زیادہ گناہ ہے۔

## بیگانہ مال :

میاں عبدالرحمن مؤذن کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سیرانی بادشاہ کے ہمراہ پیادہ چل رہا تھا اور آپ گھوڑے پر سوار تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے پانی کا بہرا ہوا آفتابہ اٹھایا ہوا تھا باقی خلعاء و معتقدین پیچھے آئے تھے راستہ میں حضرت صاحب گھوڑے سے اترے اور دریافت فرمایا یہ آفتابہ کس کا ہے۔ میں نے کہا یہ حافظ جان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ آپ پھر گھوڑے پر سوار ہو گئے کچھ فاصلہ پر کُناں آگیا اور آپ گھوڑے سے پھر اترے۔ رنج حاجت کی اور کُنویس سے دُضو کیا۔

## انتباہ :

آفتابہ اس لئے استعمال نہ فرمایا کہ وہ حافظ صاحب کا تھا اور آپ نے بلا اجازت اسے استعمال نہ کیا۔ حالانکہ حافظ صاحب آپ کا معتقد درجاں شمار تھا۔ یہ آپ کی پابندی شریعت کی بہترین مثال اور شیروں یعنی پیری مریدی کے دُھندل کرنے والوں کے لئے درس عبرت۔

۱۔ لطائف سیر یہ ص۔

## امام مسجد:

ایک دفعہ کسی مسجد میں نماز پڑھی تو امام صاحب کو فرمایا کہ مولانا اگرچہ آپ نے نماز بہت اچھی پڑھی لیکن اگر آپ سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ادا کرتے تو اور بہتر ہوتا۔

مولوی صاحب نے ادھر ادھر کی باتیں اور اعتراضات کر کے ٹال دیا اور حضرت کے ارشاد کی پروا نہ کی۔ اسی طرح دوسری دفعہ اسی مسجد میں اتفاق ہوا تو آپ نے اس وقت بھی سنت نبویہ کی تعلیم دی۔ مگر مولوی صاحب نے عمل نہ کیا جب تیسری مرتبہ مولوی صاحب نے دیکھا کہ حضرت صاحب موجود ہیں تو نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ سنت نبوی کے مطابق نماز ادا کی مولوی صاحب کا بیان ہے کہ جب میں نے بفرمان حضرت سیرانی سائیں سنت نبوی کے مطابق نماز ادا کی تو میں نے بیت اللہ کی زیارت کی اس کے بعد ہمیشہ مولوی صاحب حسرت میں رہے اور کہتے کاش کہ میں حضرت سیرانی بادشاہ کے فرمان پر عمل کرتا۔

## بے ہنگام وجد پر تنبیہ:

میاں محمد اعظم کو دُسنوک کے لئے آفتاب بھرنے کو دیا۔ آواز سن کر میاں اعظم کو وجد آگیا۔ سیرانی بادشاہ نے فرمایا میاں اعظم وقت اور مکان کا خاکا کیا جانتے۔ ہر جگہ قص کرنا اچھا نہیں۔ شریعت اور طریقت کے آداب سمجھ جاتے ہیں۔

## خلاف سنت عمل کرنے کی سزا:

میاں شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق ایک بزرگ کا مزار تھا۔ ان کی خانقاہ زیارت گاہ خواص و عوام صبح و شام تمہی دریا کی طغیانی کی وجہ سے خانقاہ کو نقصان پہنچا۔ جب عوام نے بزرگ کا صندوق قبر سے

نکالا تو سوائے ہڈیوں کے اور کوئی چیز باقی نہ تھی۔ میاں شمس الدین کہتے ہیں کہ میں نے دل میں خیال کیا جب بزرگوں کی یہ حالت ہے تو ہم گناہ گاروں کا کیا ہوگا۔ حضرت صاحب السیر حمزہ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا۔ میاں شمس الدین جو شخص سنتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے گا اس کا جسم سلامت رہے گا۔ اگر ذرہ برابر بھی بے پروائی کرے گا تو باوجود کمالاتِ باطنی کے اسی قدر جسم میں نقصان اور فتور ہوگا۔

## شرعی بال:

ایک فقیر کے سر پر بال بڑھے دیکھ کر فرمایا کہ سر کے بال نہ ہوں تو عبادت اچھی ہوتی ہے فقیر نے بال منڈانے کا ارادہ فرمایا تو حکم ہوا گھر جا کر منڈوانا چوں کہ وہ فقیر و اجل کا تھا بڑے بال رکھنا ان کی عادت تھی اور ان سے وہ بال مراد ہیں جو حدِ شرع سے زائد تھے، لیکن حضرت سیرانی قدس سرہ کے طریقہ میں سارے سر کے بال منڈوانا تھا اسی لئے آپ نے اسے اسی طرف اشارہ فرمایا۔

## خلق خدا کو تکلیف نہ دو:

حضرت سیرانی بادشاہ کا کوئی خلیفہ سفر میں ہمراہ تھا اور چاہے کر رہا تھا روزے رکھتا لیکن افطار دودھ سے کرتا۔ ایک دفعہ ایسی جگہ قیام ہوا جہاں دودھ مسیر نہ آسکا آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ لوگوں کو تکلیف دے کر دودھ مسیر کر کے تو روزہ کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اللہ تعالیٰ کی معرفت دودھ کے ساتھ افطار کرنے پر منحصر نہیں ہے۔ لوگوں کی تکلیف کا باعث نہیں بنا چاہیے۔

ف: لیکن آج کل سر نہ منڈانا ہی بہتر ہے کیوں کہ سر منڈانا دماغیوں (خارجیوں) کا شمار ہو گیا ہے اور بد مذاہب کے شمار سے احتراز نہ درستی ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب دماغی کی نشانی۔



## بھوکے کتے کے لئے حج قربان : کسی نے حضرت سیرانی بادشاہ

قدس سرہ سے پوچھا کہ آپ کو یہ علاج کس طرح حاصل ہوئے آپ نے فرمایا ایک سال سخت قحط پڑا۔ ایک کتے کو بھوکے مرنا دیکھا ایک شخص سے روٹیاں طلب کیں اس نے کہا سات حج کا ثواب دے دو پھر روٹی ملے گی۔ میں نے اس کتے کی جان بچانے کے لئے سات حج کا ثواب اس شخص کے ہلکے سات روٹیاں لے لیں اور وہ سب کی سب میں نے کتے کو کھلا دیں میں نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کیا تو اس نے مجھے اپنی خاص نوازشوں سے نوازا۔

## پوسے سر کا مسح :

بیماری کا علاج کرتے تو سنت رسول صلی اللہ علیہ

وسلم سے ایک مرید نے سر کے درد کی شکایت کی تو سیرانی بادشاہ نے فرمایا کہ پوسے سر کا مسح کیا کر اس نے ایسے کرنا شروع کیا تو شفا پاب ہو گیا حالانکہ اس سے قبل وہ پوسے سر کا مسح نہیں کرتا تھا۔ اس کی تفصیل آئے گی (انشاء اللہ تعالیٰ)

## توکل گھوڑے کو شرع کا پابند بنا دیا : سیرانی بادشاہ کو سنت پیرو مشہ

حافظ عبدالخالق قدس سرہ نے سواری کے لئے ایک گھوڑا ساتھ رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ نے ایک گھوڑا خریدا۔ ایک مرتبہ آپ گھوڑے پر سوار تھے کہ وہ گھوڑی کو دیکھ کر ہنہنایا آپ فوراً اس سے اتر پڑے اور فرمایا جب فقیر کو دنیوی خیالات نہیں تو فقیر ایسے گھوڑے پر کیوں سوار ہو جس کے اندر دنیوی خواہش بھر پور ہے۔ آپ کا یہ کہنا تھا تو فوراً وہی گھوڑا خسی ہو گیا۔ اس کے بعد آپ اس پر سوار ہوئے اور اس کا نام توکل رکھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے توکل جہاں ٹھہرے گا فقیر وہاں آرام کرے گا۔ آپ اپنی مرضی

سے کہیں نہ جاتے تھے جس طرف توکل چل پڑتا اور جہاں رُک جاتا آپ بھی وہیں چلے جاتے اور قیام فرماتے۔

صحبتِ مجذوب :

حضرت سیرانی بادشاہِ قدسِ مرفا سے پوچھا گیا کہ مجذوب کی صحبت میں بیٹھا جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا ان کے ساتھ میل جول اٹھنا بیٹھنا درست نہیں اس لئے کہ یہ لوگ بہ ظاہر یا بندِ شرع نہیں ان کی مثال کھانڈ کی ہے کہ اس کے میٹھے ہونے میں کلام نہیں لیکن جب اس میں گندگی کی ملاوٹ ہو جائے تو کجس اور ناپاک ہو جاتی ہے ایسے ہی یہ لوگ شرع کے خلاف کی گندگی میں ملوث ہیں۔

خلافِ شرعِ تعویذوں پر سرزنش :

ایک سید صاحبِ علمِ حبت میں کافی شہرت رکھتے تھے لوگوں کا خیال تھا کہ اس کا تعویذ آٹھ پرہ کے اندر کام کر دکھاتا ہے۔ حضرت سیرانی بادشاہِ قدسِ سرف کو سید مذکور کا کارنامہ سنایا گیا تو آپ نے فرمایا وہ سیدِ خلقِ خدا میں فساد کا موجب ہے۔ ایک ناجائز فعل سے حق دار کو پریشان اور مجبور کر لیتے۔ غیر مُرہم

طائف سیر یہ ص ۸۷

کے لئے دوسرے کو مبتلا کر کے بہت بُرا کرتا ہے وہ سید صاحب محفل میں موجود تھے فوراً  
تائب ہوئے آپ نے سید صاحب کو سخت تاکید فرمائی اور فرمایا یہ کام بُرا نہیں  
بلکہ سخت گناہ ہے۔

سید مذکور کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت سیرانی بادشاہ کے رعب سے میں  
نے توبہ تو کر لی لیکن تقاضائے بشریت سے مجھے پھر اس دھندلے کرنے کا خیال پیدا  
ہوا۔ لیکن سیرانی بادشاہ قدس سرہ کی برکت سے وہ عمل بے اثر سا ہو گیا۔

## تعویذ کی اجرت :

حضرت سیرانی بادشاہ تعویذ کی اجرت کے خلاف تھے۔

لیکن بلا اجرت تعویذات کے نہ صرف قائل بلکہ اس کے خود بھی عامل تھے۔ دوسروں کو  
بھی ان کی اہلیت کے پیش نظر اجازت مرحمت فرماتے تھے۔

## دولتِ دنیا سے نفرت :

ایک دفعہ حضرت سیرانی بادشاہ مخدوم گنج بخش

مرحوم سجادہ نشین دربار گیلانی اوچ شریف کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے  
انہوں نے ایک تھیلی روپوں کی نذر گزاری آپ نے لینے سے انکار کر دیا صرف  
ایک روپیہ اٹھایا وہ بھی دربار شریف کے نذر کر دیا۔

## علمائے کرام اور طلبائے اسلام :

علماء اور طلبہ سے گہری محبت تھی

کبھی کبھی ان کے پاس ان کی علمی جذبات کی وجہ سے تشریف لے جاتے تھے اور  
حسب استطاعت ان کی مالی امداد بھی فرماتے۔ راہِ گزر پر کوئی دینی مدرسہ سن پتے  
تو اس میں ضرور جاتے۔ چنانچہ حضرت بھرچوڑی شریف کے خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نے اپنے حالات میں اپنے متعلق انکشاف فرمایا جس کی تفصیل آتی ہے۔ (انشاء اللہ)

## لذاتِ دنیا سے نفرت :

حضرت سیرانی بادشاہِ لذاتِ دنیاوی سے

بانگِ تمنّاتے۔ سادہ لباس اور سادہ خوراک آپ پسند فرماتے تھے ایک مرتبہ آپ کے ایک عقیدت مند نے دعوت دی اور آپ کے سالن میں گھی زیادہ ڈالا جب یہ کھانا آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے کھانا کھانا چھوڑ دیا اور ناراض ہو گئے اور فرمایا کہ میں آئندہ تمہاری دعوت کبھی قبول نہیں کروں گا۔

## نذرانوں سے نفرت :

حضرت سیرانی بادشاہِ ایک مولانا صاحب کے ہاں

کبھی کبھی تشریف لے جاتے وہ آپ کو گاہے گاہے کوئی کپڑا نذر کے طور پر پیش کر دیتا تھا ایک دفعہ اس کے پاس کوئی کپڑا ایسا موجود تھا جو نذر گزارتا جب آپ واپس تشریف لے گئے ملا صاحب کو یہ امر شاق گزرا کہ حضرت خالی جائیں ایک دستار لے کر پیچھے دوڑا اور راستہ میں پہنچ کر عرض کیا حضرت معمول لایا ہوں قبل فرمائیں۔ حضرت معمول کے لفظ سے جہاں میں آگئے اور فرمایا معمول بھاٹوں اور میل سنیوں کے لئے ہوتے ہیں۔ فقیر ایسے معمول سے معذوریہ اگر تم میرے آنے کو معمول سمجھتے ہو تو فقیر بھر تمہارے پاس نہ آئے گا۔

## شوقِ اشاعتِ اسلام :

حضرت سیرانی بادشاہ کو اشاعتِ اسلام میں

اتنا انہماک تھا کہ بھر شادی (نکاح) نہیں کیا کیوں کہ آپ کا خیال تھا کہ شادی (نکاح) کر لینے سے مقصدِ حقیقی یعنی اشاعتِ اسلام اور فیضِ عام نہ ہر سکے گا۔

نکاح و بیاہ نہ کرنے کے کئی وجوہ بیان کئے جاتے ہیں۔ ممکن ہے ہر تینوں صحیح (یعنی صحیح)



## اولیاء اللہ کی قسمیں اور شرع کی پابندی :

مجھوٹی طور پر اولیاء کرام قسم

ہیں۔ ایک وہ جو چذکشی سے راہِ سمرکے کرتے ہیں اس جماعت کے بزرگوں کا

(بقیہ حاشیہ از ص ۱۰۱) ہوں کیوں کہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ ایک فعل کے علل متکاثرہ ہو کرتے ہیں تو حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ کا یہ فعل انہی علل متکاثرہ سے ہو۔

سوال: نکاح سنت ہے حضرت سیرانی بادشاہ کا نکاح نہ کرنا خلاف سنت ہے اور سنت کے خلاف کرنے والا کبھی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔

جواب: نکاح نہ صرف سنت بلکہ اس کی ایک قسم وجوبی ہے جب کہ غلبہ شہوت ایسا ہو کہ زنا کے ارتکاب کا یقین ہو اور نکاح کے اسباب بھی میسر ہوں اور اس کی صورت مکروہ یعنی حرام ہے جب کہ انسان میں مادہ شہوانی نہ ہو۔ ایسے حضرات خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بہ کثرت تھے ان میں ایک حضرت صنوان رضی اللہ عنہ بھی تھے تحقیق کے لئے دیکھیے فقیر کی کتاب ”شرح حدیث انک“ اور حضرت سیرانی قدس سرہ اپنا عند خود بیان کر چکے ہیں بیسیا کہ اسی کتاب میں تصریحات ہیں اور حضرت سیرانی بادشاہ نے تو عشق کی پیشکش سے ایسے خیالات کو جلا کر رکھ بنا دیا تھا۔

لطیفہ: جو شخص اپنے سے مادہ شہوانی ختم کرنا چاہے تو ایسے خیالات و تصورات دل پر نہ آنے کی ایسی درزش کرے کہ اٹھا اس خیال اور اس کے متعلقات سے قلبی نفرت ہو جائے جیسے حضرت سیرانی قدس سرہ کا حال تھا کہ آپ کو نہ صرف عورتوں سے نفرت تھی بلکہ راستہ پر اگر کسی عورت کا نقش قدم نظر آ جاتا تو وہ اس راستہ پر چلنا چھوڑ دیتے۔ اور آج تک یہ مثال قائم ہے کہ آپ کے مزار کی چار دیواری پر چلنا چھوڑ دیتے۔ (بقیہ ص ۱۰۱)

نام قلب اور اتاد وغیرہ بھی ہے۔ یہ لوگ بہت ہی کم سفر کرتے ہیں۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اسی قسم کے لوگوں کے سر تاج تھے۔ دوسری جماعت کے لوگ خرقہ نقر کے ساتھ ہی سیاحت، باد یہ بیانی اور سفر کی مشکلات میں ڈال دیے جاتے ہیں اس طرح سے وہ اپنی عبادت کا لطف اور عزت کی چاشنی پر دس کی پز مردگی کے عادی بنائے جاتے ہیں۔ ان کو یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ دنیا میں ان کا کوئی وطن نہیں ہے کوئی ہمدرد، رشتہ دار کوئی تعلق دار نہیں ہے وہ صرف خدا کے پیارے بندے ہیں اور خدا تعالیٰ ہی ان کا موس و غم خوار ہے اس جماعت والے ابدال اور سیرانی کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب اسی دوسرے قسم کے بزرگوں میں ممتاز تھے۔ آنکھ کھلی تو درستانِ علم و عمل دہلی میں دیکھا۔ درس معرفت شروع کیا تو مزار مبارک شیخ چاوی پر جانے کا ارشاد ہوا اس چلہ میں اور اس سے پیش تر بارہا سیروافی الارض کا پیغام جان نواز سنا۔ اب جو چلہ سے فارغ ہو کر پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہاں سے بھی یہی ارشاد پایا۔ تعمیل ارشاد ایسی کی کہ موت بھی وطن میں نہ آئی اگرچہ صحیح تعداد کسی کتاب سے نہیں معلوم ہو سکتی مگر حضرت نے پاپیلو

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) میں عورتوں کا داخلہ ممنوع ہے۔

ازالہ وہم: اولیئے کرام کے مختلف طریقے ہیں۔ ان طرق کو سلوک سے تعبیر کیا جاتا ہے ان کے راستوں کی کوئی شمار نہیں۔ یہاں تک کہ سیدنا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ کے ملنے کے اتنے کثیر راستے ہیں کہ دنیا بھر کی ریت کے

قطرات ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

اسی لئے ہم عوام کے لئے حکم ہے کہ ہم کسی بھی اللہ والے کے کسی بھی عمل پر نکتہ چینی نہ کریں۔

کئی جگہ کئے۔ حج شریف کے کئی سفروں کا ذکر لطائف سیرت میں بھی مذکور ہے اس زمانہ میں تمام سفر پاپاؤ ہی تو کرتے تھے۔ ریلیں نہ تھیں مگر اس وقت بھی خراسان، دہلی، تھانہ، داجل، جیسلمیر، کاٹھیاواڑ، سندھ، کوٹ مٹھیں، مچھڑی، درپہ اور بہاول پور ان کے روزمرہ سفروں کے مقامات تھے۔ سفر کی عادت یہاں تک استوار ہو گئی تھی کہ کسی ایک مقام پر ایک شب سے زیادہ قیام نہ فرماتے تھے اگر کہیں ایک ہی مقام پر دو راتیں ٹھہرنے کا اتفاق پیش آجاتا تو میزبان سے کہہ کر مکان تبدیل فرماتے تاکہ ایک ہی مکان میں دو شب ٹھہرنا نہ پایا جاسکے۔

ایک دن باجوڑ میں ہمدرد شریعت مطہرہ کی پاس داری اور پابندی میں سفر و حضر میں برابر رہی۔ نہ صرف خود بلکہ اپنے خدام و متعلقین و معتقدین و مریدین یہاں تک کہ اپنی سوریوں کو بھی شریعت شریف کا پابند فرما دیا کبھی اسے بطور کراست بھی اس پر عین درآمد کی تجویز فرماتے۔

ایک دفعہ آپ کسی جگہ تشریف فرما ہوئے۔ ایک خادم آپ کے گھوڑے کے لئے گھاس لینے گیا تو ایک خربوزہ بغیر اجازت اٹھا کر گھاس میں چھپا لیا اور دیکھا کہ حضرت صاحب اور بانی حضرات نیند میں ہیں۔ چاہا کہ کھاؤں۔ جب چاقوت خربوزہ کاٹا، حضرت نے منہ مبارک سے کپڑا اٹھا کر دیکھا۔ چند چھانکیں حضرت کی خدمت میں پیش کیں لیکن حضرت نے تبادلہ نہ فرمایا اور پھر بستر پر واراندہ ہوئے اور خادم نے چاہا کہ دو کوسرا خربوزہ پہلے چیلے۔ سے لے آئے۔ جب قدم دروازہ سے باہر رکھا، حضرت سیرانی بادشاہ نے آواز دی کہ اے احمق شریعت کا پاس رکھو۔ خادم شرمندہ ہوا کر بیٹھا گیا۔

اسراف پر ناز کی:

ایک دن حضرت سیرانی سائیں رحمۃ اللہ علیہ کو کھانسی

کی شکایت تھی ایک طبیب سے لعوق تیار کر کر پیش کیا گیا اس سے آپ کو کافی  
افاقہ ہوا۔ دوبارہ وہی لعوق تیار کر کر پیش کیا گیا تو آپ نے قیمت دریافت فرمائی  
تو قیمت بہت زیادہ سن کر فرمایا یہ اسراف کیوں کیا۔ معمولی تکلیف کے لئے اتنی  
قیمتی دوا کا کوئی جواز نہ تھا۔

ایک دفعہ دیوان محمد غوث رحمہ اللہ نے دعوت کی تو اس میں تکلف  
برتا مکلف کھانے پکوانے اور بطور نذرانہ اشرفیوں کا تھال پیش کیا۔ حضرت  
سیرانی سائیں ناراض ہوئے اور فرمایا یہ اسراف ہے نذرانہ قبول نہ کیا۔ اصرار پر صرف  
ایک روپیہ لے لیا۔

### شہرت سے نفرت :

سیرانی بادشاہ کو یہ سخت ناگوار تھا کہ آپ کو  
کسی امیر کی طرف منسوب کر کے کہا جائے کہ آپ فلاں صاحب کے پیر و مرشد  
ہیں۔ ایک دفعہ ایک بڑے زمین دار کے ہاں مریدین سمیت دعوت ہوئی کسی دربار  
نے ایک ساتھی سے آپ کے سلسلے کو کہا کہ آپ ہمارے زمین دار کے پیر ہیں یہ  
سن کر آپ کی طبیعت مکتد ہو گئی۔ نماز ظہر سے لے کر عصر تک استغفار پڑھتے رہے۔

وال بے وعین؛ حضرت سیرانی قدس سرہ کو وال بے ریش بہت پسند

۱: لطائف سیرت ص ۱۱۱، ۱۱۲

تھی ایک دفعہ وال میں گھی ڈال کر وال مسور کو سرخن پکایا گیا جب یہ کھانا حضور سیرانی قدس سرہا  
پیش کیا گیا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور غصے سے فرمایا اگر تکلفات کا یہی حال رہا تو فقیر  
تمہارے ہاں نہ آئے گا اور نہ کھانا کھائے گا۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم:

مفتی محمد ظریف مٹانی جو اپنے

وقت کے عارفِ کامل، عاشقِ واصل اور کتاب و سنت کے مکمل پابندِ عمل تھے فرماتے ہیں  
کہ علماء سے سیرانی بادشاہ بہت شفقت فرماتے ایک دعوت پر مجھے ساتھ لے گئے ہمارے  
ساتھ درسا تھی بھی بہ کثرت تھے حضرت سیرانی جب چلتے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کے  
مشابہ ہوتے بظاہر تو آپ آہستہ آہستہ چلے تھے لیکن دوسرے لوگ دوڑنے کے باوجود  
بھی آپ کے قریب نہیں پہنچ سکتے تھے اور میں کسی کا مرید نہیں ہوا چاہتا تھا لیکن آپ  
کی سیرت کو دیکھ کر خاصہ معتقد ہو گیا۔

## مردہ کو شریعت کی پابندی کا حکم:

حضرت سیرانی بادشاہ کے وصال

کی خبر مشہور ہو گئی آپ کے مرید مساوت میاں یار محمد بنار مرحوم اس خبر و حسرت اثر سے اپنا مال و  
اسباب راہِ خدا میں لٹا کر گھر سے بالکل نکل کر تحقیق کے لئے چل پڑا کنارہ دریا پر آپ کو  
دیکھا کہ گڈڑی سی رہے ہیں دیکھ کر فرمایا میاں یار محمد خبر صحیح تھی لیکن دراصل حاجی علی اکبر فوت ہوئے  
ہیں۔ چلو ان کی قبر پر فاتحہ پڑھ لیں قبر پر پہنچے تو ہم نے سنا کہ حاجی علی اکبر قبر میں بھی ذکرِ جہر  
میں مشغول ہیں۔ آپ نے ان کی قبر پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ حاجی علی اکبر تجھے ذکرِ الہی تو یاد ہے  
لیکن شریعت کا پاس نہیں اس کے بعد قبر سے ذکر کی آواز بند ہو گئی۔

## دریں مساوات:

میاں محمد مقبول فرماتے ہیں کہ بہ موقع عرس حضرت گنج شکر قدس سرہا



میں خشک چاول پکاتا اور حضور سیرانی بادشاہ فقراء کے ساتھ مل کر تادل فرماتے ایک دن میں نے آپ کے لئے علیحدہ چاول تیار کئے اور ان میں گھی ڈالا۔ آپ نے فرمایا کہ فقیروں کے چاولوں میں بھی گھی ہے۔ میں نے عرض کیا نہیں اس پر آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا آئندہ ایسا نہ کرنا بلکہ ہمیشہ ایک طرح کا کھانا پکایا کرو۔

### چنے غذا:

حضرت سیرانی بادشاہ بچنے چنے خوش ہو کر کھایا کرتے اور فرماتے یہ

پاک و صاف کھانا ہے۔ ۱۔

### سمرکا درد کا نور:

حضرت سیرانی سائیں کے ایک سرید مولوی محمد حسین روم لودھی

نے عاجز کر دیا۔ آپ کی زیارت کی حاجت کی حاجت دی۔ آپ اس وقت وضو فرما رہے تھے۔ مولوی صاحب نے اپنی شکایت پیش کی آپ نے فرمایا سارے سمرکے مسح کی سنت پر درود فرمادیں۔ مولوی صاحب مذکورہ ہر دونوں ہاتھوں سے سمرکا مسح کیا اور درود فرما کر ختم ہو گیا۔ ۲۔

**فائدہ:** حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ کی تشریح شناسی کا کمال دیکھنے کے لیے اس طرف تشریح مسئلہ پر عمل کرانے کا حکم فرمایا تو دوسری طرف تشریح مسائل و احکام کے امور اور درود سے بھی آشنا فرمادیا کہ جس طرح پوتے سمرکے مسح سے سمرکا درد و ڈنڈا جاتا ہے ایسے ہی تشریح مسئلہ پر عمل کرنے سے دین بھی نصیب ہوتا ہے اور صحت و عافیت بھی اور دنیا کے بہت سے امور بھی حل ہوتے ہیں۔

۱۔ سوانح صاحب السیرۃ ۲۔ ضیائے نورانی

# حضرت سیرانی بادشاہ علمی مقام

حضرت سیرانی بادشاہ خواجہ محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ جہاں روحانی اعتبار سے بلند درجے پر فائز تھے وہاں علمی دنیا میں بھی ان کا مقام بہت ارفع و اعلیٰ تھا چنانچہ جب وہ علمی نکات بیان کرنے پر آتے تو معلوم ہوتا کہ ایک بحر ناپید کنار ہے جو ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ اس سلسلے میں "تلقین لدنی" ان کے علم و فضل کی منہ بولتی تصویر ہے جس میں تصوف کے رنگ میں علمی نکات بیان کئے گئے ہیں۔ یہاں ہم اس میں سے کچھ اقتباسات درج کریں گے جس کے مطالعہ سے حضرت سیرانی بادشاہ کی عالمانہ نکتہ آفرینی اور تصوف پر ان کی نظرِ عمیق کا اندازہ لگایا جاسکے گا۔

کتاب کے آغاز میں جو اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں اور جنہیں احسن الاسرار سے تعبیر کیا گیا ہے وہ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت سے تعلق رکھتے ہیں۔ شریعت کی تشریح اس طرح فرماتے ہیں :-

"شریعت سے مراد تقویٰ ہے یعنی حق تعالیٰ سے اس طرح جو عکرا جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اس سے ہر مو تجاوز نہ کرنا اور اس پر جم جانا ہے۔"

پھر احکامِ شرع کی تشریح ہے اور اسلام کے بنیادی اسکان کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے اسرار و رموز پر سے پردہ اٹھایا ہے۔

کلمہ طیبہ کی تشریح : اگر کسی کو طلبِ صادق ہے تو اسے چاہیے کہ کلمہ طیبہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کے حقیقی معنی کو سمجھے کیوں کہ یہ ایک ایسا گوہر  
مقصود ہے جسے حاصل کر کے طالب پر مقام فنا و بقا کے از منکشف ہو جاتے ہیں۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے :

عجب بدبودن معبود نابود

عجب شد مظهر ماہست و نیم نیت

یعنی یہ عجیب بات ہے کہ معبود ہے بھی اور نہیں بھی اور یہ بھی کیا خوب

ہے کہ ہمارا محبوب موجود بھی ہے اور نابود بھی۔

حضرت شمس تبریزی نے بھی اس شعر میں یہی حقیقت بیان کی ہے :

فنا اندر فنا بینی فنا ہست

بقا اندر بقا بینی بقا ہست

جس کے معنی یہ ہیں کہ فنا و بقا کا جو مقام ہے وہ حقیقی فنا ہے اور بقا بقا

حقیقی بقا ہے :

سلوک کی یہی راہیں طے کر کے سالک کو فنا سے وحدت حاصل ہو جاتی ہے اور

وہ اپنے آپ کو حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گم کر دیتا ہے۔ اس کے بعد مقام احدیت

ہے جہاں پہنچ کر سالک خود کو ذات لا تعین میں فنا کر دیتا ہے اور پھر اسے یہ بھی پتا

منہیں چلتا کہ اس کا وجود کہاں ہے اسی کو فنا و بقا کہتے ہیں اور یہ مقام فنا فی اللہ سے بلند ہے

بقا باللہ اور بقا بقا کی بھی یہی صورت ہے۔ جب سالک فنا فی اللہ کے متفرق

سے نکل کر عالم ہوش میں آتا ہے تو نماز روزہ کی پابندی کرتا ہے خلق کی ہدایت کا فریضہ ادا کرتا

ہے اور دوسرے امور حیات کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ یہی مقام بقا باللہ ہے۔ اس میں

استحکام اور خوشگلی پیدا ہو جائے تو سالک بقا و بقا کے مقام پر پہنچ جاتا ہے جو سلوک

کا نہایت ارفع درجہ ہے۔

## نماز کی تشریح:

نماز وہ ہے جو دل و جان سے ادا کی جائے۔ نماز می اپنی ہستی کو ذاتِ حق پر محو کر دے اور شکرِ حق سے بے نیاز ہو جائے۔  
 جو نماز اس صورت کے ساتھ کی جاتی ہے وہ حقیقی نہیں بلکہ دکھائے کی ہوتی ہے اور  
 کسی عیب و مشورہ کو تعلق دوتی کا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ نماز اس طرح ادا  
 کی جائے کہ من و توکلی استیاء ختم ہو جائے اور نماز ذاتِ حق میں یوں گم ہو جائے جیسے قطرے  
 دریا میں گرنے لگتا ہے۔

## روزہ کی تشریح:

روزہ کا مطلب رازداری ہے۔ صرف کھانے پینے سے منہ بند  
 کرنا روزہ نہیں ہے، کھانے اور لیا کرام نے فرمایا ہے:

صوماً سرودیۃ و لیسى دیدارتى تعالیٰ سے محرومی کرو  
 نظر و سرودیۃ (روزہ رکھو) اور دیدارتى تعالیٰ سے  
 روزہ کھولو۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”معلوم ہونا چاہیے کہ روزہ فرض عین ہے یعنی عین بن جانا اور وہی  
 کو مٹا دینا ہے جو اپنے آپ کو پہچان لیتا ہے وہ عین بن جاتا ہے اور خود  
 کو خود سے دیکھنے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہے: **من رأى رأى الحق** جس نے دیکھا اس نے ہی کو دیکھا

پہنچنے پر شعر حسبِ حال ہے۔

یا الحق چوں نکویم چوں نکویم

چوں او عین من من عین اویم

”جب وہ میرا عین ہے اور میں اس کا عین ہوں تو انا الحق کیوں نہ کہوں۔“

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

رأيت رب برئ میں نے اپنے رب کو رب سے دیکھا

جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اللہ نور السموات والأرض

کا راز اس پر کھل جاتا ہے۔

## زکوٰۃ کی تحقیق:

زکوٰۃ کا مصدر بھی تزکیۃ نفس ہے یعنی شرکی غلاظت سے خود کو پاک

کرنا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

ان الله مع المتقين اللہ تو الٰہی متقی زکوٰۃ کے ساتھ ہے

حقیقۃً معنیت حق اس کو حاصل ہوتی ہے جو ہر چیز سے یہاں تک کہ اپنے وجود سے بھی خود

کو پاک کر لے۔ بالفاظ دیگر یوں سمجھو کہ جس نے اپنے آپ کو شے دیا اس نے خدا کو

پالیا۔ ع

”ہر کہ خود را د خدا یا نست“

کسی بزرگ کا قول ہے کہ

مایا نتمن خود یا نتمن خدا است ذرا وید اپنے آپ کو گم کر دینا خدا کو پالینا

خود دین خدا است۔ ہے اور خود کو نہ دینا خدا کو دیکھنا ہے

جب تک سالک اپنے آپ کو نہیں مٹائے گا خدا کو نہیں پاسکے گا۔ خواہ وہ اتنا

زہد اختیار کر لے کہ فرشتہ صفت بن جائے یا اتنی دولت جمع کر لے کہ قارون بن جائے۔

آن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

حب الوطنی من الایمان وطن کی محبت ایمان ہے۔

چوں کہ انسان کا وطن عالم قدس یعنی ذات باری تعالیٰ ہے اس لئے جب تک وہ مقام



ذات پر نہیں لوگے گا ایمان دار نہیں ہوگا۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ہے

حب الدنيا رأس خطيئة  
ومترك الدنيا رأس

دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے  
اور دنیا کا ترک کرنا تمام عبادتوں

كل عبادة  
کی بنیاد ہے۔

جب سالک اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو تفرقہ مٹ جاتا ہے اور اس پر یہ آیت انصاف  
الفكر الہ واحد لا الہ الا الہ والرحمن الرحيم کے معنی منکشف ہو جاتے ہیں۔  
یعنی تمہارا معبود وہی تمہارا معبود ہے جو رحمن و رحیم ہے۔ تنہا کا مطلب یہ ہے کہ وہی  
موجود ہے اس کے سوا کوئی وجود نہیں۔

## حج کی تشریح :

حج پہچانا فرض ہے اور یہ فرض خود ادا کرنا چاہیے نیز اس میں اتنی

محویت ہو کہ ذاتِ حق کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے اگر ایسا نہیں تو مطلوب حقیقی حاصل نہیں ہوگا۔  
اور وہ حج کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکے گا۔

اس مسئلے کی وضاحت بھی حضرت سیرانی بادشاہ نے فلسفیانہ انداز میں بہماز

اوست کے نظریہ کو سامنے رکھ کر کی ہے۔

## طریقہ :

اصطلاح میں طریقت مجاہدہ نفس کو کہتے ہیں یعنی نفس کا ذاتِ حق

میں گم کر دینا۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس پر آیت کریمہ کے یہ معنی منکشف  
ہو جاتے ہیں۔

”جو لوگ ہمکے اندر سیر کرتے ہیں ہم ان کو مزید ترقی کے مقامات پر پہنچا

دیتے ہیں“

”طریقت تقویٰ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے یعنی خود کو اپنے آپ سے پاک کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ خدا اپنے اندر طلب ہے نہ کہ آسمان یا زمین میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ ”انسان کا قلب بیت اللہ ہے“۔ جب اپنے آپ کو پہچان لیا تو رب کو بھی پہچان لیا۔ یہیں آکر سادک حدیث کنت کنزاً الخ کا مطلب سمجھتے ہیں۔ یعنی میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ مجھے خواہش ہوئی کہ پہچان جاؤں اس لئے میں نے دنیا کو پیدا کیا۔“

### حقیقت:

”حقیقت سے مراد ہے تقویٰ یعنی حق ہو جانا۔ اقامتوں کا شادینا۔ محبت اور تمنا سے گزر جانا۔ الفقرا یحتاج الی اللہ کے یہی معنی ہیں جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس پر قتل ہوا اللہ احد کے معنی روشن ہو جاتے ہیں۔“

### معرفت:

اب معرفت کا بیان بھی ملاحظہ ہو جائے۔

”اسم معرفت اسم ظرف ہے جس کے معنی ہیں شناخت کی جگہ۔ مطلب یہ ہے کہ ہر جگہ ذات پاک واحد کو پانا اور کائنات کے رنگ بزرگ اور نوع بہ نوع مظاہر میں ایک ذات حق کے ساتھ خود کو وابستہ رکھنا۔ اگر ان مظاہر میں ناپاک اور وہشت ناک صورتوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے لیکن احدیت پر جم جانا چاہیے۔ حدیث میں ہے کہ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب سالک اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو الحمد للہ رب العالمین مالک یوم الدین کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے۔“

## بہشت کیلئے :

ایک جگہ بہشت اور دوزخ کے ذکر میں یوں گومرافتشانی

فرماتے ہیں :-

" بہشت یگانگت کا دو در نام ہے یہاں دیکھنا، سنتنا اور جاننا ایک

ہی ذات ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ عینہ بغدادی فرماتے ہیں لیس فی

جنتی سوی اللہ یعنی جنت میں اللہ کے سوا کچھ نہیں۔

خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

لیس فی الجنة حوراً ولا نسواً یعنی جنت میں سوائے ذاتِ حق کی

واذلیت ولا عمل من ضاحکا تجلیات کے نہ حور و قصور ہیں اور نہ

دودھ اور شہد ہے۔

جو شخص اپنے غور و فکر کو اس لئے پر مرکوز کرے اور غیر حق سے اپنا تعلق یہاں

تک منقطع کرے تو یہ دنیا بھی اس کے لئے جنت بن جائے گی۔ غرض جب

سالک اس مقام تک رسائی حاصل کر لیتا ہے تو ایک دائمی لذت سے بہرہ آ

ہوتا ہے اور اس آیت کریمہ کے مفاہیہ اللہ تعالیٰ اسے انعام و اکرام سے نوازتا ہے۔

ان الذین امنوا وعملوا وہ جو ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے

الصلوات لہم جنت تجوی ہیں ان کے لئے بہشت ہے جس

من تحتہا الاخر و ذالک کے نیچے نہیں بہتی ہیں اور یہ بہت

الفوز الکبیرہ بڑا انعام ہے۔

## دوزخ کیا ہے :

" دوزخ جسے کہتے ہیں اصل وہ مقام بیگانگی ہے۔ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے :-

انی مبدی مما لشركوت میں شرک کرنے والوں سے بیزار ہوں۔  
 یعنی جو شرک کرتے وہ روزِ حق ہے اور ظاہر ہے جس کا مقام دنیا میں دوزخ  
 ہے آخرت میں اس کا کیا حال ہوگا۔ یقیناً آتشِ سیاہ میں وہ جلتا ہے گا  
 جو بیگانگی کے مقام کے لئے مخصوص ہے۔ آتشِ دوزخ کو اس وجہ سے  
 سیاہ کہا گیا ہے کہ اس میں ہجرِ مستقل ہے۔ گویا دوزخ ہجرِ فراق سے بڑا  
 ہے تو جنت یگانگت اور وصل سے موسوم ہے۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
 ترجمہ: "جو لوگ کافر ہیں وہ شیطان کے ساتھی ہیں جو ان کو روشنی  
 سے تاریکی میں لے جاتا ہے۔"

بزرگوں کا قول ہے۔

کردہ خویش بر خویش است

یعنی جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ اب تو اس آیتِ کریمہ کے معنی سمجھیں گے  
 ہوں گے۔

لا تلتقوا بآبیکم الیٰ  
 التہلکۃ  
 اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ  
 ڈالو۔

قیامت :

قیامت کے اصطلاحی معنی کھڑے ہونے یا قائم ہونے کے ہیں

جس کی چار صورتیں ہیں :

اول یہ کہ جو سانس آتا ہے اور قائم ہو جاتا ہے۔

دوم وہ ساعت جس میں قلب زندہ ہوتا ہے۔

سوم دن کا نکلنا اور قائم ہو جانا۔

چہارم جہز اوقات جب آدمی خود سے گزر کر اللہ تعالیٰ سے مل جاتا ہے اور پھر

واپس نہیں آتا۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے۔

من مات فقد قام قیامۃ . جو مر گیا اس کے لئے قیامت آگئی۔

جب سالک اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اس پر

کل من علیہا فان ویبقی وجہ ہر چیز فانی ہے اور باقی رہنے والی

سبک ذوالجلال والاکرام صرف ذاتِ حق ہے۔

قیامت کے لغوی معنی قائم ہونے کے ہیں اور یہ اس وقت سے قائم ہے جب

اللہ تعالیٰ کا ظہور ہوا۔ اور حق تعالیٰ کی نہ ابتداء ہے نہ انتہاء۔ وہ ہمیشہ سے

ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

دنیا کیا ہے؟

”دنیا دلوں سے بنا ہے جس کے معنی ہیں گھٹیا۔ پس معلوم ہوا کہ دنیا

گھٹیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی قول ہے۔

الدنیا جیفۃ وطالبہا دنیا مردار جانور ہے اور اس کے

طالب کتے ہیں۔

اس کے معنی سمجھ میں آجائیں تو

انما الدنیا لعب ولہو دنیا کھیل تماشا ہے۔

کی حقیقت بھی واضح ہو جائے گی۔

لہذا طالب کو چاہیے کہ وہ دنیا سے اس طرح صرف نظر کر لے کہ

الصوفی ہوا اللہ صوفی اللہ کی ذات میں گم ہو جاتا ہے

یا مصداق بن جائے۔

دین کی تفسیر: ”دین سے مراد دین (دنیا) ہے اور دین کا مطلب عین



ہے یعنی خود کو اس طرح فنا کرے کہ وہ عین حق بن جائے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

طالب الدنيا مؤنت و یعنی دنیا کا طالب مؤنت اور عقبی  
طالب العقبی مذکر کا طالب مذکر ہے۔

اس لئے اگر کوئی طالب مولا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ خود کو ذات حق میں اس  
طرح گم کرے کہ وہ عین حق ہو جائے جب عین حق ہوگا تو الاکماکان  
ذات حق کے سوا کوئی ہستی نہیں کی حقیقت کا پتا چل جائے گا۔

## ذکر کی شرح :

ذکر کے معنی ہیں یاد کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کرتا ہوں

اس یاد کے دو طریقے ہیں۔ ایک معنوی اور دوسرا لفظی۔ جو لفظی ذکر کرتا ہے  
وہ اس کی اصل حقیقت سے نا آشنا رہتا ہے۔ معنوی ذکر حقیقی ذکر ہے  
جس سے خود اللہ ذکر کرنے والے کا ذکر کرتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے۔

لوکان ربک للمذکر مذکور جب کوئی اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ  
فہو مذکور اہ بھی اس کو یاد کرتا ہے۔

لہذا معلوم ہو کہ یاد کرنا دراصل یاد کیا جانا ہے جس طرح دستار در کردن  
ریچڑی باندھنا اور دستار در کردن ریچڑی گرون میں ڈال کر بندہ بن جانا  
میں فرق ہے یہی لفظی اور معنوی ذکر میں فرق ہے۔

## فکر کا مطلب :

”فکر کے معنی یافتن یا دریافتن ہے یعنی حاصل کرنا۔ ہم اسے  
در یافتن سے تعبیر کرتے ہیں یعنی دریا سے موتی نکالنا۔ یہ موتی گوہر وجود ہے

جسے سالک دریائے موجودات میں غوطہ لگا کر نکالتا ہے۔  
اس کے بعد یہ اشعار اپنے مضمون کی وضاحت میں درج کیے ہیں

عجب دریائے کہ در و راست پنہاں  
عجب درے کہ بے دریا نہا شد

اگر تو میں شری و اکت نہ دریا

کہ دریا در نسبت در یہ دریا

واضح ہو کہ دریا سے مراد کائنات اور درے سے مراد انسانِ کامل ہے جو خداوند کائنات  
سے جسے عالم صغیر بھی کہتے ہیں۔ چونکہ انسانِ کامل ذاتِ حق میں نسا ہوتا ہے اور ذات  
کائنات پر یہ ہے اس لیے در یعنی انسانِ کامل میں دریا یعنی ذاتِ کائنات سما یا ہوتی ہے  
اسی لئے حدیث شریف میں ہے :

الانسان سرى رانا انسان يرازى ہے اور میں انسان کا  
سرد ازہن

جب سالک اس منزل پر پہنچتا ہے تو اتخذا للہین اثنین کی حقیقت  
اس پر منکشف ہر بات ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دو معبودوں کو کپڑو۔ دو معبودوں سے  
مراد ایک اللہ تعالیٰ ہے اور دوسرا انسانِ کامل جو ذاتِ حق میں مل کر عین حق ہو جاتا ہے جسے  
فانی فی اللہ اور باقی باللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

۱ : مطلب یہ ہے کہ یہ دریا عجیب ہے جو موتی کے اندر چھپا ہوا ہے۔

۲ : اگر تو دریا کی حقیقت سے آگاہ ہو جاتے یعنی حقیقتِ اشیائے عالم کو تو سمجھنے کو بھر  
تجھے معلوم ہو گا کہ موتی دریا کے اندر اور دریا موتی کے اندر ہے۔

نوٹ : یہ تحقیقات صوفیہ طریق اور وحدۃ الوجود پر مبنی ہیں۔ اگرچہ سیرانی بادشاہ کا مذہب ہمدانیت ہے لیکن تعییرات وحدۃ الوجود کے رنگ میں ہیں اور آپ کی تصنیف تلقین لدنی (فارسی) اس موضوع پر بہترین کتاب ہے حال ہی میں اردو میں شائع ہوئی ہے مگر اس میں کئی غلطیاں ہیں۔

اب ہم آپ کے علمی نکات آپ کے ملفوظات "طائفہ" میں دو دیگر کتب تاریخ سے پیش کرتے ہیں تاکہ اہل علم اور طالبانِ حق کو مشعلِ راہ کا کام دیں۔

## تقدیر کا قلم:

۱۔ حضرت دیوان غوث محمد (رحمۃ اللہ علیہ) سے کسی عقیدہ (بانجھ) عورت

نے تعویذ مانگا انہوں نے لکھے کا قصہ کیا تو حضرت سیرانی بادشاہ نے پڑھا:

بھب بنت لیثاء الذکور یعنی اللہ تعالیٰ چاہے تو بچیاں یا بچے

الی ان ویجعل من سے چاہے تو بچے بھی رہے اور بچیاں

لیثاء عقیماہ بھی اور چاہے کسی کو بانجھ بنا دے۔

مخدوم صاحب مجھ گئے کہ یہ عورت بانجھ ہے قلم رکھ دیا آپ نے فرمایا اس کا تعلق

قلبی کے ہے کچھ لکھو در۔

## تو چاہے سو ہوش:

سفرت خواجہ سیرانی بادشاہ کبھی بدیشی لڑکوں کی شکل میں

سیر و سیاحت فرماتے کسی نے آپ سے استفادہ کیا تو آپ اس وقت تو خاموش تھے لیکن

خواب میں اپنے مرید میاں دین محمد کو فرمایا جب کوئی جمال الہی کے پانی سے پال ہو جائے

تو پھر اس پر وہ حالت وارد ہوتی ہے۔

## جانوروں کی رمز شناسی:

ایک دفعہ سیرانی بادشاہ کھلے میدان میں رونق افروز

تھے جانور (پرنڈے) آپ کے آس پاس اڑ رہے تھے لیکن آپ کے بالمقابل اور سر پر نہیں آتے تھے بلکہ سمجھ داروں کی طرح آپ کے نزدیک آ کر دوسری طرف لوٹ جاتے تھے نوگوں نے سمجھا شاید ان پرندوں کو آپ کی ذات کا لحاظ ادب ہے آپ نے ان کی بات کو جانچ لیا فرمایا کہ ہوا میں بھی راستے ہیں جو پرندہ راستہ بدل کر اڑتا ہے اس کے پر چل جاتے ہیں اس لئے یہ پرندے احتیاط کر رہے ہیں۔

## خوف و رجاء کا نکتہ: ایک مجلس میں حضرت ایمان کی تعریف کا فلسفہ بیان کر

ہے تھے۔ ذکر اس حدیث کا تھا الایمان بین الخوف والرجاء فرمایا کہ خوف مذکور ہے اور رجاء مونس ہے جس طرح ذکر کو ناک پر شرمی اور قدرتی تفوق حاصل ہے۔ اس طرح بندہ بھی ایمانی حالت میں رجاء کے جذبات کو خوف کے ماتحت رکھے جیسا مرد عورت پر غالب ہوتا ہے اسی طرح خوف کو بھی رجاء پر غالب رکھنا چاہیے۔

ف: موت سے پہلے خوف غالب ہو لیکن بہ وقت موت اُمید غالب ہونی چاہیے۔

## رسول کی تعریف: گوٹھ بختنا (جہاں اب مزار پڑا ہوتا ہے) کی ایک مسجد شریف

میں موجود تھی۔ حالت جذب میں دریافت فرمائی گئی کہ رسول کس کو کہتے ہیں پھر آپ ہی اسی حالت میں فرمائی گئی کہ رسول وہ ہے کہ جناب باری عز و اسماء میں کوئی عرض کرے اور وہ قبول ہو۔

## شرح چغینی: حکیم غلام ترقی علم ہیئت میں علامہ تھا۔ ایک مقام شرح چغینی

کا باوجود شروع دعاشی کے اس سے حل نہ ہو سکا۔ ارادہ پختہ کیا کہ حضرت سیرانی بادشاہ کو عرض کر کے مقصد حاصل کروں گا۔ جب سیرانی بادشاہ تشریف لائے مشرف زیارت ہو کر

مخلوص عقیدت مطلب کو عرض کیا فرمایا کہ عبارت پڑھئے جب عبارت پڑھی گئی ایسے بیان فیض ترجمان سے آسان عنوان کے ساتھ حل فرمایا کہ ہر شخص نے سمجھ لیا اور سائل بھی اپنے مقصد پر پہنچ گیا۔

**شرح عقائد:** مولانا محمد ساکن کوٹ مٹھن شریف فرماتے ہیں کہ میں بہاول پور مولانا حافظ محمد فاضل مرحوم کے ہاں پڑھتا تھا میرا ارادہ تھا کہ تبرکاً کچھ حضرت سیرانی بادشاہ رحمہ اللہ علیہ سے پڑھوں جب میں نے سنا کہ آپ بہاول پور تشریف لائے ہیں تو میں کتاب شرح عقائد لے کر پہنچ گیا سبق کا عرض کیا تو آپ نے فرمایا عبارت پڑھیے میں نے پڑھا حقائق الاشیاء ثابتہ آپ نے فرمایا عزیز تمام اشیاء کی حقیقت موجود و ثابت ہے لیکن اندھوں کو نظر نہیں آتی یہ بے چارے علم قشری پر اکتفا کرتے ہیں لیکن اس کی حقیقت سے غافل ہیں۔

### ولایت کی تحقیق:

حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ نے فرمایا کہ دور سابق میں ولایت کے فیوض و برکات کے چاروں دروازے خالق خدا میں اولیاء و فقراء کے لئے کھلے ہوئے تھے لیکن اب صرف دو ایک رہ گئے ہیں جب اولیاء و فقراء نہیں رہیں گے یہ بھی بند ہو جائے گا۔

### سلسلہ اولیاء کی رفعت شان کا بیان:

عام طور پر یہ فرمایا کرتے تھے کہ فقر کی بات کہنے کی نہیں اس سے اپنے سلسلہ اولیاء کے اعلیٰ مدارج کی عظمت اور اہمیت کا اشارہ مطلوب ہوا کرتا تھا۔

**عقل کی قسمیں:** حضرت سیرانی بادشاہ نے فرمایا عقل بیہولی تین قسم ہے:



۱۔ کمال یہ انبیاء اور اولیاء علی نبینا وعلیہم السلام کے لئے۔

۲۔ ناقص عام اہل اسلام کے لئے۔

۳۔ ناقص ترین یہ کفار و نجا کے لئے۔

**پہپہاڑ پہاڑ کو اٹھا سکتا ہے:**

حضرت سیرانی بادشاہ باقر پور تروہا ول پور

کی ایک مسجد شریفیت میں موجود تھے مولوی محمد عابد صاحب امام مسجد نے اپنے طالب علموں کو سکھلا کر حضرت کی خدمت میں بھیجا تاکہ حضرت سے کوئی ذلیفہ دریافت کریں۔ طالب علموں نے سب حاضر ہو کر دریافت کیا تو ان کو حضرت نے جواب دیا کہ پہاڑ کو پہاڑ اٹھا سکتے ہیں یعنی نم پچے ہو اس بوجھ کو تم اٹھانے کے قابل نہیں ہو۔

**نقل سے اصل:**

ایک دفعہ حضرت سیرانی بادشاہ قمر میں مروے پاک پٹن شریف

میں ایک عرس کے موقع پر قلندر فقیروں کو وجہ کی حالت میں ادھیال کھیلنا ہوا دیکھ کر فرمایا کہ نقل میں یہ جوشش سے تو اصل بیگ ہو گا۔

**تکا چلانا:**

سیرانی بادشاہ کے ہاں ایک مرید نے حاضر ہو کر کمال تمنا کے ساتھ ذلیفہ

درود دریافت کیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا فقیر انگلیں نہیں جانتا۔ تکا چلانا جانتا ہے۔ تکا پلایا اور پار پہنچا دیا۔ اٹکل اور ذلیفہ کسی اور بزرگ سے پوچھو۔

**کلمہ طیبہ کا نکتہ:**

حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کلمہ طیبہ الیسا

س: ذکر خیر

عظیم الشان عمل ہے کہ ایک مرتبہ اس کے پڑھنے سے ساٹھ سالہ کافر ابی دوزخ کی آتش سے بچ جاتا ہے اور آتشک تو دنیا کی بیماری کی معمولی آگ ہے یقیناً کلمہ طیبہ کی برکت سے یہ آگ بجھ جائے گی۔ یہ نکتہ خصوصیت سے خیر محمد خاں داد پو ترہ سکھ خیر پور میسر (سندھ) کو فرمایا۔ اس کو آتشک کی بیماری تھی اُس نے بہت علاج کئے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی ایک خاص تعداد کو پڑھ کر اپنے بدن پر دم کرو اللہ تعالیٰ شفا بخشے گا۔

### تصوف کا باریک نکتہ:

حضرت خواجہ نور محمدنا روالہ المتوفی ۱۲۰۲ھ اورچ شریف

کا گھاٹ عبور کر کے حضرت سیرانی بادشاہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور عرض کی کہ باوجود یہ بعض فقیر فضول باتوں کا ترک نہیں کرتے مگر اہل اعتقاد میں ان کی برکت کی تاثیر جاگزیں ہوتی ہے۔ سیرانی بادشاہ نے فرمایا کہ سجائی نور محمد سالک کی طرف سے بھی تاثیر ہوتا ہے مگر دوئی اس وقت درہم ہوتی ہے جب عشق الہی کی آگ اس کے سینے میں روشن ہو لیتے مریدوں میں تاثیر کا پیدا ہو جاتا پیر کامل کے کمال پر تو موتوف ہے لیکن دائرہ ولایت کی انتہا نہیں۔

### معارج کا فلسفہ اور عینی مشاہدہ:

دہلی کی ایک مسجد کا ذکر مشہور ہے کہ حضرت

خواجہ صاحب اُس میں نماز ادا فرماتے تھے امام مسجد طاب علم کو کوئی کتاب پڑھا یا عقاب معارج شریف کی حقیقت کے متعلق امام صاحب کا گفتگو کو غیبی کتب سمجھ کر خواجہ صاحب نے بغیر اعتراض ہوں ہوں کی آواز سے روکا۔ اس امر میں پر امام صاحب نے جواب دیا کہ

س: لطف سیر

در جانب علم کو حکم دیا کہ اس گونے فقیر اور تراشیدہ بزرگ سے اس کی حقیقت جا کر سمجھ لو آستان  
 کا ایسا پائے طالب علم حضرت خواجہ صاحب کے روئے آکر دوڑا تو بیٹھ گیا اور معراج کی حقیقت آسمان  
 کے دروازہ آمدورفت محمود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے نسبت بعض سوالات کئے حضرت نے پہلے  
 وہ علم خود پر زہن نشینی کرنے کے واسطے پانی کا ایک کٹورہ منگا کر اس کے پانی میں ایک ٹکڑا  
 ڈال کر طالب علم سے دریافت کیا کہ چھوڑو پانی کے تہ میں پانی کو بزرگی کے چلا لیا ہے پانی  
 بہ کوئی دروازہ باتھا و یا یہ پھر نے جلنے کا کوئی راستہ نظر آتا ہے اور اس طرح حضور  
 نے فرمایا کہ محمد بن آدم علیہ السلام آسمانوں سے گزر کر علیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ طالب علم  
 نے اس نصیب تھا اس لیے مزید فریخ کے لیے بعض سوالات کئے حضرت نے انہیں مسجد  
 کے اندر چلے گئے اور طالب علم کے آواز سننے پر دیواروں سے زہر نکل آئے طالب علم حیران  
 ہو گیا مگر نصیب یاد رہتا ہے کہ اگر میں اسی طرح بغیر کسی دروازہ کے اندر جا سکوں اور  
 باہر نہ سکوں تو یہ کیفیت میری چشم دید ہو جائے گی وہاں کیا دیر تھی طلب عمارت تھی طرف کو  
 اپنی تعلیم اور فیضان کے قابل معلوم کر کے ایک نظر کیا اثر اس پر ڈال دی اس سے نااہل  
 کا سینہ بھی منور ہو گیا اب کیا تھا حضرت کے حکمت وہ مسجد شریف کے اندر چلا گیا اور  
 حضرت کے بلانے پر بغیر کسی راستے کے باہر بھی آگیا پھر اس طالب علم کو سمجھا کہ ہم درویش  
 امتیوں کے اس وقت یہ حالت ہے کہ میں بلاتا ہوں اور تم اس کا میانی کے ساتھ باہر آئے  
 ہو جہاں پروردگار عالم اپنے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے قریب بلائے اللہ تعالیٰ  
 کے فضل و کرم اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کے سامنے یہ کیا شکل ہے طالب علم  
 پورا درویش اور صاحب کمالات بن گیا۔

## اویسیوں کا آفتاب :

معدن العلوم مخزن الفنون حضرت مولانا عبدالرحمن

بھڈیرہ نے ایک آیت پڑھ کر فرمایا کہ مفسرین نے اس کے یہ معانی بتائے ہیں لیکن

حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ نے اس کا جو مطلب بیان کیا ہے اسے نہ علمائے خواہر نے سمجھا ہے نہ علمائے بوطن کی رسائی ہوئی یہ صرف سیرانی بادشاہ کا حصہ ہے اس لئے کہ اویسیہ فقراء میں حضرت سیرانی بادشاہ بمنزلہ آفتاب کے ہیں۔

## بے پر اُٹنا :

بعض اولیاء اللہ بغیر یوں کے اڑتے ہیں اسے سیرانی بادشاہ نے آسان لفظوں میں یوں سمجھایا کہ ایک من پتھر کو آتشک کا تھوڑا سا دارو بلکہ ایک ذرہ آگ کا ایک ہزار من دارو کو ایک لمحہ میں اڑا دیتا ہے اسی طرح جب عشق الہی کا ٹکڑا فقیر کے دل میں چب پال ہوتا ہے تو وہ اس کو بڑی مشقت اڑا دیتا ہے۔ حضرت تھلہ عالم مہاروی قدس سرہ نے اس مسئلہ کو یوں واضح فرمایا کہ جب ساکب اللہ تعالیٰ مشغول ہوتا ہے تو اس نے جسم کی کثافت آہستہ آہستہ دور ہوجاتی ہے اور وہ بیکجا جہاں جہاں ہے کہ ہوا میں اڑنے لگتا ہے۔

ف : پہلی تقریر عقلی ہے کہ جس سے غیر کو بھی علم حاصل کر لیا جاسکتا ہے وہ سہی تقریر نقلی ہے جسے وہ سمجھے گا جو اس زاہ کا واقف ہوگا۔

## ہمراز دوست یا ہمرازوست

حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ نے فرمایا

کہ میرا مذہب ہمرازوست ہے۔

ف : یہ لفظ سن کر بعض بے خبر لوگ الجھ جاتے ہیں اور نہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لفظ تو وہ ہیں لیکن ان کی حقیقت ایک ہے اس لئے کہ صاحب لطائف سیر یہ لکھتے ہیں کہ حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ باوجود مذہب ہمرازوست کے قائل ہونے کے بعض مریوں کو

۱۔ لطائف سیر یہ ص ۱۳۱ ۲۔ ایضاً ص ۱۳۱

تعلیم ان مثالوں سے دیتے تھے جو طریقہ ہمہ اوست میں ہیں۔

## تحقیق اویسی غفرلہ :

حقیقت یہ ہے کہ اکبر بادشاہ کے زمانے میں ہمہ اوست کو غلط رنگ دیا گیا اس لئے صرف لفظی اصطلاح سے اختلاف حقیقی اختلاف نہیں ہو سکے گا یہی وجہ ہے کہ سیدنا مجدد دلف ثانی رضی اللہ عنہ نے بھی اس اصطلاح سے اختلاف فرمایا ہے لیکن آپ کے مکتوبات کی تصریحات بتاتی ہیں کہ ہمہ اوست ہمہ وجود حق ہے۔

## بالفرق ما بینہما :

ہمہ ازوست اور ہمہ اوست میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ ہمہ ازوست میں متابعت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور امر بالمعروف کو ماتم سے نہیں جانے دیا جاتا اور ہواؤ ہوس کو ظاہر ہونے کا موقع میسر نہیں آتا اسی لئے لطائف سیرہ کے مصنف نے فرمایا کہ یہی طریقہ نبویہ اور خاص الخاص کا طین اولیاد کریم کا ہے۔

ہمہ اوست میں یہ ظاہر ان امور کے خلاف محسوس ہوتا ہے اگرچہ وہ خلاف نہیں ہوتا لیکن ظاہر بین لوگوں کو غلط فہمی سی ہو جاتی ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ہمہ اوست حق مذہب ہے اور اولیائے کا طین کا مذہب ہے اس کا منکر غاطی ہے ان تعبیر کا اختلاف حق ہے خواہ وہ ہمہ ازوست ہو یا ہمہ اوست وحدت الوجود ہو یا وحدت الشہود و غیرہ وغیرہ

## پاؤں میں پانی :

حضرت سیرانی بادشاہ حضرت گنج شکر قدس سرہ کے دربار کی طرف چاہ عزیز کی حمد اللہ سے آپ سے تھے راستہ میں ایک عورت پانی کا گھڑا بھر کر لے جا رہی تھی۔ آپ ایک طرف ہو گئے جب وہ چلی گئی تو فرمایا عورت کے پاؤں میں پانی ہے یعنی اگر کوئی ان کے چکر میں چھنس جاتا ہے تو پھر اس کا چھٹکارا مشکل ہے۔

ٹھنڈا پانی : دوسرے سالکین بہ وقت راہ سلوک طے کرنے میں گرم پانی پینے کا حکم



فرماتے ہیں لیکن سیرانی بادشاہ فرماتے ہیں کہ سالک کو ٹھنڈا پانی مناسب ہے اس لئے کہ ٹھنڈا پانی پینا سنت ہے اور سنت نبویہ پر عمل کرنا سالک کو اور زیادہ ضروری ہے۔

### دنیا اور نکتہ :

حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ نے فرمایا :-

اگر دنیا نباشد درد مندیم  
وگر باشد بہر شپٹے بندیم

### تزوئج پر خرید کو ترجیح :

حضرت سیرانی بادشاہ کے سامنے بعض مریدین

نے کنایتہ تجرید کو تزوئج پر ترجیح دی تو آپ نے فرمایا کہ بعض اولیاء کاملین ایسے ہو گزے ہیں جنہیں بدن کے پخلے حصے سے خبر تک نہ سمجھی کسی نے کہو یا آپ کو بھی یہی مرتبہ حاصل ہے آپ اس پر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ گستاخی اور روبرو۔

### یارانِ خدا سب اصحاب ہیں :

ہر بڑا کی جانب پہاڑ کے درہ ہیں بعض مزارات ہیں جنہیں لوگ صحابہ کرام کی مزارات سمجھتے ہیں کسی نے حضرت سیرانی بادشاہ سے ان کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: خدا کے دوست سب اصحاب ہیں۔  
ف: اس سے عوام کی عقیدت کو بھی ٹھیس نہ پہنچی اور مسئلہ بھی واضح فرمادیا کہ کچھ ضروری

۱: مشوح : دنیا کے نہ ہونے پر درد مندی یعنی شکرِ خداوندی بجائے  
کہ اچھا ہے یہ میرے پاس نہیں ورنہ ممکن ہے کہ میں اس کی وجہ سے مغرور  
و فریب خوردہ ہوتا اور اگر دنیا ہو تو اس کی محبت کی پابندی یوں ہے کہ وہ  
سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لٹا دے۔

نہیں کرانہیں صحابہ کے مزارات ماننے جائیں لیکن انہیں یا ابنِ خدا ماننا اس میں حرج بھی نہیں کہ  
یا ابنِ خدا کا لفظ عام ہے وہ صحابی ہو سکتا ہے۔

فقہ قولی نہیں:

حضرت سیرانی سائیں نے فرمایا کہ فقر کہنے کی بات نہیں یعنی یہ حال سے  
تعلق رکھتا ہے حال تو قال ہی ہے۔ حضرت مولانا مہدی قدس سرہ نے فرمایا علی  
قال را بگذر بندہ حال شو

علماء و الاجواب:

ایک امیر مرید نے دعوت کے لئے علماء کو نہ کہ سید بن کر حضور  
سیرانی بادشاہ قدس سرہ کو گھر پر تشریف لانے کے لئے بھیجا۔ علماء نے دعوت کا  
کیا آپ نے فرمایا کہ قبول دعوت سنت ہے اور امر کی صحبت کا ترک فرض۔ میں فرض کے  
خلاف سنت پر کس طرح عمل کروں۔ علماء نے ایجاب جو کہ عرض کی کہ آپ فی سبیل اللہ  
یہ دعوت مقرر قبول فرمائیں آپ نے فرمایا اب درمیان میں اللہ تعالیٰ کا نام دیکھئے اس  
لئے سچتا ہوں۔ صاحبِ دعوت نے پر تکلف کھانے اور بہترین اور عمدہ مکان اور فرش  
و فرش تیار کر رکھے تھے آپ پہلے تو حسبِ عادت متغیر ہوئے لیکن فرمایا اللہ تعالیٰ کے  
نام کا واسطہ ہے اس لئے اب واسطہ جانا مناسب نہیں۔ یہ فرمایا کہ صاحبِ دعوت کے  
ہاں بیٹھ گئے۔

نقل اہل بن سکتا ہے:

ایک شخص وجد میں مشغول تھا مولانا جمال جو صاحبِ پیر  
کو خیال گزارا کہ یہ مصنوعی وجد ہے حضرت سیرانی بادشاہ نے مولانا کو فرمایا کہ کبھی چوں کی برکت  
سے جھوٹے بھی پچے ہو جاتے ہیں آپ کے اس حادثہ و گرامی کی برکت سے اس شخص کا نقلی وجد  
اصلی ہو گیا۔ (ملائف سیریا)

## فقیر میخ کی طرح ہو:

حضرت سیرانی بادشاہ نے فرمایا کہ فقیر ایسے ہے جیسے پتھر  
میں میخ یعنی وہ اپنے عزائم پر نچوڑا اور مضبوط ہوتا ہے وہ مٹی میں میخ جیسا نہیں کہ ذرہ سی  
حرکت سے باہر آجائے۔

## لی مع اللہ:

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف لی مع اللہ وقت  
لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل پڑھ کر فرمایا وقت دائم ہے اس  
میں ایک لمحہ بھی انقطاع نہیں۔

## نار گلزار:

ایک دفعہ حضرت سیرانی بادشاہ کے سامنے سردیوں میں آگ جل رہی تھی  
کہ اتفاقاً ایک فقیر کو دھوا اور قص طاری ہوا اور وہ آگ میں جا پڑا، ہمیں یقین ہو گیا کہ اس  
کے کپڑے جل گئے ہوں گے اور ٹانگوں کو بھی آگ لگی ہوگی لیکن جس وقت اٹھا تھوڑی سی  
سیاہی اس کے دامن میں ظاہر ہوتی تھی اور بس پھر وہ سیاہی بھی چلی گئی جسور سیرانی  
بادشاہ نے فرمایا کہ جس وقت مومن کامل ہوتا ہے آگ اس پر اثر نہیں کرتی۔  
ف: یا نار کوئی بردا و سلاماً کے مصداق یہی لوگ ہوتے ہیں لیکن یہ درجہ کمال  
ایمان کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اس کے نظائر بے شمار ہیں۔

## ازلی ملاقات:

ایک شخص سیرانی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا یہ  
مجھے پہلے مل چکا ہے اس نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ مجھے پہلے نہ ملا ہوتا تو آج  
ملنے نہ آتا۔

ف: اس میں آپ کا اشارہ ازل کی ملاقات کا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

ادراغ جب پیدا کئے گئے تو ایک جگہ اکٹھے تھے وہاں جس کی ایک دوسرے سے جان پہچان  
اور طبیعت گھل مل گئی تو دنیا میں بھی ہوگی اگر وہاں جان پہچان نہ ہوئی اور ایک دوسرے  
سے جدا ہے تو آج دنیا میں بھی ایسے ہی ہو گا اس کی مزید تحقیق فقیر کی تفسیر فیروز منور میں  
میں ہے۔

## تصوف کا قانون :

حضرت سیرانی بادشاہ ایک طالب علم کو فقیری دینی چاہتی اس  
نے عذر کیا کہ بے علم تو ان خدا را شناخت ہے آپ نے فرمایا کہ فقیر کو اس راہ میں جتنا علم  
درکار ہے فرشتے اسے پڑھا دیں گے اس پر بھی وہ طالب علم محروم رہا۔ اب اس کا یہ  
حال تھا کہ مطول پڑھتا تھا لیکن اسے لگتا ن کا ترجمہ مفہوم سمجھ نہیں پاتا تھا اس پر وہ  
طالب علم کف افسوس منانا کہ مجھے شیخ زقت حضرت سیرانی بادشاہ نے بہت کچھ عطا  
کرنے کا فرمایا لیکن میری بند بختی کہ میں محروم رہا۔

سچ ہے

تہیدستان قسمت راجہ سودا زرمیر کمال  
کہ خضر از آب حیران تشنہ می آرد سکندرا

## معرفت کا معنی :

حافظ قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیرانی بادشاہ سے معرفت کا معنی  
پوچھا تو ان کا ایک پیر بجائی بیان کرنے لگا فرمایا میں خود مرشد کے منہ سے سنا چاہتا  
ہوں آپ نے مرزا تو سے باہر نکال کر حافظ صاحب کو دیکھا تو حافظ صاحب درجہ قدم  
کے ذاعلمہ پر درجا پڑے۔

۱۔ لطائف سیرۃ ۲۔ لطائف سیرۃ  
۱۔ ترجمہ : محروم قسمت لوگوں کا رہبر کمال سے کیا  
نفع کہ خضر مینہ سہم آب حیات سے سکندرا کو  
پیاسا لائیں گے۔

## فائدہ:

اس میں اشارہ تھا کہ یہ بے باتوں سے نہیں آنکھوں سے پلائی جاتی ہے۔ اس کے  
نظا ثربے شمار ہیں من جملہ ان کے حضرت خواجہ باقی باللہ کا واقعہ بھی ہے جس میں آپ نے  
ایک نگاہ سے نابنائی کو باقی باللہ یعنی اپنی شکل و صورت میں بنا دیا۔ ایسے ہی حضور غوث اعظم  
رضی اللہ عنہ کا چہرہ کو اقطاب بنا دیا۔

ان لوگوں کا افسوس ہے جو تاثر نگاہ کے منکر ہیں لیکن وہ نظربہ کے نہ صرف  
تاکل بلکہ اس کے نہ ماننے والوں کو برمانتے ہیں۔ اس سے یہی نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ وہ شرکے  
عاشق اور خیر کے دشمن ہیں۔



# سیرانی بادشاہ اکبر اولیاء کی نظر میں

سیرانی بادشاہ مراتب ولایت کے مرتبہ علیہ پر پہنچ چکے تھے اسی لئے آپ کی ہر ادا بلکہ خود سر پر اکرامت ہی کرامت بن گئے تھے آپ کے زمانہ میں کرامات کا ظہور بہ کثرت ہوا جیسے حضور غوث اعظم جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ کے دور میں کرامات کا ظہور بیشتر ہوا اس لئے کہ آپ غوث الاغواث اور قطب الاقطاب تھے تو ایسے ہی کہا جاسکتا ہے کہ حضور سیرانی بادشاہ قدس سرہ اپنے زمانہ کے فردا لافراد اور قطب وقت تھے۔ چنانچہ آپ کے حالات اس پر گواہ ہیں بالخصوص اکابر اولیاء اور معاصرین اصفیاء کی شہادت اس پر شاہد عدل ہیں چنانچہ چند اکابر مشائخ کی تصریحات حاضر ہیں۔ سب سے پہلے آپ کے پیر و مرشد کے فرمودات ملاحظہ ہوں۔

## حضرت خواجہ عبدالخالق اویسی حنفی قدس سرہ اعزیز کے فرمودات:

ایک دفعہ حضرت سیرانی بادشاہ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو پیر و مرشد نے فرمایا اب تم فرید (تقریب دالے) ہو گئے ہو سیر کو موقوف کر کے فقیر کے پاس رہو عرض کی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت ضروری ہے۔ پیر و مرشد نے مراقبہ کے بعد فرمایا اچھا فقیر کے پاس رہو کہ عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔

۱: لطائف سیر یہ ص ۱۱

فائدہ : یہی ہوا کہ اس ارشادِ گرامی کے بعد حضرت پیر مرشد حافظ عبدالحق رحمہ اللہ کا وہاں قریبی مدت میں ہوا اور سیرانی بلو شاہ بہ علی پیر مرشد کہیں دور نہیں جاتے تھے وہاں کھدوں پاک تین شریف ہیں تھے۔ اس سے جہاں حضرت سیرانی بادشاہ کا پیر و مرشد کی زبانی مرتبہ مقام معلوم ہوا اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اللہ والوں کو اپنی موت کا قیل لذت علم ہوتا ہے۔

## ایک چاول کو خرمن بنالیا :

ریاضت اور مجاہدہ کے استقلال اور مدارج روحانی کے حصول کے متعلق حضرت پیر مرشد خواجہ عبدالحق صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تو خواجہ محکم الدین کو فخر (عظیم روحانی) کا ایک چاول قلیل المقدار دیا تھا مگر آپ نے اپنی سنت سے اس ایک چاول سے ہزاروں من کا خرمن (ڈھیروں کے ڈھیر) بنایا۔

## مولانا فخر الدین دہلوی قدس سرہ :

جب حضرت قبلہ عالم نور محمد بہاروی قدس سرہ نے اپنے پیر مرشد حضرت مولانا فخر الدین دہلوی قدس سرہ سے وطن کے لئے واپسی کی اجازت چاہی تو آپ نے ایک دن مزید قیام کا حکم فرمایا۔ اسی دن مغرب کی نماز پڑھ کر فرمایا کہ فلاں محلہ میں ایک نحقی بزرگ کا مزار ہے جا کر زیارت و حصول سعادت سے مشرف ہو یہ وہ بزرگ ہیں کہ اس کا کسی کو علم نہیں۔ حضرت بہاروی قدس سرہ نے فرمایا کہ جب میں اس مزار پر حاضر ہوا تو اپنے سے پہلے ایک شخص کو موجود پایا۔ فریاد کے بعد اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تو آپ نے فرمایا وہ محکم الدین سیرانی ہوں گے

۱ : ضیائے نورانی

کیوں کہ اس مخفی اسرار پر ان کے سوا اور کوئی واقف نہیں۔

ایک بار قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیرانی کے متعلق مولانا فرید الدین گزنوی کو عرض کی کہ کنارہ دریا پر پھر ہے ہیں انہیں پار لگائیے تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت خواجہ عبدالملق کے ہوتے ہوئے انہیں کسی کی کیا ضرورت ہے۔

ف : اس سے سیرانی بادشاہ سے قبلہ عالم کی محبت، مولانا فرید جہاں کی نسبت اور آپ کے شیخ کے کمال کا بخوبی علم ہوا۔

## قبلہ عالم مہاروی قدس سرہ:

حضرت سیرانی بادشاہ صنور بابا فرید قدس سرہ

کے عرس مبارک کی فراغت کے بعد جانے لگے تو حضرت مہاروی قدس سرہ نے آپ کے قدموں پر ہاتھ رکھ کر اوداع کیا جب تک حضرت سیرانی بادشاہ اوجھل نہ ہوئے حضرت مہاروی قدس سرہ تعظیماً کھڑے رہے۔

## ولی راولی می شناسد:

خلیفہ محمد وارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عرس صنور

گنج شکر قدس سرہ کی حاضری پر میں اپنے پیرو مرشد صنور سیرانی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت مہاروی قدس سرہ کا دربار شاہانہ ہمارے سامنے تھا میں ان کی زیارت کو گیا لوگ آپ کی زیارت کے لئے پروانہ دار (مہاروی قدس سرہ پر) قربان ہو رہے تھے لیکن آپ بزاز اثر کو فرماتے جاؤ شہباز سیرانی بادشاہ کی زیارت کر دیں تو مکھی کی طرح دنیا داروں میں گھرا ہوا ہوں۔ جب میں زیارت سے واپس ہوا تو حضرت سیرانی بادشاہ نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا اے محمد وارث فقیر (خلق خدا کی برداشت نہیں رکھتا لیکن میاں نور محمد

۱: ضیائے نورانی ۲: اولیائے بہادل پر ص ۲۵۲ ۳: ذکر خیر ۱۲

(بہاروی) کا مقام بلند ہے کہ وہ مخلوق میں بھی شامل ہے اور خالق سے بھی متصل ہے۔

## ازالہ وہم:

حضرت بہاروی قدس سرہ کا اپنے آپ کو کبھی کی طرح دنیا داروں میں گمراہ ہوا کہنا بہ طور تواضع اور اپنے رفیقِ خاص حضرت سیرانی قدس سرہ کی قدر و منزلت بلند دکھانے کے لئے فرمایا اور نہ آپ کو تو دنیا سے ذرہ بھر بھی واسطہ نہ تھا۔

یاد رہے کہ حضرت قبلہ عالم سیرانی و بادشاہ کو بوقت ملاقات ہمیشہ قدموں پر ہاتھ رکھا کرتے اور حضرت سیرانی بادشاہ بھی ہمیشہ قبلہ عالم کے آداب و تعظیم بجالاتے۔

## سیرانی بادشاہ کی پرہیز:

حضرت خواجہ نور محمد صاحب قبلہ عالم بہاروی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ حضرت کو ابتداء سلوک سے انتہاء مدارج کبھی حالت انقباض واقع نہیں ہوئی ہمیشہ پیش از پیش بسط و نما ہوتے چلے گئے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے اپنے صاحب زادہ کو سیرانی سائیک

### ۱: لطائف سیر یہ ص ۶

۲: بسط تصوف کا اصطلاحی لفظ ہے سالک کی دل کی کشادگی اور سرور کو کہتے ہیں اس کی نقیض قبض ہے۔ سالک پر سیر الی اللہ کی حالت میں بعض روایات ایسے وارد ہوتے ہیں جن سے عشق و محبت کا غلبہ اور دل میں سرور و شوق پیدا ہوتا ہے عبادت میں لذت آتی ہے جس سے سالک کی ترقی باطن ہوتی ہے۔ یہی بسط ہے اور قبض اس کے برعکس ہے۔

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ سالک پر یہ دونوں حالتیں وارد ہونا لازمی ہیں۔

(اصطلاحات صوفیہ ص ۱۹)

مدن سرہ سے فیض یابی کے لئے بیجا جس تفصیلی ذکر اپنے مقام پر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

**خواجہ احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن :** مذکورہ بالا قول حضرت خواجہ احمد علی

قدس سرہ کوٹ مٹھن شریف دارا کی نقل ہے۔ مولانا علی سردان رحمۃ اللہ علیہ مصنف عارف  
سیرت کہتے ہیں کہ لایم المروت کوٹ مٹھن میں ترویج شرح تفسیر پڑھنا تھا اس وقت سید  
عزت نامہ مرحوم نے موصوف سے حضرت سیرانی بارشاہ قدس سرہ کے تعلق استفسار  
کیا کہ میاں صاحب سیرانی بارشاہ) کا کشور حضرت کے فتح کرنے میں کیا طریق تھا تو  
آپ نے ہی مقررہ حضرت قبلہ عالم بہاری کا ذکر فرمایا۔ مولانا علی سردان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ  
یہ سزا کر بچے بہت عطف آیا کیوں کہ

خوشتر آں باشد کہ سسر دلبران

گفتہ آید از حدیث دیگران

فائدہ : یاد ہے کہ ہمیشہ حالت بسط میں رہنا افراد کا مرتبہ ہے اور یہ سوائے  
اغواث، اقطاب، اوتاد کے اور کسی دل اللہ کو نصیب نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ  
حضرت سیرانی بارشاہ قدس سرہ کے اس مرتبہ عالی کو دیکھ کر آپ کے معاصرین اولیاء کا مٹھن  
آپ پر رشک کرتے تھے۔

**بی بی صفورا (سپہرل) :** میاں محمد نور رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق ایک وفد

مائی سپہرہ تشریف لے گئیں اور میں بھی ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ مائی صاحبہ مرید

۱: خواجہ احمد علی حضرت قاضی عاقل محمد رحمہ اللہ کے فرزند اور حضرت خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ کے

دادا بزرگ ہیں۔ ۲: فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ



کی جماعت کو وعظ فرما رہی تھیں۔ آپ نے وعظ میں پوچھا ہے فرزند ان! ایک شخص رات  
 دن مسکینوں کو طعام کھلائے اور ایک شخص ایک دل کو خدا کا واقف بنا دے۔ ان  
 دونوں میں کون اچھا؟ ایک شخص نے کہا آپ خود فرمائیں۔ مان صاحبہ نے فرمایا بہتر وہ  
 ہے جو ایک دل کو خدا سے ملائے اور وہ ہیں حکیم الدین سیرانی (رحمۃ اللہ)

فائدہ: بی بی سپوراں ایک نیک دل خاتون اور ولیہ کاملہ تھیں۔ نہ صرف خود ذکر الہی  
 میں مصروف رہتی تھیں بلکہ آپ سے وابستگان مروان و زنان سب کے سب حق ہر کے  
 استیغاثہ میں مست رہتے تھے۔ حضرت سیرانی باویشاہ قدس سرہ سے خندوسی عقیدت  
 رکھتی تھیں۔ ان کے کلمات و کلمات اولیائے ملتان پر تصانیف میں کثرت ملتی ہیں۔

خواجہ نور محمد نادر والہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت سیرانی قدس سرہ کے لئے فرمایا

کہ حضرت میاں صاحب عارفِ راشد ہیں ان کی نظر دل پر ہے۔ ظاہری بناوٹ اور دنیا  
 قطع پر نہیں پڑ

حضرت سلطان باہو کی نظر میں:

حضرت سید حسین شاہ حسنی الحسینی بیلانی ملتان

۱: حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ اشارتِ فریدی میں بیان فرماتے ہیں کہ آپ کا رصاصاً  
 اپنے پیرومرشد یعنی قبلہ عالم مہاروی قدس سرہ سے پہلے ہوا۔ حضرت  
 مہاروی قدس سرہ ان کے مزار (حاجی پور ضلع ڈیرا غازی خان) تشریف لے گئے  
 ان کے صاحب زادہ سے فرمایا ان کا روضہ بنواؤ کیوں کہ جتنے صاحبانِ روضہ  
 اولیاء ہیں ان سے بڑھ کر نہیں۔

۲: لطائفِ سیر یہ ص ۱۰

فرماتے ہیں کہ ایک مجتہد نے سلطان التارکین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے مشاہدہ کیا کہ تمام مشائخ اکٹھے ہیں۔ اس محفل میں حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی اور حضرت خواجہ سلطان باہو بھی موجود ہیں۔ جب حضرت سیرانی بادشاہ کھڑے ہوئے تو حضرت سلطان بھی کھڑے ہو گئے۔ بعد میں کسی نے حضرت سلطان باہو سے عرض کی کہ حضرت سیرانی بادشاہ کی اس قدر پیشوائی آپ سے ان کا مرتبہ بلند ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ جواب میں فرمایا کہ حضرت سلطان العاشقین یعنی سیرانی بادشاہ کو خدا اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتا ہے۔

ف : یہ مشاہدہ درویش دوسرے عالم سے متعلق ہے ورنہ حضرت سلطان باہو تو سیلانی صاحب سے پہلے ہو گئے ہیں۔

**خواجہ سیرانی قدس سرہ رجال اغیب کی نظر میں :** حضور قبلہ عالم مہاراجی

قدس سرہ حضرت قاضی عاقل محمد رحمۃ اللہ علیہ کی بستد عا پر کوٹ مٹھن تشریف لائے آپ کے فقراء، خلفاء و زائرین سے کوٹ مٹھن شہر کی مساجد پر ہو گئیں۔ میاں سلطان محمود فرماتے ہیں کہ میں اسی شہر میں زیر تعلیم تھا جس مسجد میں میرا قیام تھا وہاں دو عالم دین قیام پذیر ہوئے اپنے سامان کی حفاظت کے لئے مسجد کا دروازہ بند کر کے خود باہر بیٹھ کر اولیاء اللہ کا ذکر کرنے لگے ان میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے بزرگانِ چشت کا ہم پہلے کوئی نہیں۔ یہاں تک کہ سیرانی صاحب بھی۔ میں ان کی باتیں سن رہا تھا کہ اچانک ایک بزرگ خوش اطوار قادری ٹوپی اوڑھے ہوئے نمودار ہوئے اور ان مولویوں کو مخاطب ہو کر فرمایا: تم کیسی لغو باتیں کر رہے ہو یہ سن کر ان مولویوں کے ہوش کے طوطے اڑ گئے

۱ : لطائف سیر یہ ص ۹۔

شرم کے مارے گردن جھکائے بیٹھے تھے تو پھر وہی بزرگ گویا ہوئے اور فرمایا کہ تمہیں اویسے وقت میں تمیز کرنے کی لیاقت نہیں خبردار آئندہ ایسی بات نہ کہنا۔ حضرت سیرانی بادشاہ کی ولایت کا درجہ اور فردیت کا مرتبہ جناب باری تعالیٰ میں اس قدر بلند ہے کہ تمہارے خواجگان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے یہ کہہ کر وہ مرد غائب ہو گیا۔

### ازالہ وہم:

ہم اہل سنت عوام اور صوفیائے عظام اور محققین کرام کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم کسی بھی بزرگ کے متعلق اوپنچ پینچ بیان نہ کریں۔ اللہ ہی جانتے وہ کون ہیں کیا ہیں اگرچہ اپنے شیخ اور پیرو مشدک کے ساتھ عقیدت اور محبت وافر وافر ہو لیکن کسی بزرگ اور کامل کو گھٹانا نہیں چاہیے اور نہ ہی اس کی تنقیص و تحقیر مقصود ہے۔ کوئی ایسا کرے گا تو اس کا اپنا نقصان ہے۔ اس کی تحقیق آئے گی۔

### سیرانی کی نگاہ کا احترام:

علیفہ ذالجلی محمد صدیق مرحوم فرماتے ہیں کہ میں حاجی پور عرس پر حاضر ہوا تو غازی عصر کے لئے میں اپنا کبیل بچھانے لگا تو حضرت نارو والا بزرگ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا تھا کہ بروقت زیارت سیرانی بادشاہ تو یہی کبیل اورٹھے ہوئے تھے اس لئے جس پر حضرت سیرانی بادشاہ کی نظر پڑے ہم اس پر کیسے قدم رکھ سکتے ہیں؟

### حضرت نور شاہ مجذوب:

حضرت نور شاہ مجذوب المعروف چوپائی شاہ فرماتے تھے کہ ڈیرہ اسماعیل خان میں فقرو فقیری کا بویج حضرت سیرانی بادشاہ نے بیا ہے جو ان علاقوں میں فقرو فقیری کا مقلب ہے وہ حضرت سیرانی بادشاہ کا فیض یافتہ ہوگا۔

۱۔ لطائف سیریت، ۸۹، ۲۔ ایضاً ص ۸۶، ۳۔ ایضاً ص ۸۶

## حضرت حافظ عبدالقدوس نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ :

آپ کے سامنے

دوسرے ہم عمر اولیائے کرام کا ذکر ہوتا تو کہتے ہاں اچھے ہیں لیکن جب حضرت سیرانی بادشاہ کا ذکر خیر ہوتا تو مخصوص جوش میں آکر فرماتے کہ سیرانی بادشاہ عاشقِ باللہ ہیں۔

## پہلو سلطان نقشبندی :

حضرت پہلو سلطان نقشبندی علیہ الرحمۃ ایک

روز جذبہ کی حالت میں فرماتے تھے کہ بادشاہ آیا فلانی فلانی منزل پر اور فلانی منزل پر بھائی مجلس پریشان ہوئے کہ شاید کوئی بادشاہ ملک پر حملہ کرنے والا ہے۔ خادم نے عرض کیا کہ اس مصیبت کو جناب خدا تعالیٰ سے موقوف کر دیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ بادشاہ فلانی منزل پر آگیا ہے اور خادمان کو کہا کہ روٹی بادشاہ کے واسطے تیار کرو کہ وہ تان پہنچ چکے ہیں۔ پھر کہا کہ اوج پہنچ چکے ہیں اور پھر اٹھے اور کہا کہ وہ آئے اور ایک طرف کو روانہ ہوئے ناگہانی حضرت قیلہ خواجہ محکم الدین سیرانی تشریف فرما ہوئے۔ جہاں پہلو سلطان خدمت میں حاضر ہو کر خوش ہوئے اور کہا کہ یہ بادشاہ ہے جو آیا ہے اور اگلے بیٹھ کر میا صاحب کے مقامات اور امور بیان کرنے لگے۔

## انعام کا انتظار :

ایک دفعہ حضرت سیرانی بادشاہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ

اور حضرت پہلو سلطان سواری کے آگے آگے دوڑتے اور ناچتے چلے جا رہے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ کونجی بادشاہ کے آگے بجا رہی ہے دیکھئے کیا انعام ملتا ہے۔

عالم بطون میں سمرکار سیرانی بادشاہ کے مرتبہ عالی کا بیان :

حضرت مولانا

۱ : دلالت سیرۃ ۲ : ایضاً

یاد محمد فرماتے ہیں کہ میں مولانا عبد الحکیم کے ہاں بہاول پور میں زیر تعلیم تھا وہ حضرت مہاروی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے اور فقیر حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ سے نسبت تھی ان کی عادت تھی کہ وہ اپنے شیخ اور مشائخِ چشت کو بڑھا چڑھا کر بیان فرماتے اور حضرت سیرانی قدس سرہ کو کٹھانے کی کوشش کرتے۔ ایک دفعہ میں نے عرض کی کہ آپ کدہ ہی حال رہا تو پھر فقیر آپ کے ہاں تعلیم حاصل نہ کر سکے گا اسی لئے عرض ہے کہ آپ میرے سامنے مشائخ کو بڑھانے کٹھانے کی بات نہ کیا کریں لیکن وہ عادت سے مجبور تھے۔ ایک دن بعد مغرب پھر وہی بیان کہ پیرانِ چشت بالخصوص مہاروی قدس سرہ حضرت سیرانی بادشاہ سے افضل اور ان کا مرتبہ زیادہ بلند ہے۔ میں نے پھر وہی عرض دہرایا اسی اثنا میں ایک بزرگ شریف لائے اور حضرت سیرانی بادشاہ کی بہت تشریف فرمائی اور دلائل سے بتایا کہ سیرانی بادشاہ کا فقر کتاب اللہ و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ قتادہ سلف صالحین کے عین مرافق ہے۔ اس گفتگو سے میرے استاذ صاحب اگرچہ غاموش ہو گئے لیکن کبھی کسی قدر پریشانی، سوزش اور گرمی نے اثر کیا کہ کسی کے نصیب نہ ہو یہاں تک کہ رات کا کھانا اور نماز و عشاء بہ طریق مالوف ادا نہ ہوئی اور نیند بھی نہ آئی۔ ساری رات میں نے تکلیف اٹھائی اور نوافل تہجد بھی لگتی سنا داکیں اس کے بعد تھوڑی سی نیند آگئی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک فراخ میدان ہے اور اس میں فراش ریشمی ورتی بچھے ہوئے ہیں اور پتھر سنہری اور تھنڈے مرصع بلند قد بھی ہمراہ ہیں میں بہت متعجب ہوا اور دیکھا کہ قابیل پر ایک شخص بیٹھا میری طرف دیکھ رہا ہے میں پریشان ہو کر خوف ناک ہوا اور چھتروں کی طرف جب نگاہ کی میں نے دیکھا کہ حضرت سیرانی بادشاہ ایک چھتر شان دار اور ایک کٹھنہ مرصع کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ بہ نسبت دیگر چھتروں سے زیادہ مرصع تھا اور آپ رتھل کو بچڑے ہوئے منتظر کھڑے ہیں۔ میں دوڑ پادس میں جا پڑا کہ میں نے مصافحہ اور بغل گیری فرمائی کہ اس سے زیادہ اونچا کٹھنہ کس کے بعد نہ پایا کہ میاں یار محمد یہ چھتر علم دار اور بے علم کیسے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ لوم نہیں ہے



فرمایا کہ یہ مقامات خاص خوشوں اور قصبوں کے ہیں عام اولیاءوں کو یہاں مقام اور جگہ نہیں ہے  
لیکن یہ چھترہ ہوا عالم ہے مقامِ غوث ہے اور وہ جو بے غم ہے مقامِ قطب ہے اور وہ شخص  
جو قافلین کے سرے پر بیٹھا ہو ہے حضرت نوحؑ فرزندین و پہوی ہے خدا تعالیٰ نے اس  
مسئلہ کو تیری تسلی کی خاطر تجھ کو معلوم کرایا اس پر میں بارخ باغ ہو گیا اور جو غبار میرے دل  
پر تھا سب چلا گیا۔

کھیتی کی سی:

جملہ اہل پر مشائخ اولیائے کرام و علما نے اسلام کا مفہم مفصلہ ہے کہ  
ہم عوام کسی بھی ولی اللہ کے لئے اور پنج پنج کا تصور تک نہ لائیں ہاں اپنے شیخ اور پیر و مرشد  
کی برتری کا عقیدہ ہو تو وہ بھی اپنے تک محدود ہو ورنہ تباہی و بربادی کے سوا کچھ حاصل  
نہ ہوگا بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ کسی ولی کامل کے متعلق معمولی سوئین بھی ایمان کی بربادی کا سبب  
ہو سکتا ہے جیسا کہ حدیث شریف:

من عادى لى وليا فقد جوبى لى

آذنتہ بالحرب

جو بھی میرے کسی ولی کے ساتھ عدالت  
رکھتا ہے میرا اس کے لئے جنگ کا  
اعلان ہے۔

شائین حدیث کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ولی اللہ کے ساتھ بغض و عدوت سے  
خاتمہ برباد ہوتا ہے حضرت شیخ عطار رحمہ اللہ نے فرمایا ہے

جب درویشان کلیدِ جنت است

دشمن ایشان سزائے لعنت است

حکایت: سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے ایک مرید کو یوسف حسین رزی قدسی سے

۱: ضیاء نورانی

کی زیارت سے منع فرمایا کیوں کہ وہ ملامتیہ سے تھے اور مرید اس کی شرک کے خلاف  
حالت دیکھ کر ان سے سو وطن میں مبتلا ہو جاتا۔ لیکن وہ مرید چلا گیا وہاں حاضر ہوا تو آپ  
نے فرمایا انکار کے ساتھ واپس آئے ہو یا اعتقاد کے ساتھ عرض کرو اعتقاد کے ساتھ نہ  
شیخ نے فرمایا الحمد للہ۔

اس کے بعد حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے فرمایا کہ جب اولیاء کرام بدظنی  
کی وجہ سے ایمان کو نقصان پہنچتا ہے تو جو شخص ان کو برا کہتا اور گالی دیتا ہے اس کا کیا حال ہوگا۔

### بلندی مرتب اولیاء :

اگرچہ بعض اولیائے کرام دوسرے حضرات سے افضل ہوں مگر

امر ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام میں بھی یہ بات ہے اور وہ قرآن میں صراحتاً موجود ہے بلکہ حضرت  
خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ نے ملفوظات شریف میں تحقیق فرمائی ہے کہ کبھی مرید بھی مرتبہ  
میں اپنے پیر و مرشد سے بڑھ جاتا ہے اس کی متعدد مثالیں دی ہیں۔ من جملہ ان کے وہ یہ ہیں۔

۱۔ حضرت خواجہ اجیری غریب نواز مرید حضرت خواجہ نارذنی پیر سے

۲۔ حضرت جنید بغدادی (مرید) حضرت سدری سقطلی پیر سے

### اپنے پیر سے بڑھ کر کوئی نہیں :

ذکورہ بالا واقعہ خواجہ سید کے شاگردوں کی

لئے دکھایا گیا ہے کہ سیرانی بادشاہ قدس سرہ کے متعلق مولوی عبدالحسین لکھی کر رہے تھے اس

پیران کے مرید مولانا محمد کو صدہ تھا اسی لئے اس کا نامید و تقویت کے دو پر جواب میں لکھا

کہ اس عقیدہ میں ڈٹ جاؤ کہ اپنے پیر و مرشد سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ ملفوظات شریف میں لکھتے ہیں کہ

۱۔ ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید

۲۔ ایضاً جلد دوم

سید قاسم مرحوم فرماتے ہیں کہ میں ایک دن مولانا زین الدین کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ ایسا اور بزرگ کا مرید مجلس میں بیٹھا تھا اس نے پوچھا کہ تم اپنے پیروں سے زیادہ محبت کرتے ہو یا انما؟  
اعظم رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا اپنے پیروں سے تو مولانا اس پر ناراض ہوئے جو بعد میں اس سے معافی چاہی۔

### حکایت :

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے فرمایا کہ شہاب الدین سہروردی کی خانقاہ میں ایک شخص حاضر ہوا۔ جو کہ تھا۔ اس نے اپنے شیخ قطب الدین حیدر کی طرف منہ کر کے کہا "شیئا للہ" شیخ سہروردی نے کشف سے معلوم کر لیا کہ یہ جو کا ہے۔ طعام پیجا اس نے طعام کھا کر کہا "ستکرا للہ یا قطب الدین حیدر" خلقاء اس پر غصہ ہوئے حضرت سہروردی کو حال سنایا آپ نے فرمایا اس سے تمہیں سبق لیکھنا چاہیے کہ جو کچھ اسے ملتا ہے اسے اپنے شیخ کا فیض سمجھتا ہے۔

### فرق مراتب :

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ کے سامنے چند بزرگوں کے مراتب بیان ہونے لگے تو آپ نے فرمایا یہ سب نیک تھے اس میں اشارہ فرمایا کہ عوام کو بزرگوں کے مراتب بیان کرنے کے بجائے ان کے ادب و تعظیم کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ ایک مقام پر اس بحث کو بسط کے ساتھ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ حضرت تباہ عجب الہی کی مجلس میں ایک شخص نے کہا کہ ہم سلسلہ چشتیہ میں جو بلند مرتبہ مشائخ ہیں ان کی مثال دوسرے سلسلے میں نہیں آپ نے فرمایا کہ یہ بات مت کہو اس لئے کہ ہر سلسلہ میں باکمال مشائخ ہیں اور ہر شخص اپنے مشائخ کو باکمال سمجھتا ہے پھر فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے پیروں کو دوسرے بزرگوں سے بہتر سمجھے تو یہ گناہ نہیں ہے۔

۱۰ : مدونہات جلد پنجم۔

ف: محبوب الہی حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ کے والد گرامی کو بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں وہی مراد ہیں۔

## عربی بزرگ:

ذکر خیر میں ہے کہ عرب کے دو بزرگ شیخ ابوسعود صامدی خطیب مدینہ طیبہ شیخ احمد و شیخ حسن خادم و مؤذن مدینہ طیبہ سے آئے تھے وہ بھی زیارت مزار کے لئے خانقاہ پر تشریف لے گئے تھے اور روحانی کیفیات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ واپسی پر انہوں نے اعتقاد اٹھا ہر فرمایا کہ ہم مدینہ طیبہ میں بھی حضرت کا عرس منعقد کریں گے۔

## نقشبندی بزرگ نے فرمایا:

خواجہ خدابخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نقشبندی بزرگ میرے دوست تھے وہ اپنے سلسلہ نقشبندیہ کے متعلق فرمایا کرتے نقشبندی سلسلہ کا مبتدی دوسرے سلسلے کے منتہی کے برابر ہوتا ہے (یہ ان کا اپنا خیال تھا جیسے ہر سلسلہ کے سالک کا خیال ہوتا ہے) لیکن نقشبندی سلسلہ کا منتہی سیرانی باوشاہ کے مبتدی کے برابر نظر آتا ہے۔ اللہ جانے اس میں کیا راز ہے کہ آخری زمانہ میں حضرت سیرانی کو یہ درجہ کیسے حاصل ہوا؟

فائدہ: یہ تعجب کی بات نہیں اس لئے کہ فقیر ابتدا میں ثابت کر چکا ہے کہ حضرت سیرانی بارشاً قدس سرہ حضور غوثِ اعظم اور سیدنا ادریس قرنی رضی اللہ عنہما کے منظر ہیں اور فقیر نے ایک جگہ لکھا کہ ظاہری عالم کے غوث سیدنا محبوب سبحانی ہیں تو باطنی عالم کے غوث سیدنا ادریس قرنی ہیں رضی اللہ عنہما۔ اسی لئے سیدنا سیرانی قدس سرہ کماہت و کرامات میں اپنے معاصرین سے فائق تھے۔

۱: مصباح نورانی منہ

## حضرت کا سلسلہ عنایتی

حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ سلسلہ اولیہ کے علاوہ سلسلہ عنایتی میں بھی کامل و مکمل تھے۔ تمام عام غلام و معتبرین اس طریقہ کے آپ کو شیخ کبیر مانتے ہیں اور انہوں نے عزت اللہ عنایتی قلاتی (بلوچستان) نے فرمایا کہ میرے پیر حضرت میاں غلام محمد و نجار جن کو بھاگ میں شاہی آدمیوں نے شہید کیا تھا اپنے پیر میاں غلام رسول و نجار عنایتی قندھاری کی زبان سے نقل فرماتے ہیں کہ منزل مقصود پر پہنچنا (عنایتی نسبت سے) دو طریق پر ہے :

۱۔ آزاد ہونا (یعنی گھنٹوں میں یا ایام قلیلہ میں مقصود پر پہنچنا۔)

۲۔ ۱۰ عام (بہت چالیس روز)

طریق اول کسی شخص کو نہیں پہنچا سوائے شاہ صاحب کے یا ان کی اولاد کے لیکن حضرت صاحب السیر قدس سرہ اس طریق مختصہ میں کامل اور مکمل ہیں۔ ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ نورانیت و ولایت اولیہ بکمال شمس سیر یہ سے پر تو آئینہ استعدا و عنایتی پر پارتی تھی اور نورانیت و ولایت عنایتیہ ہمارے پر تو آئینہ استعدا و سیر یہ پر روشن تھی عین عین سے ملا اور فرق درمیان سے اٹھا۔ یہ فقیر (انورند عزت اللہ) اپنے پیر کے فرمان سے متنبہ ہو کر حضرت میاں قادر بخش و نجارہ (جو مریدان جناب سیر یہ سے ہیں) کی خدمت میں پہنچا اور اس طریق مختص سے مستفیہ ہوا اور حضرت میاں قادر بخش نے بھی بہت دنوں اس راہ کو فرمایا کہ حضرت قبیلہ سلطان التارکین امام طریقہ اولیہ قادریہ اور امام طریقہ عنایتیہ ملا متیبہ ہیں اس سلسلہ کے داخل ہونے والے سب اس کے معترف ہیں۔

۳۔ ایک شہر کا نام جو بلوچستان میں ہے۔ ۱۰۔ اولیہ عنقرض



## مزاج اور لطیف

جانزہنسی مذاق بھی سنت نبوی علی صاحبہا التحیۃ والثناء ہے حضور سیرانی بادشاہ اس

سنت پر گلہ ہے گا ہے عمل فرماتے تھے۔ پند واقعات حاضر ہیں۔

خاک بیری: ایک دفعہ حضور سیرانی بادشاہ روہڑی کی بازار سے گزر رہے تھے دیکھا کہ ہولی

کھیلنے والے ہندو ایک دوسرے پر مٹی اور خس و خاشاک پھینک رہے تھے آپ نے ان کی

حالت کو دیکھ کر فرمایا۔

محمد عربیؐ ست کہ آبروئے ہر دو سراسر

کسے کہ خاک در شش نیست خاک بر سر او

زمین کی حجامت: گھوڑے کے لئے گھاس کاٹنے خود شریف لے جاتے تھے ایک

خادم نے دریافت کیا تو ارشاد فرمایا زمین کی حجامت کرنے جارہا ہوں۔

منیٰ جل گئی:

حضرت سیرانی بادشاہ کو ایک دفعہ ملتان کی ایک خدا سیدہ بزرگ

خاتون حضرت مائی سپوراں نے اپنی لڑکی کی نسبت کے لئے منیٰ لیا اس پر حضرت نے فرمایا

مائی سپوراں بھیر کی منیٰ جل گئی ہے۔ یہ ذومنی لفظ تھا منیٰ یعنی انانیت و تشہیر منیٰ یعنی مادہ

تولید و تناسل اس نصح فقرے کے ہوا سب سے مقدم نکاح کی مہرت فرمائی۔

لنگریا کشتی:

حضرت سیرانی بادشاہ ایک طالب علم کی معیت میں ایک دفعہ خوان

نعت یعنی خواجہ عبدالخالق کے مگر شریف میں کھانا کھانے کا اتفاق ہوا۔ طالب علم نے

ترجمہ: محمد عربیؐ جو دونوں کی آبرو میں جس کا سر آپ کے در نہیں جھکتا خدا رے اس کے سر پر خاک ہو۔

فراغت کے بعد کہا کہ حضرت صاحب کلنگر تیاہت تک جاری ہے آپ نے فرمایا ادا حق  
انگرتا سی بڑی چیز ہے کہ چلتے ہوئے پہن کو بھی منزلی و مقصود سے باز رکھ کر دیکھ دیتا ہے  
تو یہ کیا کہتا ہے فقیروں کو شکر اور دنیا کے مند سے کیا نطق،

### احسن توکل:

مولوی دین محمد داخلی مرحوم فرماتے ہیں کہ آپ ایک دفعہ بہاول پور کے بازار  
میں سوار ہو کر جا رہے تھے کہ توکل گھوڑا سنبھلایا۔ آپ نے فرمایا اے احسن میرے دل میں خیال گزرا  
کہ یہ تو ذکر حق کرتا ہے۔ میری طرف دیکھ کر فرمایا یاں دین محمد یہ مادیوں کو یاد کرنا تھا نہ کہ حق کو۔

### ہم تمہارے باپ:

میاں محمد مقبول کھوکھر مرحوم فرماتے ہیں ہم حضرت سیرانی سائیں  
قدس سرہ کے ساتھ ایک جگہ دوپہر کے وقت درختوں کے نیچے قیلو لہ کر رہے تھے چند لڑکے  
جھاگتے ہوئے آئے اور ہم سے سوال کیا تم کون ہو؟ ہم خاموش ہے۔ جب اسرار کیا تو حضرت  
سیرانی سائیں رحمۃ اللہ نے فرمایا ہم تمہارے باپ ہیں یہ سن کر لڑکے چلے گئے اور واپس نہ آئے۔  
خاندانہ: باپ سر پرست اور تربیت کنندہ کو بھی کہا جاتا ہے آپ نے یہی معنی امر اولیا۔  
نیز بچوں کے لئے بڑے بمنزلہ باپ کے ہوتے ہیں اس لئے اس میں جھوٹ کا کوئی پہلو  
نہیں نکلتا۔

### درخت سے مزاج:

ایک دفعہ حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ ایک درخت کے  
نیچے دھنڈور رہے تھے۔ ایک شخص پاس تھا اس کو فرمایا کہ یہ درخت چل دیتا ہے یا نہیں؟  
اس نے عرض کیا اس نے کبھی بھی چل نہیں دیا فرمایا اب کے سال شرم کے مانے ضرور چلے  
گا۔ چنانچہ وہ اسی سال بلوڑ رہا۔

## چاہنے والوں کے پاس جاؤ:

خلیفہ محمد وارث مرحوم فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سیرانی بادشاہ پاک پٹن میں عید کے دن میر کی خاطر بڑے ٹیلے پر بیٹھے تھے۔ شہر کی عورتیں وہاں آپ کا سُن کر زیارت کے لئے آگئیں۔ میں نے اس خوف سے کہ عورتیں آپ کو نہ چھوئیں آپ کے گرد چادر تان دی لیکن اس طرح بھی پوری احتیاط نہ ہوئی۔ آپ نے بلند آواز سے فرمایا کہ بھائیوں تم اُن کے پاس جاؤ جن کو تم بھاؤ۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ عورتیں جانوروں کی طرح اُڑ اُڑ کر دور جا پڑیں۔

## میر اسی نہیں ہوں:

حضور سیرانی بادشاہ سے کسی نے عرض کیا مجھے سلسلہ لکھا دیجیے آپ نے فرمایا سلسلے مرا سیوں کے پاس ہوتے ہیں مجھے سلسلوں سے کیا کام۔  
فائدہ: ممکن ہے اس نے شجرہ نسب ہی مارگا ہو۔ ورنہ شجرہ سلسلہ مشائخ تو سیرانی بادشاہ نے خود تیار کرایا تھا جسے حضرت مخدوم (دیوان) محمد غوث اور مولوی جمال محمد مولوی جمال الدین نے تیار کیا اور اس کی نقلیں مریدین میں تقسیم ہوئیں۔

## تحقیق اہل حق:

یوں کہ حضرت سیرانی بادشاہ سلوک و جذب ہر دونوں کے جامع تھے۔ اہل سلوک کو سلسلہ لکھنا پڑتا ہے اہل جذبہ کو کوئی ضرورت نہیں ہوتی اسی لئے جب آپ پر سلوک کا غلبہ ہوتا تو سلسلہ کی اجازت مرحمت فرماتے اور جب جذبہ دستی غالب ہوتی تو پھر انکار فرماتے۔

## لطیفہ:

سیرانی بادشاہ کے دربار کا ایک پر صاحب ہمارے گاؤں تشریف لایا تو فقیر چپوں کہ سیرانی بادشاہ کے سلسلہ سے منسلک ہے اسی لئے اُن سے فقیر سلسلہ کا طالب ہوا کیوں کہ

اس وقت فقیر تعلیم سے فراغت پا کر گھر میں تعلیم و تدریس میں مصروف تھا تو پیر صاحب نے اپنے ساتھ لائے ہوئے میرا سی کو بلایا اور فرمایا کہ مولوی صاحب کو ہمارا نسب نامہ بتانے میں نے عرض کی مجھے کسلسلہ سلوک چاہیے یہ سن کر پیر صاحب سخت کشرم سا رہے۔ اس لطیفہ سے میرا مطلب یہ ہے کہ ہماری بزرگوں کے درباروں سے منسوب ہونے والوں کو چاہیے کہ وہ صرف مریدوں کو لڑنے کے تصور میں نہ رہیں بلکہ ان کی روحانی تربیت کا حق ادا کریں۔

## بد مذہب سے نفرت

بد مذہب سے نفرت اسلام کی روح ہے۔ متعدد قرآنی آیات اس پر شاہد ہیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بد مذہب سے نہ صرف نفرت کا اظہار فرمایا بلکہ ان سے عداوت و شہود کی طرح جنگ لڑنے کا اعلان فرمایا اور ان سے نشست و برخاست، شادی بیاہ، خورد و نوش اور عینک سلیک بلکہ انقطاع کلی کی بار بار تاکید فرمائی۔ حضرات صحابہ کرام نے عملی طور پر ان ارشادات کو اپنایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کرامی کو (جب وہ عانت کفر میں تھے) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معمولی سی بے ادبی کرنے پر ٹھانچہ مار دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے درجنوں نہیں سینکڑوں تباہ کی گردن اڑادی۔ ایک گستاخ کو کھانا دے کر چھین لیا جب دیکھا کہ بد مذہب ہے۔ ام المومنین بی بی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے بستر پر باپ (ابوسفیان) کو نہ بیٹھنے دیا۔ اور کہا پلید پاک بستر پر بیٹھنے کے لائق نہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک عالم دین بد مذہب کا سلام اس کے منہ پر مارا وغیرہ وغیرہ۔

۱۰ روح المعانی

۱۱ تفصیل فقیر کی کتاب "با ادب بانصیب" اور دوسری کتاب "بے ادب بے نصیب" میں ہے۔

ہی شیوہ جملہ اولیاء کرام اور علماء عظام کا رہا کہ کسی بھی بد مذہب سے ان کے ہاں عزت نہ تھی حضرت مرین عبدالعزیز نے ایک گستاخ کا اعلان کر دیا کہ میری خلافت کے کسی بھی شیعہ میں اسے ملازم نہ رکھا جائے۔ ہم نے صحابہ کرام سے لے کر اپنے زمانہ کے اولیاء عظام اور علماء حضرات تک کسی کو بھی نہیں سنا کہ کسی نے بھی کسی گستاخ کی رو رعایت کی ہو من جملہ ان کے حضرت سیرانی بادشاہ رحمہ اللہ بھی ہیں۔

## شیعوہ کی گردن اڑا دیتا:

سیرانی سائیں قدس سرہ کے متعلق لطائف یہ:

میں ہے کہ ایک شخص گل شاہ گل امام کے نام مشہور ہو کر اوچ شریف میں حضرت محمد صاحب سجادہ نشین حضرت سید جلال بخاری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آیا اور اس نے صحابہ کرام کے متعلق کچھ نازیبا کلمات کہے علماء نے اس کو برا مانا اور اس کو حکومت کی طرف سے دھمکا کر اوچ شریف سے نکلوا دیا۔ اس واقعہ کے بعد قریب ہی عرصہ میں سیرانی بادشاہ بھی اوچ شریف لگے اور گل امام کے حالات معلوم فرما کر جو جس اسلامی میں فرمانے لگے کہ اگر میں اس وقت ہوتا تو ایسے سستی رافضی کی گردن اڑا دیتا۔

## انتباہ:

آج کل یہ عام بیماری ہے کہ ہر مذہب سے تعلق جوڑا جاتا ہے جسے خلق نبوی اور سیرت اولیاء سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے اسلام میں توغیروں سے خوش خلقی فرمائی لیکن جب "فاقتلوہم و حیث وجدتموہم" اور "الیوم اکملت لکم دینکم" جیسی آیات کا نزول ہوا تو آپ نے کبھی غیروں سے رواداری نہیں فرمائی۔ یہی ہمارے اکابر اولیاء و مشائخ کا طریقہ تھا۔

شیعوہ سے ناراضگی کا موجب: حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ کو شیعوہ سے

ناراضگی صرف اس لئے ہوئی کہ اس نے صحابہ کرام کو گالی دی اور بڑا جلا کہا یہ صرف اسی کا فعل تھا بلکہ اس مذہب شیعوہ کے اصول میں شامل ہے۔  
۱۔ الاوی تلفتار و دیوٹی



**فیض عام :-** حضرت سیرانی صاحب کے روحانی کمالات کے فیضانِ عام کی داستان ایسی حیرت افزا ہے اس کے سپرد قلم کرنے کے لئے بھی ایک بہت بڑی ضخیم کتاب مطلوب ہوگی۔ سلسلہ اویسیہ کی ریاضتیں اور پابندیاں اگرچہ دوسرے شیوخ سلاسل کی ریاضتوں کی طرح مشکل اور دشوار نہیں ہیں۔ مگر چونکہ خود خواجہ صاحب نے ان نعمتوں کو نہایت ہی شدید ریاضت اور سخت محنت کے بعد حاصل کیا تھا۔ اور وہ جانتے تھے کہ اس قدر محنت ہر شخص کے بساط سے بالاتر ہے۔ اسی لئے وہ اس دولت جاوید کو اپنے روحانی اثر کے ساتھ دنیا میں پھیلانا ضروری سمجھتے تھے۔ اس لئے جس قدر لوگوں کو وہ اپنے نظرِ کیمیا اثر سے فائدہ پہنچاتے تھے۔ اسی قدر ان کے لئے خوش ہوتے تھے۔

تقریباً دو سو سال کا عرصہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے انتقال کو ہو گیا۔ مگر ان کے فیضانِ عام کی داستانیں اس طرح زبان زد عوام ہیں۔ یہ گمان ہوتا ہے کہ کل کی باتیں خانقاہ کی عظمت اور جلال کا نور اس وقت بھی اکھڑوں سینوں میں چمک رہا ہے مریدوں کا سلسلہ تو شمار سے باہر ہے اس وقت بھی جو کیفیت دربار پر بالخصوص عرس مبارک کے دنوں لوگوں کی دار فکلی کی نظر سے گذرتی ہے۔ اس کو دیکھ کر تمام خیالات جو سُننے جاتے ہیں ان کے لئے نہایت ہی وسعت کے ساتھ خلوص اور عقیدت کا بیجان پیدا ہو جاتا ہے۔

فقیر حضور سیرانی سائیں کے فیوض و برکات کی داستان چھیڑے تو ایک مستقل کتاب لکھنی پڑے یہاں ان حضرات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو صرف نگاہ حق آگاہ اور توجہ باطنی سے مستفید ہوتے ہیں ان کا شمار بھی ہزاروں تک ہے۔ کیوں کہ روحانی کمالات کی وجہ سے حضرت سیرانی سائیں مخفی طاقتوں کے خزانے اس طرح شب روز لٹاتے جاتے تھے کہ اہل و نااہل دوست و دشمن جو نظرِ کیمیا اثر کا نشانہ بنا۔ وہ آسمان پر علم عرفان کا ستارہ بن کر چمکا۔

**سیلابِ رواں :-** کسی بزرگ نے تو فیضانِ سیرانی کو دریا کے سیلاب سے

تعبیر کیا ہے۔ یعنی جس طرح سیلاب دریا کناروں سے اُچھل کر تمام نشیب و فراز کو زیر آب کر دیتا ہے۔ اسی طرح سیرانی صاحب کا فیض باطنی بھی بلا کسی امتیاز کے ہر شخص کو پہنچنے کے لئے بے تاب ہوتا تھا۔ ایک دوسرے بزرگ نے ان کے عام فیضان کی حالت دیکھ کر بارانِ رحمت سے تعبیر کیا ہے۔ اور یہ بھی اس خیال کو مد نظر رکھ کر رائے قائم کی گئی ہے خوش اعتقاد مُریدوں اور متلاشیانِ معرفت کے لئے تو اس قسم کے فیضان کا عام ہونا ایک قسم کی فیاضی سمجھا جاتا ہے۔

**فیض سیرانی؛** حضرت سیرانی بادشہ کا فیض عام تو ناشناس گنواروں اور نااہل بے عقلوں پر بھی حاوی ہوتا تھا۔ دنیا طلب کو دنیا کے لئے سہولت پیدا کرنے کا راستہ تلقین پیدا فرمادیتے تھے اور بوالہوس کو نگاہِ کیمیا اثر میں ایسی منزل پر پہنچا دیتے تھے کہ دین و دنیا اس کی کسٹور جاتی تھی۔ بسا اوقات صبح ایک گنوار کو اپنی جاہلانہ حالت میں اپنے مویشیوں مزارعوں اور بچوں کو غلیظ گالیاں دیتے ہوئے بسر ہوتی اور شام کو حضرت سیرانی بادشہ رحمتہ اللہ علیہ کی نظر کیمیا اثر کے باعث اس کی چھوٹی پٹری میں سے اللہ اللہ کی آواز سے نور کا عالم پیدا ہو جاتا تھا۔

**توکل گھوٹے کے مرید کا حال؛** حضرت سیرانی بادشہ قدس سرہ کی سواری کے گھوڑے توکل کے لیے میاں یوسف مستان جو اس

کے لئے گھاس پر مقرر تھا۔ جذبہ و انس میں اس سے پیٹ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ اس کی گردن کی مائل کر دیئے۔ توکل نے بے ہوشی میں اپنی گردن کو اس طرح بلند کیا کہ میاں یوسف زمین پر آ رہا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے سینے میں اسم ذات کا دیر چہ کھل گیا اسی دن سے میاں یوسف مستان کو توکل (گھوٹے) کا مُرید اور فیض یافتہ کہنے لگے۔

۱۵ لطف سیر یہ ص ۱۵۱

فانکاہ، سربہاں مرید سے تعلق والا مراد ہے چوں کہ میاں یوسف کو توکل گھوڑے کی خدمت گذاری کے ذریعہ سے فیض ملا۔ اسی لئے معمولی نسبت سے توکل کا مرید کہلاتا اس کی حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ کی فیض رسائی کا اندازہ لگائیے کہ آپ کی سواری بھی آپ کے طفیل فیض رساں بن گئی۔

**خوشا ہے:** حضرت سیرانی بادشاہ جس راستے سے گذر جاتے، اس راستہ میں بے شمار اہل حاجت کے مقصود پورے ہو جاتے مرادیں برآتیں اس لئے لوگ مدتوں تک ان کی اشرفی آوری کے انتظار میں منتظر رہا کرتے تھے۔ اس فیضان عام سے صرف انسان ہی متمتع نہیں بلکہ جانور پرندے اور درختوں تک پر یہ فیض عام آب یاری کرتا تھا۔

**حکایت:** منقول ہے کہ کبھی میں حضرت سیرانی سائیں ایک باغیچہ میں فرودکش تھے جب باغیاں باغیں گیا تو اس کے باغ کے ہر ہر پتے سے اسم ذات کا ذکر سنائی دیا۔ حیرت زدہ ہو کر اس نے دیکھا کہ حضرت ایک درخت کے نیچے مراقبہ میں ذکر اسم ذات میں مصروف ہیں۔

**کو اذاکر بن گیا:** ایک مرتبہ کوئے کی کائیں کائیں سنکر ارشاد فرمایا کہ اللہ اللہ کہو چناں چہ کو اذاکر اس وقت اللہ اللہ کا ذکر کرنے لگ گیا۔

**چڑیوں کا ذکر:** مٹان کی مسجد افغانان میں حضرت سیرانی بادشاہ تشریف فرما تھے وہاں چڑیاں وہاں جمع جمع چوں چوں کر ہی تھیں۔ چڑیوں کی چل چل سنکر فرمایا کہ اللہ اللہ کہو۔ چناں چہ اسی وقت چڑیاں "اللہ اللہ" کرنے لگیں۔

**ذکر میں موت:** عظیم دستدہا کے موضع جبل میں ایک شخص ذکر الہی کرتا تھا لیکن اس کے اثرات کاشاکی تھا حضرت سیرانی بادشاہ کو عرض کی آپ نے اس کے سینہ پر نظر ڈال کر فرمایا کہ اب ذکر بالجہ کرو۔ اس کا دل ذکر میں مصروف ہو گیا

اور ذکر کا ایسا اثر ہوا کہ اس کا قلب سینہ سے باہر جا پڑا۔ اور ذکر میں مصروف رہا۔ یعنی اس کا سینہ چاک ہو گیا۔ آپ کے ایماء پر لوگوں نے اس کے قلب کو اٹھا کر سینہ میں رکھ کر مضبوط باندھ دیا۔ اچانک کپڑا پھٹ گیا دل دوبارہ باہر جا پڑا۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا ظرف کم تھا۔ ذکر کا ایک دم اثر ہو گیا ہے۔ اس میں برداشت کی طاقت نہ تھی۔ اسی لئے ذکر کی حالت میں اس کا خاتمہ ہو گیا۔ ایسے ہی ظہور میں آیا کہ وہ فوت ہو گیا۔

حافظ صاحب موصوف ماڈرن شہر لوگل کے رہنے والے تھے خود

**حافظ جمال پریض :-** فرماتے ہیں کہ میں کہیں جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک سوار چہرہ پُرانوار کی زیارت ہوئی۔ معلوم ہوا کہ یہی سیرانی بادشاہ ہیں۔ میں نے فرسخی رزق کا وظیفہ لپیٹا فرمایا حافظ قرآن ہو تمہیں وظیفہ کی کیا ضرورت۔ میں نے عجز و نیاز ظاہر کی تو ایک آسان وظیفہ بتایا۔ اس کے بعد ان کی یہ کیفیت تھی کہ ان پر ہر وقت کشف غالب رہتا۔ یہاں تک کہ ان کے ہمسایگان کا بیان ہے کہ ہمارے ہر حال کو جانتے ہی بتا دیتے۔

ایک شخص ڈیرہ غازی خاں سے اجمیر جاتے ہوئے ملا تو اس کو ڈیرہ کے ایک ایک ذرہ کا حال بتایا۔ ایسے ذکر اللہ والوں کو بکثرت نصیب ہوتے ہیں۔ چنانچہ اجمیر کی کئی کئی خیرین پڑھتے ہوئے آگ میں چلے گئے تھے۔ تو ان پر کوئی اثر نہ ہوا تھا۔

حضرت سید جلال الدین بخاری اوچی رحمۃ اللہ علیہ بھی جب ذکر الہی فرماتے تھے تو ان کا لکڑی کا پیالہ بھی ساتھ ذکر شروع کرتا تھا۔

**مرید کا حال :-** سیرانی بادشاہ کے بعض مریدوں کا یہ حال ہو گیا تھا کہ حالت وجدان کی وجہ سے کئی روز تک نماز نہیں پڑھ سکتے تھے اور ظالم

مستی میں رہتے تھے۔ لیکن یہ واردات وہی جانتا ہے جس کو ان سے آگاہی سے الفاظ میں ان کا بیان نہیں ہو سکتا۔

حدیث عشق در دست ننگبند

حضرت سیرانی بادشاہ سے ایک شخص نے اپنے بھائی کے لئے دعا کرائی  
دل بدل دیا۔ اس شخص کی حالت فوراً تبدیل ہو گئی۔ اس کی پہلے ایسی حالت تھی  
 کہ ذکر الہی کی طرف اُسے رجوع ہی نہ ہوتا تھا یہ حالت ہو گئی کہ درزی سیکڑا سی رہا تھا۔ سوئی  
 کی آواز پر وجد میں آجاتا۔

سیرانی بادشاہ کے ایک مرید کی یہ حالت ہو گئی کہ ٹھیکڑے ظروف  
برتن سازی پر وجد۔ بنا رہے ہوتے تو ان کے ہتھوڑوں کی آواز پر حق حق کر کے  
 وہیں مست ہو جاتا تھا۔

سیرانی سائیں بادشاہ کے ایک مرید کا یہ حال تھا کہ دودھ دوہنے  
دودھ دوہنے پر وجد۔ کی آواز پر وجد آجایا کرتا تھا

ایک مشہور چوراہہ راہ زن جو دن دہاڑے مسافروں کو  
چور کو درویش بنا دیا۔ ٹوٹ بیا کرتا تھا۔ سیرانی سائیں کا بھی دوران سیاحت  
 اُس راہ سے گذر ہوا۔ دو ڈاکو سمجھے تے دوڑ کر سیرانی سائیں کے کندھے سے کبیل لھنج  
 لیا۔ سیرانی سائیں نے جو پاٹ کرنگا۔ کی تو فوراً یہ نگاہ کیمیا اثر اسکے جگر کے پار آگئی اور  
 بس کبوتر کی طرح ترپن لگ گیا۔ شام کو جب وہ گھرنے پاتا تو گھڑالوں نے سر راہ اس ک  
 مستی کی حالت میں دیکھ کر اُس کو اٹھایا۔ اور ایک گانے والے فقیر کی آواز سے اسے  
 بوش آیا۔

ملتان میں حضرت مخدوم کی دربار کے تھلہ پر حضرت  
مطیع الاسلام ہندو۔ سیرانی بادشاہ بیٹھے تھے کہ ایک ہندو پتاشوں کا تھال

لے کر آیا۔ عرض کی دعا فرمادیں کہ مولیٰ پاک مجھ سے راضی ہو آپ نے اُسے دیکھ کر فرمایا  
 اچھا تیری خوشبش سنہ کہ اللہ تجھ سے راضی ہو۔ بار بار اسی کلمہ کو دہرایا۔ یہاں تک  
 نہ اُس بندو پر ایک جذبہ طاری ہو گیا۔ اور زور زور سے کلمہ طیبہ پڑھنے لگا۔ اسی دوران



نواب مظفر خاں آگیا۔ اس نے خوش ہو کر نو مسلم کو گھوڑا اور ایک خلعت عطا کی۔ جب وہ اپنے گھر سے شہر کے دروازہ پر پہنچا تو اس کی ماں بیوی اور دوسرے ہندو جو اسے دیکھنے آئے سب نے اسے دیکھتے ہی کلمہ اسلام پڑھنے لگے۔ ہندو مذکور کا نام مطیع الاسلام رکھا گیا۔

**عبد السلام** آپ ہندو جوگی تھے۔ لیکن جوں ہی نگاہ سیرانی کا شکار ہوئے تو نہ صرف ولی اللہ۔ بلکہ ولی گربن گئے۔ آپ کے اسلام لانے اور ولایت پانے کی تفصیل آتی ہے۔

(انشاء اللہ)

**دہقان کو ولی بنا دیا۔** میں سے گذر ہوا تو دہقان نے کھیت میں سے گذرتے دیکھ کر اس طرح لٹکایا: بھڑوا واڑو چوں نہ لنگھ، آپ کٹھہر گئے اور خادم سے پوچھا کہ بھڑوا کس کو کہتے ہیں۔ خادم نے بیان کیا کہ اس زبان میں بھڑوا دلال اور ڈوکو ملانے والے کو کہتے ہیں۔ اس پر حضرت پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور فرمایا کہ اس زمیندار نے مجھے بھڑوا سمجھ کر بھڑوا کہا ہے۔ میرا بھی یہ فرض ہونا چاہیے کہ میں ڈوکو ملا دوں۔ یہ کہہ کر اس دہقان پر ایک نظر کیمیا اثر ڈالی۔ اس کو سشتائے امر و رموز بنا دیا۔ اسی لئے علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا:۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی : بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی۔

**مجھ سے سوا لاکھ** حضرت راجو شاہ حضور سیرانی ہادشہ کو دربار ہے تھے۔ آپ کے خوش وقت کو دیکھ کر عرض کی۔ میرا ہاتھ پکڑ لیں جب آپ نے انکا ہاتھ پکڑا تو عرض کی

لجبال پریت لوں پال دے نیں : جیدی انہ۔ رچھڑے اولوں جیو ستن

۱۰ مصباح نورانی ص ۱۱

آپ جس طرح اب میرا ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ہی مجھے خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیں  
آپ جوش میں آگے۔ راجہ شاہ صاحب کا ہاتھ چھوڑ کر فرمایا سید شہا تم نہیں بلکہ میں  
تو تمام محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام کی دستگیری کا ارادہ رکھتا ہوں۔

فائدہ: سیدنا ادریس قرنی رضی اللہ عنہ کا منظر اتم جو تھے اسی لئے جو چاہیں کہہ سکتے ہیں  
قصہ مبارک پورچ بہادل پور کے ایک قاضی کشکوری نے جب دیکھا  
غریبوں کا حج: کہ لوگ حضرت سیرانی بادشاہ کے عرس کے لئے دور دور سے جوق

درجوق جا رہے ہیں تو ان کے خیال میں آیا کہ اگر ولی اللہ کی کشش ہوتی تو میری طرف ہی  
عرس پر ہوتی کیوں کہ میں قریبی ہمسایہ ہوں۔ یہ لوگ تو محض کھانے کے لئے جا رہے  
ہیں۔ اس خیال و فکر میں تھا۔ کہ رات کو میں نے خواب دیکھا کہ شرق سے غرب تک بے شمار  
آدمی دربار سیرانی کے شرقی دروازہ میں جمع ہیں۔

مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا یہ لوگ حج کے منتظر ہیں۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ  
صفیں باندھی جا رہی ہیں۔ انہیں ننگراں درست کر رہے ہیں۔ ان میں ایک ننگراں نواب  
بہادل خاں بھی ہیں۔ اچانک ایک پالکی آسمان سے اتری اور جب وہ روضہ سیرانی کے  
قریب ہوئی تو نورانی شعاعیں نکلتی شروع ہوئیں جو شمالی و جنوبی میناروں سے خارج  
ہوتی تھیں۔ اس کے بعد توپ کی آواز آئی۔ اسمیں کہا جا رہا تھا۔ حج قبول۔  
فائدہ: جیسے جمعہ کو غزبائے حج سے تعبیر کیا گیا ہے تو وہاں شرعی معنی مراد  
نہیں۔ بلکہ من وجہ ایک قسم کی معنوی تشبیہ ہے جیسے میلاد النبی کو عید کہہ دیا جاتا ہے  
یہاں وہی حج سمجھیں۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”میلاد النبی کیوں“ میں ہے۔

شجاع آبادی کو بچایا: شجاع آباد کے رئیس (نواب) نے حضرت کے ایک  
مرید (ساج) کی لڑکی پر عاشق ہو کر اس کو طلب کیا  
حضرت کا قیام بھی وہیں تھا۔ وہ بے چارہ غریب ڈر کے مارے حضرت کی خدمت میں

۱: یعنی عرس کی حاجی

دوڑ کر آیا اور ماجرا بیان کیا۔ حضرت نے جوش میں آکر فرمایا کہ تم اپنی لڑکی کو فوراً پس کے پاس بھیجو۔ ہرگز تاقل نہ کرو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے۔ اس نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ نواب شجاع خاں نے دیکھ کر یہ کہا۔ کہ یہ لڑکی میری دختر ہے اور بزرگ سلوک کے ساتھ اسکو خلعت دے کر اپنے والدین کے پاس واپس کیا۔ اور ہمیشہ اس کی اپنے لڑکیوں کی طرح خبر لیتا رہا۔

**ہندو ذکر بن گیا:** ایک ہندو نے پانی کی سبیل جاری کی ہوتی تھی۔ ایک دفعہ اتفاقاً حضرت کا گذر ہوا۔ ہندو مذکور تو پانی بھرنے گیا ہوا تھا۔ دو گھڑے پانی کے علاوہ رکھے ہوئے تھے۔ حضرت نے ان میں سے پانی پی لیا۔ اس اثناء میں وہ ہندو بھی واپس آ گیا۔ اُس نے دیکھتے ہی شور کیا کہ فقیر ان گھڑوں میں سے پانی نہ پینا۔ یہ ہندوؤں کے لئے ہے۔ حضرت نے بستم فرما کر نظر عنایت اُس پر ایسی ڈالی کہ معاً اُس کی زبان سے کلمہ طیبہ کا ذکر جاری ہو گیا۔ اور وہیں بے تاب ہو کر ذکر جہر کرنے لگا۔

**نگاہ ولی کی تاثیر:** ایک بزرگ (صاحب نسبت) نے اپنے بیٹے کو راہ ہدایت پر چلانے کی بے حد سعی کی۔ لیکن ناکامی کی صورت میں لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر حضرت صاحب السیر کے سپرد کیا کہ اگر کسی کا کوئی جانور اپنے ہاتھ سے سیدھا نہیں ہوتا تو وہ زیادہ زور والے کے سپرد کرتا ہے۔ اُسے صراطِ مستقیم پر چلائیں خواجہ صاحب نے کمال مہربانی سے لڑکے کو تلقین موثر فرمائی۔

کچھ مدت گزری کہ لڑکے کو شوق زیارت حضرت صاحب نے ناچار کیا۔ تو باپ سے رخصت چاہی۔ لیکن باپ جب کسی صورت میں اجازت دینے پر تیار نہ ہوا۔ تو وہ

۱۰۴ لطائف سیر یہ ص ۱۱۲ - ۱۱۳ ایضاً ص ۱۰۳

بغیر اجازت کے روانہ ہوا۔ باپ نے کہا کہ اے لڑکے اس مُنہ کے ساتھ واپس اس جگہ آنا۔ لڑکا جس وقت مشرف زیارت ہوا تو باپ کے کلام کو حضرت کے گوش گزار کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کل جانا۔ جب رخصت ہو کر اپنے شہر کے باہر آیا تو کسی شخص نے اس کو نہ پہچانا۔ حتیٰ کہ جب گھر میں آیا تو خولیش، برادری اور والدہ بھی نہ پہچان سکی اس وقت اپنے باپ کی خدمت پہنچا تو وہ پہچان کر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اللہ کے ایسے محبوبانِ خدا اس دور میں بھی زندہ موجود ہیں جو لاکھوں کی بگڑی قسمیں سناتے ہیں

**کسان کو رنگ دیا:** ایک دفعہ حضرت سیرانی سائیں قدس سرہ کنوئیں کی نالی سے وضو فرمایا۔ اور وضو سے فارغ ہو کر پانی کو اچھل رہے تھے

کہ کسان نے اس فعل کو ناگوار سمجھ کر سیرانی سائیں کو اس سے منع کیا۔ اور منع بھی کیا تو اس شان سے کہ ایک دُندا آپ کے سر پر مارا اور کہا کہ کیوں پانی خراب کر رہے ہو اتفاقاً اس ضرب سے آپ کے سر سے خون جاری ہو گیا۔

جب خون بہہ کر کپڑوں اور چہرے پر آیا تو آپ پر (یہ معلوم کر کے) ایک حالت جذب پیدا ہو گئی۔ اور اس حالت میں کسان کو فرمایا کہ تو نے مجھے رنگین کر دیا ہے آئیں تجھے رنگ دوں۔ یہ کہہ کر نگاہ فیض اثر سے اس کی تمام انسانیت کو جلا کر گند بنادیا۔ فوراً اس کا قلب جاری ہو گیا۔ اور وہ ایک صاحب بصیرت بزرگ ہو گیا۔

**کفر لوٹا:** ایک دفعہ حضرت سیرانی سائیں ہندوستان کی ایک ریاست ماڑھے سورت بندر بھی کہا جاتا تھا۔ میں ایک راجہ کے تالاب پر پاجامہ دھو رہے تھے

تالاب کے نگہبان نے آپ کو تالاب پر پاجامہ دھونے سے منع کیا۔ لیکن آپ نے کوئی توجہ نہ دی۔ نگہبان شکایت کے لئے راجہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں راجہ کا لڑکا بل گیا جو کہ شکار سے واپس آ رہا تھا۔ نگہبان نے اس سے شکایت کی۔ ایک آدمی تالاب کو خراب

کر رہا ہے۔ منع کرنے سے باز نہیں آتا۔ راجہ ایک لشکر لے کر تالاب پر پہنچا اور حضرت صاحب کو کہنے لگا کیوں نا جائز کام کیا ہے۔ آپ نے سراٹھا کر راجہ کے لڑکے کی طرف دیکھا۔ حضرت صاحب کا دیکھنا تھا کہ راجہ کے لڑکے اور اس کے ہمراہیوں کے منہ سے بے اختیار کلمہ طیبہ جاری ہو گیا۔ حضرت صاحب شہر کی مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔

جب یہ سرگذشت راجہ تک پہنچی تو راجہ بہت بڑا لشکر لے کر مقابلہ کے لئے مسجد کے دروازہ پر پہنچا۔ حضرت صاحب مسجد سے باہر تشریف لے آئے۔ لوگوں نے حضرت صاحب کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہی ہے۔ راجہ نے حضرت صاحب کی طرف دیکھا۔ دیکھتے ہی منہ سے بے اختیار کلمہ جاری ہو گیا۔ اور حضرت صاحب کا مرید ہوا۔

فائدہ: یہ تھے ہمارے پیر جو ہندوؤں کو کلمہ پڑھا گئے لیکن جشن دیوبند نے مسلمانوں کا ندامت سے سر جھکا دیا کہ اندرا گاندھی کے پاؤں پر ہزاروں مسلمان نمازوں نے اپنی ملامت کو نثار کیا۔

**ہندو مسلمان ہو گئے:** شہر ماڑ کے لوگ بتوں کو بلند مکانوں پر نمایاں کر کے رکھتے تھے۔ ایک دفعہ ان مکانوں کے نیچے ایک کوسے

حضرت کا گذر ہوا۔ تمام بت نیچے گر پڑے۔ کفار آکر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ ریاست ماڑ کے راجہ نے عوام پر بھاری ٹیکس لگایا ہوا تھا۔ عوام ادا کرنے سے قاصر تھے۔ وزیر نے راجہ کو لکھا کہ اتنا ٹیکس عوام ادا نہیں کر سکتے اس پر راجہ نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور زبردستی ٹیکس وصول کرتے تاکہ حکم دیا۔ عوام پر سختی کی گئی تو لوگ فرار ہونے لگ گئے۔ کئی گرفتار کر لئے گئے۔

دو ہندو فرار ہو کر جا رہے تھے۔ کہ راستہ میں ان کی نظر حضرت صاحب اللہ پر پڑی۔ آپ ڈھیلہ سے پیشاب خشک کر رہے تھے، ہندوؤں نے آپ کی تسکین فرمائی۔



دیکھ کر سمجھ لیا۔ یہ کوئی بزرگ ہیں۔ لہذا انہوں نے حضرت صاحب کو زار و قطار رو رو کر اپنا حال سنایا۔ اور آپ سے امداد چاہی۔ آپ نے وہ پیشاب والا ڈھیلہ زمین پر دے مارا۔ زمین میں ۶ مربع فٹ کا لگاڑھا ہو گیا۔ اور فرمایا کہ اس جس قدر دولت چاہو لے جاؤ۔ اور جا کر ٹیکس ادا کرو۔ وہ بہت سی دولت اس گھرے سے لے گئے۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی حال سنایا۔ سب لوگ آکر روپوں کی جھولیاں بھر لے گئے اور ٹیکس ادا کیا۔ جب ٹیکس ادا کر دیا گیا۔ تو راجہ نے وزیر کو لکھا کہ تم تو کہتے تھے کہ لوگ اس قابل نہیں کہ اتنا ٹیکس ادا کر سکیں۔ ان پر رحم کیا جائے۔ لیکن دیکھا سمجھتی سے کیسے ٹیکس وصول ہو گیا۔ وزیر اعظم نے راجہ کو سارا واقعہ سنایا۔ اور یہ بھی بتایا اس میں ابھی تک زیر کثیر موجود ہے۔ راجہ نے جگہ کا معائنہ کیا اور مسلمان ہو گیا۔ ساتھ ہی بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ اس جگہ کو صاف کر کے وہاں زیارت گاہ بنائی گئی جو کافی عرصہ تک موجود رہی نا معلوم اب موجود ہے یا مسمار ہو چکی ہے۔

**سونے کا ڈھیر:** ایک شخص حضرت کی خدمت میں آیا اور اکسیر اعظم کی پڑیا پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ سنگر میں کام آئے گی۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ اسے اپنے پاس رکھو۔ شام کو جب رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو اس شخص کو لوٹا لانے کے لئے فرمایا۔

رفع حاجت سے فراغت کے بعد ڈھیلہ زمین پر مارا۔ پڑیا پیش کرنے والے آدمی کے گرد سونے کا ڈھیر لگ گیا۔ اُسے فرمایا کہ فقیر کو سونے کی ضرورت نہیں اگر تم کو ضرورت ہو تو جس قدر چاہو لے لو۔ وہ شخص فوراً قدموں پر گر پڑا۔ اکسیر سازی سے توبہ کی اور مسلمان ہوا۔ خلیفہ محمد موسیٰ داعلی سے نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ دریا کے کنارے پہنچے کشتی موجود نہ تھی۔ اتفاق سے ایک کشتی آگئی۔ جس میں برات تھی۔ کشتی والوں کی نظر حضرت پر پڑی تو فوراً کشتی لے آئے۔ حضرت صاحب عرض کیا آپ اپنے ہمارے ہیں

سمیت دریا عبور فرمائیں۔ دریا عبور کر چکنے کے بعد سنیا سیوں کے سڑار نے آپ کی خدمت میں اکیسرا ٹکڑا پیش کیا۔ حضرت صاحب نے ریت کی ایک مٹھی لے کر کپڑے پر رکھ دی جو سونا بن گئی۔ سنیا سی کو فرمایا دونوں لے لو۔ سنیا سی فوراً مسلمان ہو گیا اور اکیسرا سے توبہ کر لی۔

**بے اختیار کلمہ** سید مسو شاہ بخاری سے روایت ہے کہ میں رنگ پور میں جب پڑھتا تھا۔ ہمارا استاد کسی کام کو باہر گیا ہوا تھا۔ ایک فقیر سیاہ

کبیل میں ملبوس لوٹا اور مصیبتی ہاتھ میں لئے مسجد میں داخل ہوا اور ہم سے پوچھا کہ میاں نور محمد کہاں ہے۔ ہم نے بتایا کہ وہ کہیں کام کو گئے ہیں۔ یہ سن کر آپ شمال کی طرف ہو گئے۔ جہاں ہندوؤں کی سبیل تھی۔ اس جھیل میں ہندوؤں کے لئے دو الگ الگ رکھے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب نے اس ٹکے سے پانی لیا۔ ہندو اس وقت پیشاب کرنے گیا ہوا تھا۔

جب اُس نے آپ کو پانی پیتا دیکھا تو زور سے چلایا کہ فقیر اس ٹکے سے پانی نہ پینا۔ یہ ہندوؤں کے لئے ہے۔ آپ نے اس کی طرف اس نظر سے دیکھا کہ ہندو کے منہ سے بے اختیار کلمہ طیبہ جاری ہو گیا۔ اور وہ مسلمان ہو گیا۔ چند لمحے بعد جب میرا استاد آیا۔ اور اُسے تمام واقعہ سنایا گیا تو میرے استاد نے فرمایا یہ حضرت محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ ہوں گے۔ دوڑتا ہوا مسجد کی طرف گیا۔ اور حضرت صاحب کی زیارت سے مشرف ہوا۔

**بذریبان لڑکا** ایک دفعہ سیرانی بادشاہ ایک چاہ پر پا جامہ دھو رہے تھے کہ نگہبان نے کہا کہ یہاں پر مسلمانوں کے تصرف کی اجازت نہیں ہے لہذا آپ اٹھ جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اب تو پا جامہ دھو کر ہی اٹھوں گا کہ اتنے میں راجہ کا لڑکا جو کہ نہایت بذریبان تھا۔ آگیا۔ اور حضرت کے اٹھانے کے لئے

دونوں ہاتھ بلند کئے ہی تھے کہ حضرت صاحب نے اس کی طرف دیکھا اس کے منہ سے بے اختیار کلمہ طیبہ جاری ہو گیا۔ اور لڑکا وجد میں آ گیا۔ راجہ بھی اُس موقع پر آ پہنچا۔ اور حضرت صاحب کو خدا کا واسطہ سے عرض کیا کہ لڑکے کو ٹھیک کر کے میرے حوالے کیا جائے۔ اپنے فرمایا ابھی تو دوزخ سے آزادی حاصل کر کے بہشت میں آیا ہے کیا اسے پھر دوزخ میں ڈال دوں۔ نہ صرف وہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔ بلکہ مسلمانوں کی بڑی خدمت کرنے لگا۔ بالخصوص حجاج پر خصوصیت سے دل سے فدا تھا۔

**راجے مہاراجے مسلمان :-** حضرت سیرانی بادشاہ کا گذر ملک ماڑیا ملک سورت بندر سے ہوا۔ اور ایک مسجد میں قیام تھا۔ ملا بار بار

فریاد کرتا تھا کہ کوئی محمدی صاحب برکت کا اس زمانہ میں نہیں رہا۔ کہ کل صبح اس ملک کا راجہ اس مسجد کو گرا کر اپنے گھوڑوں کے اصطبل میں داخل کر گیا۔ تاکہ حویلی مزبح ہو جائے۔ حضرت صاحب السیر نے ملا کو فرمایا کہ محمدی موجود ہیں جاؤ اور فقیر کی طرف سے راجہ کو کہو کہ تمہارا اصطبل بغیر مسجد گرانے کے درست ہو جائے گا۔ مسجد کو مت گراؤ۔

ملا نے عرض کیا کہ مجھ کو یہ توفیق نہیں ہے کہ راجہ صاحب بے عزت کرے گا آپ نے فرمایا۔ فقیر کی طرف سے جا۔ خطرہ نہ کر۔ ملا تسلی پا کر روانہ ہوا اور پیغام پہنچایا۔ راجہ نے سن کر دو خدمتگار ملا کے ہمراہ دینے کہ فقیر کو جا کر کہیں۔ کہ اگر فقیر ہو تو کھانا دکھائیں۔ ورنہ چُپ رہیں۔ انھوں نے آکر راجہ کا پیغام خدمت میں پہنچا دیا۔

حضرت خواجہ صاحب نے جواب میں فرمایا کہ کرامت جلالی یا جمالی دکھائیں؟ فقیر کے پاس دونوں کرامات موجود ہیں۔ واپس جا کر خادموں نے یہ حال بیان کیا۔ راجہ نے ڈر کر کہا کہ جلالی کرامت سے پناہ مانگتا ہوں۔ جمالی دکھاویں۔ خدمتگاروں نے واپس آکر عرض کیا۔

اتفاقاً ایک خدمت گار کے ہاتھ میں پیالہ کلاں تھا۔ حضرت قبلہ نے اُس کو خدمت گار سے لے کر اپنے انگلیوں میں رکھ دیا۔ اس کا مل مکمل کے انگلیوں سے دودھ کا فوارہ جاری ہو کر طشت کو بھر دیا۔ حضرت نذیبؑ نے فرمایا کہ راجہ کے پاس لے جاویں کہ وہ نوش کرے۔ راجہ نے دیکھتے ہی پی لیا۔ اور کمرہ طبقہ اس کی زیادہ اور دل سے جاری ہو گیا۔ راجہ نے حاضر ہو کر شدت قدم بوسی حاصل کی۔ اور اپنے متعلقین سمیت مسلمان ہو گیا۔

آپ کا عرف جو پائی شاہ تھا حضور سیرانی بادشاہ کے مریدوں سے **نور شاہ مجذوب** تھے فرماتے کہ ڈیرہ اسماعیل خان کے تمام نقرہ حضرت سیرانی بادشاہ

کے فیض یافتہ ہیں جو پائی شاہ اس لئے مشہور ہوئے کہ ایک دفعہ ایک پھی یعنی چار ٹوپا یعنی تقریباً ۱۶ سیر چنے پائے تھے۔ یہ مجذوب بہت بڑے کامل تھے۔ ان کی کرات بھی مشہور ہیں۔ ان کے ایک سے ایک کی بھینس بکریاں جو چرنے میں جاتی تھیں۔ ان کے پھوں کو بھی ساتھ چھوڑ دیتے تھے اور چوتھا یا آدھا حصہ جس قدر جو پائی کی مرضی ہو پیتے تھے اسی سے زائد کی ان کو بہت نہ ہوتی تھی۔ لوگوں کو اس سے تعجب ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کاملوں کو کتنا تصرف بخشا ہے۔

میاں محمد مرحوم فرماتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی **ہم تو مائل بکرم ہیں** کے گھوڑے تو کل کے آگے دوڑتا جاتا تھا۔ کہ آپ نے فرمایا

کہ میاں آؤ تاکہ تجھ کو خدا کی راہ میں داخل کر دوں۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت بغیر علم کے فقیری معتبر نہیں ہے۔ علم سے فارغ ہونے کے بعد عنایت فرمادیں۔ فرمایا جس قدر راہ میں علم کی ضرورت ہوتی ہے۔ فرشتے تعلیم کر دیتے ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یا حضرت کسی کو علم وحی اور الہامی پر ترجیح ہے۔ فرمایا تو جان! پھر یاروں کی سواری جو پیچھے رہ گئی تھی وہ بھی

سے لطائف سیرت عسک کہ حیوانات میں بھی استعداد ہے۔ یہ ثابت ہے کہ عقل مندوں کی طرح ان کی اطاعت کرتے ہیں۔

پہنچ گئی۔ پس میاں محمد علم ظاہر میں اس قدر ریاضت رکھتا تھا۔ کہ مطول پڑھنے کے وقت میں گلستانِ سننے کی استطاعت نہ رکھتا تھا۔ بعد از وصال حضرت سیرانی بادشاہ اس جہا کو یاد کرتا تھا۔ اور روتا تھا کہ اس وقت دریائے فیض کے جوش سے میں نے نصیبہ اٹھا اور محروم رہا۔

**لیتہ کالواب:** محمد خاں سدوزئی نواب لیتہ نہایت افلاکس دن بسر کرتا تھا۔ حضرت سیرانی بادشاہ کا وہاں سے گذر ہوا تو آپ کو دیکھ کر فرطِ ادب آگے

پا پیادہ آکر ملا۔ آپ نے اسے گلے لگا کر فرمایا۔ لیتہ کی نیابت مع جملہ حدود میں نے تیرے سپرد کی۔ پھر فرمایا کہ اگر تم نے ہمارے مریدوں اور جملہ فقروں کی خدمت گزاری کی تو تیرے ایمان کا میں ذمہ دار ہوں۔ اور تیری کمان میں میں نے بہت سی وتر ڈال دیئے ہیں۔

فائدہ : دولت مند فقیر کے آگے جھک جائے تو صدیوں تک اس کی اولاد محفوظ

ہو جاتی ہے۔ نظام دکن کئی پشتوں کیوں شاہی کرتا رہا۔ اور ہمارے نواب بہاول پور عرصہ

تک کس طرح شاہی کرتے رہے وغیرہ وغیرہ۔ صرف اور صرف اسی لئے کہ انہوں نے مجبوراً

خدا کے آگے سر جھکا دیئے اسی لئے فرمایا گیا ہے "نعم الامیر علی باب الفقیر"

وہ امیر خوب ہے جو فقیر (الشدیلے) کے دروازہ کا گدا ہے۔

**سندھ پبل سمرست رحمۃ اللہ علیہ:** حضرت سیرانی بادشاہ کا فیض نہ صرف سلسلہ ادیبہ تک محدود تھا۔ بلکہ بہت

بڑے مشاہیر کو فیض یاب فرمایا چند ایک ملاحظہ ہوں۔

حضرت پبل سمرست کی ولایت کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ ان میں ایک

یہ ہے کہ بہاول پور کے ایک بزرگ حضرت محکم الدین سیرانی اس طرف سے گذرے مولانا

لے لطائف سیر یہ۔



عبداللہ نے حضرت سچل سرمست کو ان کے خیر مقدم کے لئے بھیجا۔ حضرت محکم الدین سیرانی نے ان کو دیکھ کر گھوڑا روک لیا اور کہا کہ آپ ہمارا استقبال کرنے آئے ہیں تو ہم بھی آپ کو تحفہ دیں گے۔ یہ کہہ کر آپ نے سازنگی سے ایک تار نکالا سچل کے سینہ پر پھیر دیا کہتے ہیں اسی وقت سے آپ پر جذبِ مستی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ وہیں سے آپ کی شاعری کا آغاز ہوتا ہے گویا حضرت محکم الدین سیرانی نے ایک اشارے سے سچل سرمست بنا دیا۔

(سہ ماہی الزبیر بہاول پور پاکستان ۱۹۷۲ء ص ۲۲)

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پر نظرِ کرم فقیر کوٹہ بلوچستان دورہ تفسیر پڑھانے کے لیے

۱۳۹۵ھ گیا تو غازی کشمیر حضرت الحاج پیر غلام دستگیر مدظلہ کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہیں اویسی کیوں کہتے ہیں۔ میں نے کہا اس فقیر کو حضرت پیر طریقت خواجہ محکم الدین سیرانی قدس سرہ کے سلسلہ سے وابستگی ہے۔ اور انھیں حضرت اویسی قرنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی قدس سرہ کا ہمارے اجداد پر احسانِ عظیم ہے وہ اس طرح کہ ہمارے جد امجد سیدنا سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس سرہ نے فقر و فاقہ چھوڑا۔ اس کے بعد ہمارے اجداد کو معاشی تنگی تھی۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی قدس سرہ ہمارے شہر تشریف لائے ہماری وادی جان کو معلوم ہوا تو ایک بچے (نخا) ننگے جسم بھیج دیا۔ تاکہ بزرگ کو ہماری تنگ معاشی کی طرف توجہ ہو۔ چنانچہ حضرت سیرانی سائیں کو کوالف معلوم ہوئے تو فرمایا کہ اس بچے کو میرے پاس بھیج دو جو میرا ہم نام ہو۔ تمام حیران ہوئے کہ محکم الدین نام کا کوئی بچہ ہمارے پاس نہیں۔ پھر خیال ہوا کہ فخر الدین نامی ایک صاحب زادہ صاحب ہیں اسی لفظ دین کی مناسبت فرما رہے ہیں چنانچہ اس بچے کو بھیج دیا گیا۔ آپ نے اس پر نظر شفقت فرمائی تو اس کے بعد ہمارے خاندان میں خوشحالی ہے۔ اور سیرانی صاحب پیر

دربار پر حاضر ہوئے اور سلطان العارفين کے سر ہانے کھڑے ہو کر عرض کی کہ آپ کی اولاد کو ہم نے فقر و فاقہ سے فارغ کر دیا ہے۔

نوٹ :- سیرانی بادشاہ قدس سرہ کی یہ کرامت آج بھی دکھی جاسکتی ہے کہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد جہاں بھی ہے صاحب ثروت ہے۔ ان میں مفلس اور تنگ دست کوئی بھی نہیں۔

**تونسہ اور کوٹ مٹھن فیض:** جس وقت حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد بہار دی صاحب کے ارشادات و ہدایات سے ان کے دو خلفاء اعظم

یعنی حضرت خواجہ سلیمان تونسوی اور خواجہ عاقل محمد صاحب کوٹ مٹھن والے فارغ ہو کر اجازت لے کر اپنے مسکن کو واپس آئے تو حضرت خواجہ سیرانی نے ان دونوں بزرگوں سے دریافت فرمایا کہ ہمارے بھائی صاحب (حضرت قبلہ بہار دی علیہ رحمۃ کو بھائی کہاتے تھے۔ نے آپ کو کیا کیا تبرک عطا فرمایا ہے۔ ان حضرات نے بہت سے عطیات کا ذکر فرمایا اور ایک نقش کے متعلق بھی کہا کہ ایک نقش بھی مرحمت ہوا۔ اس نقش کو دیکھ کر حضرت سیرانی نے فرمایا کہ اس نقش میں ایک نقطہ ایک موقع پر اشارہ فرما کر بڑھا دیا جائے تو حسب نقش دولت و دنیا سے ہمیشہ کے لئے مستغنی ہو جائے گا۔ ورنہ اگر ایک لفظ اس موقع پر بڑھا دیا جائے تو صاحب نقش مرجح سلاطین رہے گا۔

چنانچہ دونوں بزرگوں کی استدعا کے مطابق حضرت خواجہ صاحب السیر نے وہ (نقاط) نقوش میں اپنے ہاتھ سے بڑھا دیئے تاکہ بارگاہ تونسہ میں دنیا کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ لاکھوں روپیہ کی آمدنی ہے اور کوٹ مٹھن کے سجادہ کی عمر مارٹیس اور نواب مرید ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ ہی کو دیکھ لیجئے کہ ان کے مریدین میں کتنا امراء و رؤسا اور ایمان سلطنت حلقہ بگوش اور مرید تھے مثلاً نواب بہاول پور۔ نواب قیصر خاں مگھی دہلی (مگھی) نواب ریاست ٹونک۔ جناب محمد عبدالعظیم وغیرہ

## قبلہ عالم کے صاحب زادہ پیرانی سائیں کا فیض

نبیؐ ہاجی محمد اعظم صاحب اعجاز  
علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت

قبلہ عالم خواجہ نور محمد صاحب مہاروی نے اپنے فرزند صاحب زادہ میاں نور محمد علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں بھجوا یا صاحب زادہ صاحب جب حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا مقصود پیش کیا تو حضرت خواجہ صاحب نے جواب میں فرمایا کہ فقیر کے یہاں تو انگڑوں کی انگلیٹھی دہک رہی ہے اگر حوصلہ اور طاقت ہو تو حاضر ہے لیکن اگر دین و دنیا کی کامیابی اور اعزاز کی ضرورت ہو تو

اپنے والد ماجد صاحب سے

بیعت کرو۔ صاحب زادہ صاحب اس جواب سے ڈر گئے اور بغیر بیعت کے واپس چلے آئے اور جب اپنے والد حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ذکر کیا تو حضرت قبلہ عالم نے تاسف کیا اور اپنے صاحب زادہ کی کمی ظاہر کی اور فرمایا کہ لوگ تو ایک چنگاری کے لئے عمر بھر خراب اور مضطرب رہتے ہیں تمہیں دھکتی ہوئی انگلیٹھی ملتی تھی۔ تمہاری قسمت نہ تھی۔ (لطائف سیریہ)

یہ واقعہ سن بھری سے ملا یا جائے تو صحیح ہے ویسے حضرت قبلہ عالم مہاروی

**انتباہ:** قدس سرہ کے حالات میں بھی یہ واقعہ موجود ہے۔ سن بھری کے مطابق یوں کہ حضرت سیرانی بادشاہ کا دسال ۱۱۹۷ھ میں ہے اور حضرت میاں نور محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا دسال ۱۲۰۶ھ میں ہوا۔ آپ کی رفاقت میں دو تین آدمی اور بھی تھے جن میں سے ایک میاں پیر محمد مروڑا بھی تھا۔ یہ حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ انہیں حضرت سیرانی بادشاہ چاچا پیر محمد کہا کرتے تھے۔ (لطائف سیریہ ص ۸۲)

دلیل مزید: اگرچہ اس واقعہ کے بے مزید دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں لیکن احباب کے اطمینان کے لئے ہے شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ مجھے بھی ایک ایسے بزرگ سے واسطہ پڑا۔ ان سے میں نے بیعت کی

درخواست کی۔ تو انہوں نے فرمایا میرے پاس آگ کی انگلیٹھی ہے تم اسے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

حضرت یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پانی ہے تم ان کے پاس جاؤ اور اپنا حصہ لو۔ اس بزرگ کے ارشاد پر میں مدینہ منورہ گیا۔ اور حضرت یحییٰ مدنی سے شرف بیعت حاصل کیا۔ یاد رہے کہ یہ حضرت شاہ کلیم اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ عالم بہاروی کے پیران پیر ہیں (قدس سرہ) اس قصہ کی مزید تفصیل لطائف سیر یہ میں ہے۔

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے  
حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ بھی واقعہ مذکور کا ذکر اشارات فریدی

میں بھی فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۱۱۵ اردو

اویسی غفرلہ کا معروض؛ فقیر اویسی نے سوال جات اس لئے پیش کئے ہیں کہ کوئی یہ تصویر فرمائے کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ

نے خود کیوں اپنے صاحب زادے کو نواز تو اس کا جواب سہل ہے کہ حضرت بہاروی حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ کے متعلق سمجھتے تھے کہ لمحوں میں سالک کو منزل مقصود تک پہنچاتے ہیں۔ دوسرا آپ خود ایسے کر سکتے تھے لیکن تعلق خصوصی کا بھی لحاظ ہوا کرتا ہے کوئی مصلحت بھی ہوا کرتی ہے۔ بہت بڑے علماء کرام اور مشائخ عظام اپنی اولاد کو دوسروں کے ہاں تربیت کے لئے بھیج دیا کرتے ہیں یہ قدیمی شیوہ ہے جو آج بھی مروج ہے اسمیں شک کی گنجائش کیوں؟

حضرت صاحب زادہ میاں نور احمد حضرت بہاروی قدس سرہ  
تعارف میاں نور احمد کے سب سے بڑے صاحب زادہ تھے۔ اپنے والد گرامی کے درجہ

کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ ان کے متعلق مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ نے فرمایا تھا اے نور محمد! اللہ تعالیٰ تمہیں بیٹے عطا کرے گا۔ ان میں سے پہلا بیٹا سیرا ہوگا۔ آپ کو قوم

مہاراج نے شہید کر دیا تھا۔ ان کی قبر مبارک روضہ قبلہ عالم کے اندر ہے۔

آپ اگرچہ حضرت قبلہ عالم مہاروی قدس سرہ کے  
**خواجہ نور محمد قدس سرہ نارووالہ** مرید اور خلیفہ تھے لیکن اس کے وجود حضرت

سیرانی سائیں قدس سرہ سے بھی نہ صرف عقیدت تھی۔ بلکہ بارہا اکتساب فیض فرمایا اور اسمیں حنیف

بھی نہیں۔ بلکہ یہی حضرت ہیں جو حضرت سیرانی بادشاہ کا اتنا ادب کرتے کہ جس کپڑے پر ان کی  
 نگاہ پڑ گئی۔ اس پر پاؤں رکھنا گوارا نہ تھا۔

آپ بارہا حضرت سیرانی قدس سرہ کے حضور حاضر ہوئے اور سلوک کی بڑی سرور  
 کے استفسار کے علاوہ علمی استفادہ فرماتے اور اپنے مریدین اور دوسرے لوگوں کو مسائل  
 سیرانی سے آگاہ فرماتے۔ لطائف سیر یہ میں متعدد مقامات پر آپ کا ذکر خیر آیا ہے

حضرت سید محمد مغفور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
**بھر چونڈی شریف فیض خاص** لکھتے ہیں کہ حضور خواجہ صاحب سیرانی

بستی جندو ماڑی جہاں حضرت پیر بھر چونڈی شریف پڑھتے تھے۔ سے گذر ہوا۔  
 سے گفت بونے بوالعجب آمد بہ من : پچنان کہ مرنبی را از من۔

یہاں مکتب میں کسی کامل کی خوشبو آ رہی ہے خادم نے عرض کی ایک تھان کپڑوں  
 کا لے کر طلباء میں تقسیم کریں پتہ چل جائے گا۔ ایک ایک طالب علم کو خادم بلا کر بیٹس  
 ہے۔ حضور خواجہ اپنے مقدس ہاتھوں سے کسی کو قمیص کا کپڑا اور کسی کو جوار عنایت فرماتے  
 طلباء ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن ایک پورے گھنٹے  
 میں کھڑا ٹھنگی باندھے حضور خواجہ کو دیکھ رہا ہے۔ سب طلباء فارغ ہو گئے۔ تو حضور  
 اس بچے کو بلا کر چادر دینے کا ارادہ کیا۔ بچے نے عرض کیا۔ حضور میں تو ایسی چادر

۱۷۱ مناقب المحبوبین ص ۱۷۱۔



ہوں جو نہ کہنہ ہونہ کوتاہ اور نہ پھٹے حضور خواجہ نے چادر عنایت فرماتے ہوئے فرمایا یہ وہی ہے  
وہ چادر آج تک آستانہ عالیہ بھر چوٹدی شریف میں موجود ہے۔

حضرت مولانا ہمایونی رحمۃ اللہ علیہ جن کی فقہیت کا  
مفتی سندھ و بلوچستان - شہرہ سندھ و بلوچستان سے نکل کر علمائے -

سندھستان پر اثر انداز ہوا۔ ان کے گاؤں سے حضرت سیرانی بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کا گذر ہوا تو  
بستی والوں کو فرمایا۔ یہاں سے مجھے علم کی خوشبو آرہی ہے۔ چناں چہ آپ کے وصال کے تقریباً  
ایک صدی بعد حضرت مولانا ہمایونی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ جن کا فتویٰ سندھ و بلوچستان  
تا حال حریف آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔

فاٹلہ: اسی طرح کئی ایسے بزرگوں پر سیرانی بادشاہ کے فیضان نے سرفراز فرمایا۔  
جو گوشہ گنہامی میں ہیں چوں کہ اس وقت حضرت سیرانی بادشاہ کے متعلق کوئی یادداشت  
سپر و قلم نہ ہو سکی۔ اسی لئے اب یہ مسئلہ پیچیدہ ہے۔ کاش اس وقت کوئی صاحبِ دل  
آپ کی زندگی کے حالات قلم بند کر لیتا۔ تو آج یہ دن نہ دیکھنے پڑتے کہ شہباز طریقت کے کمالات  
سے ہم بے خبر سے نظر آتے ہیں۔

سو بھانے لال پیر کو جا کر عرض کی کہ مجھے کچھ دیا جائے تو انھیں بشارت  
سو بھانندی - ہوتی کہ کچھ دن چلے اور ریاضت کر کے ہی کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔

حضرت سو بھا صاحب نے فرمایا کہ سو بھا چلے کلٹنے والوں میں سے نہیں۔ اگر کچھ دینا ہے  
تو بغیر مجاہدے کے دو انہیں جواب ملا کہ اگر بغیر مجاہدے کے اور اتنی جلدی کچھ حاصل کرنا  
ہے تو حضرت خواجہ حکم الدین سے جا کر لو وہ فیض کا دریا ہیں۔ چناں چہ آپ نے سیرانی بادشاہ

۱۱ سو بھا صاحب ایک مشہور بزرگ ہیں جن کا مزار علاقہ میرپور تحصیل (سندھ) میں واقع ہے (حالات سیرانی)  
۱۲ عباد الرحمن ص ۱۲۱ قلمی تحریر از حفید مولانا مرحوم ملوکہ فقیر اویسی غفرلہ۔

سے آکر فیض پایا۔ لہ

سو بجا صاحب مشہور شاعر تھے اپنے شیخ کے حق میں لکھتے ہیں کہ  
 آمل سیری تانگھ ہے تیسری : زنت ننت کانگ اڈاراں  
 حضرت سیری جو رنگ لایا : پاک پیغمبر داسر مایہ  
 شہر مجروح فیض کھنڈایا : اکھیاں باغ بہاراں  
 نور احمد سائیں نور نورانی : ڈیکھ حُسن تھئی سور سیرانی  
 سو بجا ہے سائیں سگ دربانی : روز ازل دی تیسری پانی  
 کرم کرو تساں پیر سیرانی : ہے لاج تیرے گل باراں

(ترجمہ اردو)

۱۔ اے میرے پیر سیرانی بادشاہ تیرے آنے کی اُمید میں ہر روز کوئے اڑاتی  
 ہوں کہ کب میرا مرشد آ رہا ہے۔

۲۔ حضور سیری نے مجھ پر جب نظر کرم کی تو مجھ پر پیغمبروں کا سایہ ہو گیا۔

۳۔ حضرت سیری نے شہر و جنگل میں فیض پھیلا دیا۔ آنکھیں دیکھ دیکھ کے خوش ہیں

۴۔ نور احمد سائیں نور سے بھرا ہوا جس کے حُسن کو دیکھ دیکھ کر حوریں حیران ہوتی ہیں

۵۔ سو بجا حضور کے در کا کتیجا۔ یہ قیامت تک تیرا غلام رہے گا۔

۶۔ میرے حال پر پیر سیرانی کرم کرو۔ کیوں کہ میری لاج آپ کے ہاتھ ہے۔

ایک اور جگہ حضرت سو بجا صاحب خواجہ صاحب کی کس خوب صورت پیرائے میں تعریف

کرتے ہیں۔ اور اپنے جذبات کا اظہار کس خوب صورت الفاظ میں بیان کرتے ہیں ایک

جگہ پر فرماتے ہیں۔

ہ توں ناسق نہ مار زبان رٹی

میڈا ہوت پُسل ہے خان رٹی۔

اوتان اصلوں ہئی نادان ٹری  
(ترجمہ اردو)

لے ناصح تو خوا مخواہ کی مجھے نصیحت نہ کر میرا محبوب تو خاں ہے وہ کوئی عام آدمی  
نہیں۔ ہاں البتہ وہ بھولا بھالا معصوم ہے۔

ایک اور جگہ پر فرمایا۔

۱۱۔ میڈا ہوت پیل لاج پال ہے

۱۲۔ جیندا ازلی قرب کمال ہے۔

۱۳۔ اوتان صاحب سیر سلطان ٹری

(ترجمہ اردو)

۱۱۔ میرا محبوب لاج پال نے والا ہے۔ وہ میری لاج پالے گا اور میری

رہنمائی اور مدد کرے گا۔ مجھے راستے میں اکیلا نہ چھوڑے گا۔

۱۲۔ میرا محبوب وہ ہے جو مجھے شروع سے اخیر تک یعنی ازل سے

ابد تک اپنے پاس رکھے گا۔ یعنی مجھے بھی اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا

مجھے چھوڑے گا نہیں۔

۱۳۔ اور کیا تو جانے کہ وہ کون ہے؟ وہ صاحب السیر سلطان ہے۔

اور فرمایا۔

اوتان کیچ شہر دا والی ہے : جیندی سہنی عجب تاں چالی ہے

اوتان نوری نام نشاں ٹری

سترے ساتھ لڈ ایم ٹری : دل سنہ توں پلڑونہ چایم ٹری

تیکھے کوڑے غیر گماں ٹری

والی واگ ولیم ٹری : اوتان سو بھے نال نبھیسم ٹری

- ۱۔ وہ کچ مکران کا بادشاہ ہے جس کی خوب صورت چال اور اسکی نشانی نور ہے
- ۲۔ میں نے سوئے ہوئے ہی اس سے فیض حاصل کیا اور منہ کپڑا نہ اٹھایا اور دل میں کوئی گمان نہ کیا
- ۳۔ میرا مالک یعنی سیری بادشاہ واپس آئیگا اور لاج بھاکر مجھے اپنے ساتھ لیجائیگا کیونکہ میرا محبوب ہم سبکے لئے رحمت کا پیغام ہے۔

مؤلف لطائف سیر یہ نے فرمایا کہ کاتب الحروف کو شہر  
**ککرہ مجذوب بلوچستانی** - قلات میں جانے کا اتفاق ہوا۔ بتاریخ، اذی الحجہ

۱۲۳۲ھ زبدۃ العرفاء قدوة الاولیاء فرشتہ خصلت جناب ملا عزت اللہ الصوفی القادری  
 الملامتی (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے فرمایا کہ ایک وقت حضرت صاحب السیر قدس سرہ کا گذر شہر  
 بھاگ سے ہوا۔ آپ نے ککرہ نامی فقیر مجذوب کامل (جو رات کے وقت بند ہو جاتا تھا) کو بغل  
 گیری فرمائی اور فرمایا جو کچھ تم میں سرمایہ فقیری کا تھا۔ میں نے سلب کر لیا۔ پھر دوسری دفعہ  
 بغل گیری کر کے فرمایا جو کچھ تو رکھتا تھا۔ اسکی زیادہ میں نے تجھ میں ڈالا۔  
 میاں ککرہ کی پہلے یوں عادت تھی کہ حضرت سیرانی بادشہ کے ذکر سننے کے وقت  
 چنداں التفات نہ کرتے تھے۔ اور آپ کو اپنے برابر خیال کرتے۔ لیکن اب یہ حال ہو گیا  
 کہ جوں ہی سیرانی بادشہ کا ذکر خیر سننے سر جھکا دیتے تھے

حضرت ملا عزت اللہ رحمہ اللہ  
**بلوچستان کے فقراء پر سیرانی کا فیض عام** - تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قدوة الاصل

حضرت میاں قادر بخش و بنجارہ ملک کاچہہ کی موجودگی میں ایک فقیر مداری بھاگ میں آیا۔

۱۷ حیات سیرانی مرتبہ حضرت صاحب ادہ نظام الدین اویسی مدظلہ، تمہ بلوچستان سے۔ ایضاً

اور اس فقیر یعنی اخوند ملاعزت اللہ کو راہ باطن میں کوئی عقده پڑ گیا یعنی مجھ سے وہ سلب احوال کا ارادہ رکھتا تھا۔ میں نے میاں قادر بخش کی خدمت میں عرض کی تو انھوں نے توجہ نہ دی۔

میاں بھوٹہ نام (جو غلامان حضرت صاحب السیر سے تھے) میاں قادر بخش کو کہا کہ اس کی مدد کر دیکھو بھی انھوں نے توجہ نہ دی۔ پھر میاں بھوٹہ نے خود فرمایا کہ بہ برکت حضرت صاحب السیر کے اس کو یعنی مداری مذکور اس ملک سے باہر کر دیا۔ یہ کہہ کر بھوٹہ گھر کو روانہ ہو پڑا۔ میں نے دیکھا کہ وہ مداری کوچ کر کے جا رہا ہے اور میری طرف دیکھ کر کہا کہ مجھ کو فقیر نے یہاں سے نکال دیا۔

میاں بھوٹہ مجذوب حضرت سیرانی بادشاہ کا فیض یافتہ میاں بھوٹہ کا کمال :- تھا۔ سندھ میں لوگوں میں چرچا پڑا ہوا تھا کہ زمین میں پانی کی طرح غوطہ کھا کر غائب ہو گیا ہے واللہ اعلم کہاں گیا ہے

ملاعزت اللہ بلوچستانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اخوند صاحب کا بیان :- کہ میرا اعتقاد اس شخص کے حق میں جو ایک روز کی صحبت میں حضرت صاحب السیر کے ہاں حاضر ہونا دیگر سلسلوں کے بزرگوں کے ہاں سالوں سے بہتر ہے تمہ

فائدہ :- اس کے دوسرے سلاسل کا مرتبہ گھٹانا مطلوب نہیں۔ بلکہ اپنے شیخ سے عقیدت کا اظہار مطلوب ہے۔

حضرت سیرانی بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ اکثر سفر میں رہا کرتے خلفاء کرام :- تھے لیکن ان کے فیضان خاص سے بعض خلفاء کو نعمت ابدی کا

لہ لطائف سیرہ ۲۷ ایضاً۔ ۳۷ ایضاً



وافرحصہ نصیب ہوا تھا۔ جن کا مختصر ذکر اس عنوان کے تحت میں کیا جاتا ہے

مندرجہ ذیل تو خلفاء حضرت خواجہ صاحب کے یہاں گئے گئے ہیں جو الوار باطنی سے آراستہ تھے :-  
۱:- حضرت خواجہ سلطان احمد الدین صاحب سجادہ نشین اول دربار سیرانی رحمۃ اللہ علیہما  
۲:- حافظ قمر الدین علیہ الرحمۃ سکنہ موضع قائم پور (گوٹھ قائم رئیس) یہ بزرگ نواب بہر فرزند

خاں ملتان کے پیر تھے۔

۳:- شیخ محمد سلیم صاحب علیہ الرحمۃ قریشی سامانی

۴:- خواجہ سلیمان صاحب علیہ الرحمۃ ان کا مزار شریف حضرت شیخ کے مزار کے متصل ہے

۵:- شیخ محمد انور صاحب ملتان علیہ الرحمۃ یہ بھی اپنے شیخ خواجہ صاحب کے مزار کے قریب ہوئے

۶:- شیخ اللہ داد صاحب علیہ الرحمۃ جن کا مزار بیرن پاک دروازہ نزد اسٹیشن ملتان میں ہے

یہ بزرگ ڈیرہ غازی خاں کے رہنے والے تھے۔ شیخ کی اتباع میں سیر سیاحت کی ۱۲۶۵ھ میں وصال ہوا۔

۷:- شیخ نتھو مرحوم (انڈیا دہراچی) جنہوں نے آپ کی زہر آلود قے نوشش فرمائی۔

۸:- شیخ دوست محمد صاحب علیہ الرحمۃ جہاں گڑھ میں ان کا مزار مرجع خواص اور زیارت گاہ

عوام ہے۔

۹:- حافظ عبدالکریم قاری علیہ الرحمۃ ان کی حسنِ قراعت کا جواب پورے پنجاب میں تھا

۱۰:- میاں عبدالسلام (یہ نو مسلم بزرگ تھے ان کا تفصیلی واقعہ آتا ہے۔

۱۱:- مولوی غلام محمد صاحب کا نام بھی فہرست خلفاء سیرانی میں داخل سمجھا جاتا ہے۔

یہ بزرگ ریاست بہاول پور کے اتالیق خاندان نواباں بہاول پور کے قابلِ احترام

ممبر اور صاحبِ دل تھے۔ حضرت خواجہ صاحب کے ساتھ ان کا ایسا ربط و نیاز

تھا۔ کہ حضرت خواجہ صاحب نے ان پر اپنی خاص عنایت مبذول فرمائی

ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ صاحب کے مزار مبارک کا اندرونی خوب صورت اور

لطائف سیرید وغیرہ

ذالی نشان کٹہرہ انہوں نے بنوایا تھا۔ بہت سی کرامات ان کی ذات سے منسوب ہیں  
 ۱۲۔ خلیفہ محمد صدیق صاحب واجلی۔ (۱۳) خلیفہ محمد وارث صاحب (۱۴) خلیفہ محمد عظیم صاحب  
 خلیفہ مقبول صاحب کھوکھر ۱۴ مہر و خاں صاحب پر جانی رئیس بانی گوٹھ مہر خاں  
 (علاقہ بہاول پور) (۱۷) میاں۔ سلطان محمود صاحب بزنڈی بھی حضرت کے خلفاء کی فہرست  
 میں دخل کئے جاسکتے ہیں۔ (۱۸) حافظ محمد جمال مارڈوار (ہند) جن کا مختصر بیان  
 فیض عام کے باب میں گذرا (۱۹) حاجی کچی معروف بہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
 حضرت مولانا شاہ عبدالرحمن لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ اولیہ کا ذکر کرتے  
 ہوئے فرماتے ہیں کہ

یہاں ان اویس قرنی علی نبینا وعلیہ السلام صرف سہ واسطہ درمیان

اندبیس طوکہ شیخ عبدالخالق بلا واسطہ مرید حضرت اویس قرنی بودند

وہر روز وہ نشان محکم دین قدس سرہ مرید خلیفہ عبدالخالق بودند حاجی

کچی خلیفہ محکم دین قدس سرہ رحمہ

**تعارف حاجی کچی رحمۃ اللہ تعالیٰ :-** حضرت شاہ عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ اگرچہ اجمیر شریف  
 میں حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ کے ساتھ میری

ملاقات ہوتی تھی۔ اور مجھے بارہا علم باطنی کی طرف اشارہ فرمایا لیکن میں عرض کرتا علم ظاہر  
 حاصل کر لوں۔ آپ مجھے فرماتے :- ”بمراہ خواہی رسید“ مراد پالو گے۔

**حضرت حاجی کچی کا مقام عرفان :-** مولانا شاہ عبدالرحمن اپنی خلافت کا ذکر کرتے  
 ہوئے لکھتے ہیں :- ”بعد رفتن شیخ محکم دین

حاجی کچی لقب شیخ صاحب در اجمیر شریف ماندند و مشہور بود کہ ایشان بحضور حضرت خواجہ

معین الحق والدین قدس سرہ رسوخ و رسائی بسیار دارند لہذا من نیز استفادہ از حاجی

موصوف خواستم فرمودند کہ بدون اذن حضرت خواجہ مرید نخواہم کرد گفتم کہ استجازت  
 از انرا بر من۔

فرمایند۔ گفتند پرسیدہ جواب خواہم داد بروقت معہود کہ اذاندروں روضہ منورہ برآمدند  
 حال پرسیدم فرمودند کہ عندالاستیذان حضرت خواجہ طمانچہ بر رویم زدہ فرمودند کہ بعد الرحمن  
 لائق آنست کہ مرید گئی۔ فقط

اسی کتاب میں حضرت خواجہ عبدالخالق کاسیدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ فیض پانے  
 کا قصہ تفصیلی مذکور ہے جو حاجی صاحب نے خواجہ سیرانی سے براہ راست پوچھا جسے فقیر نے  
 کتاب کشف الحقائق میں درج کیا ہے۔

۲۰۔ مولوی محمد مراد ملتانی آپ کا مزار پرانی کوتوالی بیرون لوہاری گیٹ ملتان احاطہ کے  
 اندر ہے مولانا علی مردان مصنف لطائف سیریا آپ کے خلیفہ ہیں۔

۲۱۔ حافظ نور احمد آپ کا مزار تار گنج ملتان میں ہے ان کی تاریخ وفات ۶ محرم ۱۲۶۲ھ ہے

۲۲۔ شاہ ابوالفتح مؤ مبارک ضلع رحیم یارخاں۔

۲۳۔ شیخ ابوطالب مرحوم جنھوں نے بوقت وصال تمام خدمات سرانجام دیئے۔

۲۴۔ حضرت دیوان محمد غوث صاحب جلال پوری المعروف خوش دل از اولاد حضرت

پیر لال قتال صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کے فراق میں فرماتے ہیں۔

ہائے نی ہائے ہک جوگی آیا ÷ جوگن کر گیا جگدی۔

نیسناں والی نشتر مار کے ÷ رت کڈھ گیا رگ رگ دی

ناں ہائی اُمید ایں ماہی توں ÷ جو کھس دیں بھج ویسی

۱۰ انوار الرحمن ص

خوش دل سیری بیرے باجھوں : میکوں مٹھڑیاں گالھیں کوس سسی  
 اُردو ترجمہ۔ اے ماں! ایک جوگی نے آکر مجھ پر ایسا جادو کیا کہ میں اُس کے عشق میں  
 جوگن بن گئی۔

اُسٹس اپنی مست آنکھوں کا جادو کر کے میری رگ رگ کا خون نکال لیا۔ اُس  
 محبوب کے یہ اُمید نہ تھی کہ وہ مجھے دیوانہ بنا کر چلا جائے گا۔ خوش دل حضرت خواجہ  
 سیریؒ کے بغیر مجھ سے میٹھی اور دل لُٹھانے والی باتیں کون کرے گا۔

حضرت مخدوم خوش دل رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت سیرانی بادشاہ کو بہت بڑا  
 پیار تھا۔ یہاں تک کہ بہ وقتِ وصال انھیں سے الوداع کر کے دہراجی پہنچے اور وہ بھی  
 اپنے شیخ پر جان چھڑکتے تھے۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب تاریخ مشائخ اویسیہ میں ہے

۲۵:- حضرت سو بھانسدھی مرحوم جن کا مزار علاقہ میر پور مستحیلو سندھ میں ہے  
 ۲۶:- حضرت نور شاہ (ڈیر اسماعیل خاں صوبہ سرحد) بہت بڑے کابل صاحب کرامات

مشہور تھے

۲۷:- شیخ عبد السلام جوگی :- ان کو بھی حضرت خواجہ کے خلفاء میں شمار کیا جاتا  
 ہے۔ ان بزرگ کے اسلام سے مشرف ہونے کا قصہ اس طرح لکھا ہے کہ دورانِ حیات  
 میں حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ اتفاقاً کوہستان سنگل گڈھ میں ہوا۔ رات کو

جہاں حضرت کا قیام تھا۔ وہاں ایک جوگی استدراج کر رہا تھا

اس نے حضرت سے کرامت دیکھنے کا مطالبہ کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ ہم فقیر مسافر لوگ ہیں  
 ہم اللہ تعالیٰ کے دروازہ کے گداگر ہیں۔ کرامت اور خوارق کا اظہار ہمارا کام نہیں ہاں  
 اگر آپ کوئی تماشہ دکھائیں تو آپ کو اختیار ہے جوگی اپنے استدراج کے زور پر بیٹھے  
 بیٹھے غائب ہو گیا اور پھر نمودار ہوا۔ اسی طرح کئی بار متواتر نظر سے غائب ہوتا رہا اور  
 پھر ظاہر ہو جاتا رہا۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس کے کمال کی نسبت دریافت فرمایا کہ

یہ مرتبہ آپ کو کیونکر حاصل ہوا۔ جوگی نے جواب دیا کہ خلاف نفس سے۔ جو کچھ جی نے چاہا۔ میں نے اس کی پیروی نہ کی اور اس کے خلاف کیا۔ اور عمر بھر۔ یا صنت کے بعد یہ درجہ حاصل کیا ہے۔

حضرت خواجہ صاحب نے اس پر جوگی کو فرمایا میں مسلمان فقیر ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تم بھی میری طرح مسلمان ہو جاؤ۔ اس امر کے متعلق تمہارا نفس کیا چاہتا ہے۔ جوگی چیں بچیں ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ میرا نفس اس امر کو قبول نہیں کرتا۔ اس پر حضرت خواجہ صاحب علیہ رحمۃ نے اس جوگی کو فرمایا کہ اپنے اصول کے مطابق جس کی پیروی آپ نے فرمائی ہے۔ اب تم کو مسلمان ہو جانا چاہیے کیونکہ نفس کا خلاف اسی میں ہے جوگی نے اس استدلال پر کچھ توجہ نہ کی۔ مگر معاً جوگی نے اپنے کمالات استدراج کو مفقود پایا اور چاہا کہ پھر کوئی شعبہ دکھائے۔ مگر اس کی طاقت جاتی رہی۔ اور کسی امر پر بھی وہ اپنے استدراج کے ذریعہ عمل نہ کر سکا۔ نہایت تنگ آ گیا اور اپنی تمام عمر کی کمائی کو اس طرح جاتا ہوا دیکھ کر حضرت کے قدموں پر گر پڑا۔ اور معذرت چاہی۔

اسلام کے نور سے حضرت نے اپنی پوری توجہ کے ذریعے اسکی دل و دماغ کو روشن کر دیا۔ اور نظر کی میا اثر سے کمالات باطنی بھی ظاہری اسلام کے ساتھ مرحمت فرمائی۔ اس جوگی کا اسلامی نام عبدالسلام رکھا گیا۔ اس بندگان وار نے اسلامی نعمت حاصل کرنے کے بعد تبلیغ کا کام کیا۔ اور اس قدر مقبول ہوا کہ اس کو بھی خاص خلفاء حضرت میں شمار کیا جاتا ہے۔  
(خزینۃ الاصفیاء)

۱۲۸۔ میاں بھوڑ سندھی۔ جن کا ذکر خیر باب کرامات میں آچکا ہے۔

۱۲۹۔ ملا اخوند عزت اللہ بلوچستانی کا بھی ذکر خیر آچکا ہے۔

۱۳۰۔ حافظ جمال (ماڑ، ہند)۔

ممکن ہے اور بھی خلفاء و فیض یافتگان ہوں۔ جن کا ہمیں علم تھا لکھ دیا ہے اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تاریخ مشائخ اویسیہ میں مزید عرض کیا جائے گا۔

جس مبارک دور میں حضرت سیرانی بادشاہ اس عالم دنیا کو فیض یاب

**معاصرین عظام:** فرما رہے تھے تو دہلی میں حضرت مولانا فخر جہاں علیہ الرحمۃ نے علم

عمل کا وہ بازار گرم تھا۔ ہندوستان کے باہر تک ان کی شہرت اور عظمت قائم تھی یہ بزرگ

حضرت سیرانی صاحب کے استاد تھے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا

شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی زمانہ میں حدیث اور تفسیر کے علم و عمل کا سبق ایک زمانہ

کو دیتے تھے۔ جن کی روشنی سے اس وقت تک دنیا کے علمی مجلسیں منور ہیں۔ تو نسہ شریف

میں حضرت خواجہ سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ تھا۔ کوٹ مٹھن میں حضرت خواجہ قاضی

عاقل محمد صاحب کا دورہ تھا۔ یہ دونوں بزرگواران حضرت خواجہ قلیہ عالم نور محمد صاحب مہاروی

علیہ الرحمۃ کے دل رُباتے جو حضرت خواجہ سیرانی صاحب کے کمالات باطنی کے عاشق تھے۔

دیان میں بھی متعدد بزرگ موجود تھے۔

**تعظیم و تکریم اور عقیدہ ادب و احترام و نسبت و محبت:** عقیدت اور ادب

احترام روح اسلام اور جان ایمان ہے۔ لیکن افسوس! آج یہ باتیں دنیا سے اٹھ

رہی ہیں۔ بلکہ ادب اور تعظیم و تکریم کو بدعت و شرک کے ساتھ ملا یا جا رہا ہے۔ اور بے ادبی

دگستاخی کو عین اسلام ثابت کیا جا رہا ہے۔

**بزرگوں کا ادب و عقیدت:** ہمارے دور میں پیری و مریدی رسمی بن کر رہ گئی ہے

ورنہ مشائخ اور اولیاء سے سوء ظنی کی بیماری نہ پھلتی

اولیاء کرام و مشائخ عظام ولایت کے مرتبہ کو تب پہنچے جب ان میں عقیدت و ارادت کمال

کو پہنچی۔ حضرت سیرانی ساتیں قدس سرہ کے ادب شیخ اور ان سے عقیدت کے چند واقعات

ملاحظہ ہوں۔ بلکہ جملہ اولیاء اللہ نہ صرف اپنے شیخ بلکہ ہر لی اللہ کا اسی طرح ادب کرتے

نظر آتے ہیں۔

**شیخ کے وصال کے بے قراری:** پاک پتن شریف پر عرس کی تقریبات سے گئے ہوئے تھے کہ حضرت کو اپنے



پیر و مرشد حضرت خواجہ عبد الخالق صاحب کے انتقال پر ملال کی اطلاع ملی۔ فوراً وہاں سے روانہ ہو پڑے۔ اگرچہ عرس ابھی تک ختم نہ ہوا تھا۔ اور حضرت قبلہ مہاروی نے بھی استیفا کی۔ کہ ختم کے بعد لشریف لے جائیں۔ مگر نہ رہا گیا اور فوراً روانہ ہو گئے۔

اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عبد الخالق صاحب  
پیر مرشد کے غلاف کا ادب:۔ علیہ الرحمۃ کے مزار کے لئے بہاول پور سے ایک

غلاف تیار کرایا تھا۔ اور خانقاہ پر چڑھانے کے لئے لے جا رہے تھے۔ ہر روز صبح کو اٹھ کر خاص طور پر با ادب ہو کر اس غلاف کی زیارت کرتے۔

حضرت خواجہ عبد الخالق صاحب قدس سرہ کے خدام  
شیخ کے شہر کا کتا:۔ جو قوم کے ککڑے تھے حضرت کی خدمت میں آئے

حضرت نے اس کی خدمت کے لئے مطبخ کے منتظم کو ہدایت کی کہ ان کی منشا کے مطابق ان کی خدمت کی جائے۔ جیسا کہ عام دستور ہے۔ خدام نے سلسلہ پیری کو مد نظر رکھ کر ایسی فرمائشیں کیں کہ منتظم مطبخ نے تنگ آکر حضرت کی خدمت میں شکایت کی۔ حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ یہ لوگ مانگیں۔ ان کی منشا کے مطابق دے دیا جائے اور ہرگز اپنی (انکار) نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ تو حضرت کے غلام ہیں لیکن اگر حضرت کا کتا بھی آئے تو بھی اس کی بے انتہا عقیدت کے ساتھ تواضع کرنا میرا فرض ہے۔

ایک دفعہ اپنے گھوڑے کے سائبیں میاں گڈن  
شیخ کے پیامی کا ادب:۔ کو اپنے پیر کی خدمت میں کسی غرض کے لئے بھیجا

تھا۔ جب وہ واپس آیا تو خود اس کے استقبال کے لئے کچھ فاصلہ تک گئے اور بڑی عزت اور احترام سے اُس کو لائے اور ظاہر کیا کہ یہ میرے پیر کی طرف سے آیا ہے اس لئے اس کا احترام واجب ہے۔

شیخ کے شہر کا بھڑو۔۔ سیرانی بادشاہ ایک ندی کے کنارے وضو فرما رہے تھے۔

کہ ایک بھڑ (زنبور) اس بھڑ کو اڑانا چاہتا تو حضرت نے یہ کہہ کر منع فرمایا کہ نہ اڑاؤ یہ اُجھے (مشرق) کی طرف سے آیا ہے یعنی میرے مرشد کی طرف سے اڑتا ہوا آیا ہے اس کو نہ اڑاؤ۔

فائدہ ۷۰۔ بھڑ اگرچہ موذی ہے لیکن چوں کہ وہ پیر سے منسوب تھا اسی لئے اس سے پیار کرنا پڑا۔

جیسا کہ پہلے گذرا کہ بی بی سپوراں (رحمہا اللہ) نے عرض  
**شیخ کی اولاد کا ادب:** کی کہ آپ میری لڑکی سے نکاح کر لیں۔ آپ نے

فرمایا مائی جی! فقیر کی منی جل گئی ہے۔ لیکن پیر و مرشد کے سامنے کچھ اور کہا جب کہ آپ نے شادی نہ کرنے کا سبب پوچھا تو آپ نے عرض کی حضور! مجھے ادب اجازت نہیں دیتا کہ میری اولاد پیدا ہو تو پھر وہ کہیں بے ادب ہو کر آپ کی اولاد کا مقابلہ نہ کر بیٹھے۔ یہ کلمات سن کر شیخ کو جلال آگیا۔ اور فرمایا۔ اگر یہی بات ہے تو میری اولاد کی پہچان بھی صرف تیرے نام سے ہوگی۔

فائدہ ۷۱۔ حضرت خواجہ حافظ عبدالخالق قدس سرہ کا یہ کلمہ ایسا پُر اثر نکلا کہ آج بھی ہم بزرگوں کے منکر کو اپنے شیخ کی زندہ کرامت دکھا سکتے ہیں کہ حضرت شیخ حافظ عبدالخالق قدس سرہ کی اولاد ہو یا حضرت خواجہ پیر محکم الدین سیرانی کے بھائیوں کی اولاد ہو حضرت صاحب السیر کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ حالانکہ حضرت صاحب السیر قدس سرہ کی اولاد کیا۔ آپ نے سرے سے نکاح بھی نہیں کیا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ حضرت خواجہ حافظ عبدالخالق قدس سرہ آپ کے  
**شیخ کا ادب:** رشتہ میں کیا ہیں۔ اگرچہ آپ مرشد کے عم زاد تھے لیکن

آپ ازراہ ادب کہا کہ وہ میرے آقا و مولیٰ ہیں۔ اور ہماری تمام برادری کے سردار۔  
 فائدہ ۷۲۔ باوجودیکہ آپ کے شیخ آپ کو اپنے رشتہ داروں سے بڑھ کر اپنے دکھ

میں شریک کار رکھتے اور رشتہ داری کی حیثیت سے ہی آپ کے ساتھ وابستہ رہتے۔ لیکن سیرانی بادشاہ نے اسے لطف و کرم پر محمول کیا اور حقیقی رشتہ سامنے رکھ کر وہی نسبت پیش کی جو صحابہ کرام حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادب اور تعظیم و تکریم سے پیش آتے مثلاً صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کبھی نہیں کہا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے داماد ہیں یا کبھی سیدنا عثمان و سیدنا علی رضی اللہ عنہم نے کہا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم داماد ہیں یا حضرت عباس و حمزہ رضی اللہ عنہما نے کبھی کہا ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے بھتیجے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ جس طرح سیرانی بادشاہ نے اپنے مرشد کے ساتھ رشتہ داری کے باوجود کہا وہ میرے آقا ہیں ایسے ہی وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رشتہ داریوں کے باوجود حضور علیہ السلام کو آقا و مولیٰ وغیرہ ایسے الفاظ سے یاد کرتے جن میں سے ادب و تعظیم کا اظہار ہوتا۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھ ہر صاحب نسبت کا ادب اور تعظیم مزوری ہے۔ ورنہ محرومی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

**دیگر مشائخ کا ادب و عقیدت:** بزرگان دین سے آپ کو عقیدت اور محبت تھی کسی بزرگ کی خانقاہ سے بغیر فاتحہ پڑھے یا ایک رات بسر کئے بغیر نہ گذرتے تھے۔

**گنج شکر کا بہشتی دروازہ بلکہ پاپتین کا ٹیلہ بھی بہشت کا در ہے:** ایک دفعہ

موقعہ پر پاک تین میں ایک ٹیلہ پڑھے ہوئے تھے۔ ایک مولوی صاحب نے آکر سوال کیا کہ حضرت یہ جو مشہور ہے کہ جو شخص حضرت بابا فرید گنج شکر قدس سرہ کے خانقاہ مبارک کے اس دروازہ سے ایام مقررہ کے اندر گزرنے تو وہ بہشتی ہے اس خیال کی حقیقت کیا ہے؟  
کہ مولوی صاحب فقیر کا اعتقاد تو اس کے بھی زیادہ ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ جو شخص اس ٹیلے سے

جہاں فروکش تھے۔ بھی گزر جائے تو وہ ہشتی ہے۔

**سڑی بستی کا واقعہ:** سیرانی بادشاہ ایک مرتبہ شہر فرید سے گذر رہے تھے۔ مولوی بھی آپ کے ہمراہ تھے جو آپ کے معتقدین میں سے تھے۔

دورانِ سفر شہر فرید کے قریب نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ ایک ٹیلہ پر سبز سجود ہو گئے آپ نماز میں مشغول تھے کہ وہاں سے ایک شخص گذرا حضرت کو نماز میں مشغول دیکھ کر کہنے لگا۔ یہ بھی تو فقیر ہے کہ کوزہ اور مصلیٰ ہمراہ ہے۔ وضو کے واسطے پانی مانگنے کی ضرورت نہیں اور وہ بھی فقیر ہیں کہ کل سے ان کے ہمراہیوں کے گھوڑوں کے کیلے گاڑھتے گاڑھتے لوگ عاجز آگئے ہیں۔ اس آدمی کا اشارہ حضرت نور محمد بہاروی علیہ الرحمۃ سے تھا۔ آپ نماز سے فراغت پا کر مولوی سے فرمایا جلدی اٹھو اور اس بستی سے نکل چلو۔ یہاں ابھی ایک آدمی نے فقیر کا گلا کیا ہے اس بستی کی خیر نہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت صاحب نے بستی سے قدم باہر رکھا ہی تھا کہ بستی کو آگ لگ گئی۔

**مہاروی سائیں کا کمال:** حضرت حافظ جام پوری فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اپنے پیر

حضرت مہاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے جا رہا تھا کہ راستہ میں اُدچشرف کے قریب مقام تیری میں جب پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ صاحب یہیں ایک مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ میں حضرت خواجہ صاحب کی زیارت کے لئے اس مسجد میں چلا گیا۔ اور دل میں یہ ارادہ کرتا گیا کہ میں جناب قبلہ مہاروی علیہ الرحمۃ سے اپنا رشتہ بیعت توڑ کر حضرت خواجہ صاحب کی قبلہ کی جناب میں تو تسل اختیار کر لوں۔ میں جب حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں قدم بوس ہوا۔ تو حضرت نے میرے خیال پر کشف کے ذریعہ سے مطلع ہو کر تبسم فرمایا اور مجھ ارشاد کیا کہ حافظ صاحب! فقیر کا تعلق ایک مُرد کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔ جیسے پتھر میں میخ گھس جائے اور مستحکم ہو جائے۔ یہ پیری مُردی کا تعلق ایسی میخ کا نہیں جو مٹی میں گاڑ دی اور جس طرف چاہا اس کو پھیر لیا۔ میں دل میں نام

ہوا اور اپنے پیر حضرت مہاروی علیہ الرحمۃ کے نسخ بیعت کے ارادہ سے توبہ کی لئے  
حضرت سیرانی بادشاہ حضور گنج شکر کے عرس فراغت پاکر

**مہاروی صاحب کا ادب :-** ایک گلی سے گزرے دیکھا کہ مہاروی صاحب قدس سرہ

دوسرے کوپے میں جا رہے تھے تو ان کو دیکھ کر تعظیماً گھڑے ہو گئے۔

نمونہ کے طور میں نے صرف ایک واقعہ درج کیا ہے۔ ورنہ صورت حال یہ ہے کہ دونوں

حضرات جب بھی آپس میں کبھی ملتے تو دونوں ایک دوسری کی تعظیم و تکریم میں کسر نہ چھوڑتے

یہاں تک کہ ایک دوسرے پر پیر مرید ہونے کا شک گذرتا۔

ایسے ان کے مریدین کا حال تھا کہ حضور مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید سیرانی بادشاہ کا

مہاروی پر نثار تھا۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے

نے سنا کہ حضرت صاحب السیر رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر دیتے ہیں تو وہ

آپ کی خدمت میں روانہ ہو چکا۔ ایسے ہی جب کسی دوسرے کے مرید میں اسپن پیر سے سرو

انحراف کا وہم پاتے تو اسے فوراً اپنے پیر سے شک رسمنے کی تہنید فرماتے۔

غرضیکہ ان کو آپس میں محبت و پیار بے حد تھی۔ آج کے دور کی طر ح حسد یا بغض کا نام و

نشان تک نہ تھا۔

**غوث اعظم کی تعلیم :-** ایک بی بی (مریدنی) کی زندگی سے مایوسی پر اس کی صحت کا عرصہ

تو سیرانی بادشاہ کا دریا کے فیض جو کشور میں آیا

فرمایا کہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ نے بھی قناتے مبرم کو بدلا تھا۔ ہم بھی (اس کے علقے

سے) وہی کر دکھلاتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے ہائی صاحبہ (مریدنی) صحت یاب

ہو گئی۔

۱۳۱ لطف مسکا کہ لطف سیر یہ ص ۳۷ اشارات فریدی ص ۵۹

**قائدہ:-** سیرانی بادشاہ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا تقدیر مبرم کا ذکر کر کے حضرت غوثیت

کتاب میں اپنی عقیدت کا اظہار فرمایا۔

**ازالہ وہم:-** تقدیر تین قسم ہے (۱) معلق:- یہ عام ہے اس کے متعلق بے شمار احادیث مبارکہ وارد ہیں (۲) مبرم یہ کبھی نہیں ملتی اگر کسی وقت بوجہ مصلحت انبیاء اولیاء بارگاہ والہ

میں عرض کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنی حکمت سے آگاہ کر کے اسی طرح ایسے بدستور رہنے دیتا ہے۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام نے لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب کے دفع ہونے کے لئے عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ابراہیم اعرض عن هذا انہ قد جاء من ربک لے ابراہیم اسے چھوڑیے یہ امر ہو کر رہے گا۔

(۳) مبرم شبیبہ پر معلق:- اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ لوح محفوظ پر لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ امر ہو کر رہے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتا ہے کہ فلاں محبوب فرمائے گا یا فلاں امر اس میں ہوگا تو یہ تقدیر ٹل جائے گی۔ اسی کے لئے حدیث شریف میں، لا یرد القضاء الا الدعاء:- تقدیر کو دعا ہی ٹالتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یرحوا لله ما یشاء ویثبت وعندہ علو الکتاب مطاوعا ہے جو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے جو چاہتا ہے اس میں ام کتاب ہے۔ تفصیل فقیر کی شرح مشنوی میں ہے۔

**اپنے مرشد کا فیض:-** سیرانی بادشاہ ایک دفعہ سوار چلے جا رہے تھے کہ کسی شخص نے دوڑتے ہوئے پیچھے سے آکر سوال کیا کیا حضرت میں فلاں بزرگ کا مرید

ہوں۔ مجھے پیر نے وظیفہ آیت شریفہ لا لہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین کا ورد ارشاد فرمایا۔ میں ان کے فرمان کے مطابق وقت مقررہ پر یہ وظیفہ مدت سے پانچ سو بار روزمرہ پڑھ رہا ہوں۔ مگر کوئی نتیجہ ابھی تک مجھے معلوم نہیں ہوا۔ حضرت کوئی وظیفہ نبی سبیل عنایت فرمادیں حضرت نے سن کر دو تین دفعہ اس وظیفہ کا تکرار فرمایا اور پھر اس شخص کو ارشاد فرمایا کہ فقیر بھی تم کو اسی وظیفہ کی تلقین کرتا ہے اسی وظیفہ کو اسی مقدار میں بعد از نماز مغرب پڑھا



کرد۔ اور جو کچھ اس وظیفہ کی برکت سے حاصل ہو۔ وہ اپنی پیر کی طرف سے سمجھو۔  
 فائدہ ۷۔ مرید کی ارادت کو پختہ کرتے ہوئے اسے صحیح راستہ بتلا دیا کہ اگرچہ اس وظیفہ کا اثر  
 ہمارے بتلانے پر ظاہر بھی ہو تب بھی اسے اپنے شیخ کا فیض سمجھنا۔ اور یہی طریقت کا قانون ہے  
 کہ سالک کو فیض جہاں سے ملے تب بھی اسے اپنے مُرشد کا فیض سمجھے۔

**رابعہ زماں**۔ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ وہاں ایک  
 حضرت سیرانی بادشہ قدس سرہ نے فرمایا کہ میں (ایک دفعہ زبید میں حضرت  
 عورت عارفہ صاحبہ مقامات عالیہ (جسے رابعہ ثانیہ بھی کہنا درست ہوگا) زیارت نصیب ہوئی  
 اور ماسوی اللہ اتنا فارغ تھی کہ اس کے نزدیک مٹی اور سونا برابر تھا۔ بہت مراتب کی مالکہ  
 تھی۔ کسی نے خیال کیا کہ اپنے اس سے بھی کچھ فیض پایا ہوگا۔ آپ نے فوراً فرمایا کہ مجھے اس کی  
 ضرورت نہ تھی۔

فائدہ ۸۔ یہ اس لئے فرمایا کہ اپنے شیخ سے فیض پانے کے بعد کسی دوسرے  
 سے فیض کے حصول کا خیال چھوڑ دینا ضروری ہے یہ بھی سلوک کے آداب میں سے ہے۔  
**مرء و حکام اور افسر کے برتاؤ**۔ عام اولیاء کرام کی عادت مبارکہ ہے کہ وقت کا بادشہ  
 اگر تکبر و غرور کو چھوڑ کر عجز و نیاز سے ان کے ہاں

حاضر ہو تو اسے اولوالامر سمجھ کر وہ اس کی عزت احترام کرتے ہیں لیکن حضرت سیرانی بادشہ  
 ان کے برعکس کسی بھی حاکم اور وائی ملک اور افسر کو منہ نہ لگاتے۔ بلکہ ان کو احکام الہی کی تلقین  
 فرماتے۔ اگر کوئی اس کے خلاف ہوتا تو اس کی سخت سے سخت سزا سنائی فرماتے۔

**نواب نصیر بگٹی (بلوچستان)** ایک دفعہ نواب بہاول خاں مرحوم کو آرزو ہوئی کہ کسی طرح  
 حضرت سیرانی بادشہ کے منہ مبارک سے میرے متعلق کلمہ

خیر بھلائی ظاہر ہو۔ اسے میرا انجام بالخیر ہو جائے گا۔

اتفاق سے حضرت سیرانی بادشہ بہاول پور تشریف لائے میاں محمد حسن مرحوم کی مسجد میں  
 سے ملک میں ایک شہر کا نام ہے۔

قیام فرمایا نواب موصوف نے اپنے دو خاص آدمیوں کو بھیج کر سمجھایا کہ آپ کے سامنے اسکی داد گسٹری اور رعایت پیدری اور تمدات اور اتہاج شرع کا ذکر کریں۔ اور آپ کو اس کے دنیا و دین کے لئے نیک ہونے کا یقین دلائیں۔ جب وہ دونوں حاضر ہو کر اوصاف مذکور بیان کئے تو آپ نے فرمایا کہ ایسے اوصاف تو نصیر بڑے ہی کے سوا اور کسی میں نہیں پائے جاتے یہ

گذشتہ واقعہ سے یہ مطلب نکالنا بے جا ہو گا کہ نواب بہاولپور میں موجود نواب بہاولپور تھے۔ بلکہ دراصل بات یوں تھی کہ حضرت سیرانی بادشاہ نواب بہاول

پور کے خیالات کی اصلاح فرمانا چلتے تھے کہ یہ جملہ امور لفظوں سے نہیں عملوں سے موزوں ہے چنانچہ بفضلہ تعالیٰ ایسے ہی ہوا کہ نواب بہاولپور کی ایسی اصلاح ہوئی کہ باقی تمام نوابوں سے اہمیت و صلاحیت میں بازی لے گئے۔ نہ صرف خود بلکہ اولاد میں بھی ایسی تاثیر چھوئی کہ پشتوں تک تاحال نوابان بہاولپور اولیاء اللہ کے نیاز مند رہے۔ جیسا کہ تاریخ نوابان بہاولپور اس کی شاہد ہے۔

گورنر گلستان حضرت سیرانی بادشاہ ایک دنہ ملتان سے میں رونق افروز تھے۔ بہت لوگ زیارت کے لیے جمع ہو گئے۔ اسی دن میں نواب مظفر خاں گورنر ملتان بھی زیارت کے

لئے حاضر ہوئے۔ حضرت والا کے چہرہ مبارک پر آثار وحشت نمودار ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی کم انتفاض فرمایا۔ اور نہایت ہی متعجب گئے کہ بعد اس کو رخصت فرما دیا

ایک دفعہ نواب محمد بہاول خاں مرحوم، والی بہاول والی ریاست بہاولپور پیر رحمہ اللہ مخدوم صاحبان اوچ کی کسی دیوار کے تصفیہ

تنازعہ کے متعلق اوچ شریف میں تھے۔ حضرت سیرانی بادشاہ کاحال معلوم کر کے حضرت کی خدمت میں یوں حاضر ہوئے قدم بوسی کی اداسے آداب کے نیاز عرض کی کہ غلام اس ملک ریاست

بہاول پور آپ کا نائب ہے۔ اس کلمہ سے حضرت میرانی بادشاہ کو جوش آگیا۔ فرمایا تو میرا  
کیسا نائب ہے تو نہیں جانتا کہ نائب کا گناہ منیب کے نام لکھا جاتا ہے۔ یہ سن کر نواب صاحب  
کے لب خشک ہو گئے اور حضرت کی بیبت سے کانپنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا۔

بہاول خاں یہ مملکت تمہیں دوسروں سے ملی ہے۔ اسی طرح تیرے بعد اوروں کو ملے گی  
فلہذا تمہیں لازم ہے کہ تم خلیق خدا کے ساتھ نیک سلوک اور احسان کرو۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اسی میں بخشش  
اور راضی ہوتا ہے اور یہ یقین رکھو۔ کہ تمہارے اہل کار چھوٹے یا بڑے جو ظلم کریں گے ان کا حساب  
تم سے لیا جائے گا۔ اور قیامت میں تم سے ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا۔

**نواب مبارک خاں کو تنبیہ:** حضرت میرانی بادشاہ سے مبارک خاں نے سلوک سیکھنے کے  
کا وظیفہ پوچھا آپ نے فرمایا کہ آپ لوگ (فقراء) سے پناہ مانگیں

ہو تو ہم (فقراء) بھی آپ لوگوں (دنیا داروں) سے پناہ مانگیں۔

فائدہ: اس نے نواب کو سبق سمجھایا کہ اللہ والے بے نیاز ہوتے ہیں۔

**نواب بہاول خاں کو نصیحت:** نواب (والی ریاست بہاول پور) جناب محمد بہاول خاں  
موجود نے وظیفہ پوچھا تو حضرت میرانی بادشاہ قدس

سرد نے انہیں فرمایا کہ آپ کا یہی ہے کہ خلیق خدا کے ساتھ عدل و انصاف کرو اور رعایا کے  
کسی فرد پر بھی ظلم نہ ہونے دو۔

حضرت پیر ملوک شاہ بہاول پوری کی خواجہ صاحب سے ملاقات۔

بہاول پور کے بڑے قبرستان کو جن بزرگوں کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے وہ بھی حکمت ہندوستان

یعنی حضرت ملوک شاہ صاحب علیہ الرحمۃ بھی اُس وقت زندہ موجود تھے۔ اور حالت جذبات  
کیف میں ہر وقت سُرست رہا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ صاحب کا ان کے ساتھ بسا ادا  
عجیب عجیب حالات میں مکالمہ اور تبادلہ خیالات ہوتا تھا۔

ان تمام بزرگوں کی عموماً ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں حضرت پہلے شاہ صاحب بھی اسی زمانہ

قریب قریب موجود تھے۔

**کشف و کرامات!** کشف و کرامات اولیاء اللہ کی ولایت کو مزوری نہیں۔ ہاں ان کی کرامات کا انکار گمراہی ہے۔ چونکہ کشف و کرامات عقل و فکر کی رسائی سے باہر ہے

اسی لئے فلسفی مطلقاً منکر ہے اس کی پیروی میں معتزلہ نے اسلامی دعویٰ کے باوجود نہ صرف منکر بلکہ اس کے قائل کو گمراہ سمجھتے تھے۔ آج وہ فرقہ دنیا میں ناپید ہے لیکن اس کی تقلید میں وہابی، دیوبندی مطلقاً تو کرامات کا منکر نہیں۔ البتہ جزئیات کا انکار کر کے فرقہ معتزلہ کی یاد تازہ کر دیتا ہے مثلاً غوث اعظم رضی اللہ عنہ بڑھیا کے بڑے اور دیگر بے شمار کرامات کا اسے انکار ہے۔

اولیاء اللہ حتی الامکان کرامات چھپاتے ہیں۔ صرف تین مقامات پر اس کے ظاہر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ شرع شریف کی عزت بچانے کیلئے جب اسباب ظاہر کے کفایت نہ کریں۔ پختہ کرنے عقیدت اور ارادت کے لئے۔ تاکہ مشقت ریاضت کی برداشت کر سکے۔ مخالف اسلام کو نیچا دکھانے کیلئے۔ یہ تینوں ایسے مقام ہیں کہ جن میں کرامات از خود ظاہر کرنی پڑتی ہیں۔ خواہ اس کی کسی نے طلب کی ہو یا نہ۔

**کرامتِ امام شافعیؒ**۔ فتاویٰ برہنہ میں آیا ہے کہ روم سے ہر سال ہارون رشید کو مال بھیجتے تھے۔ ایک دفعہ مال نہ بھیجا اور کہا کہ تمہارے علماء ہمارے

پادریوں سے مناظرہ کریں۔ اگر تمہارے علماء غالب آئیں تو ہم مال بھیجیں گے ورنہ نہیں۔ ہارون رشید نے حضرت امام شافعیؒ کو کہا۔ اور دریائے دجلہ کے کنارہ پر مناظرہ مقرر ہوا۔ بغداد کے لوگ حاضر ہوئے۔ اور امام صاحب بھی اپنے کپڑے کو کندھے پر ڈال کر تشریف لائے۔ اور کپڑا دریا میں ڈال کر خود دریا میں چلے گئے۔ اور کپڑا اوپر جا بیٹھے اور فرمایا۔ جس شخص کو ہمارے ساتھ مناظرہ کرنا ہے اندر چلا آوے۔ چار سو کافر تار تار توڑ کر مسلمان ہو گئے۔ ایک عیسائی بادشاہ نے کہا کہ اگر امام صاحب ہمارے ملک میں تشریف لاتے تو ہم سب گمراہ ہو جاتے اور اعتقاد الاعتقاد شرح العقیدہ الحافظیہ میں ہے کہ شیخ پر لازم ہے کہ وہ اپنے اس مرید کو

کرامات دکھائے جسے وہ راہِ سلوک طے کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ وہ کرامات سے تسلی قلب اور سکون و قرار پا کر آسانی سے منازلِ سلوک طے کر سکے۔

**کرامت شیخ شہاب الدین سہروردی**۔ حضرت شیخ سہروردی کی کرامت ملاحظہ ہو۔ ایک فلسفی خلیفہ کی خدمت میں آیا اور اپنی کتابیں ہمراہ لایا

اور چاہا کہ خلیفہ کو راہِ حق سے پھیرے اور خلیفہ کو بھی اس کی تعلیم کی طرف رغبت ہوئی یہ خبر شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچی۔ شیخ متوجہ ہوئے اور کہا کہ جس وقت خلیفہ دینِ فلسفہ کی طرف مائل ہو گا تو جہاں سیاہ ہو جائے گا۔ شیخ متوجہ ہوئے اور خلیفہ کی حویلی کے دروازہ پر آئے اس وقت خلیفہ اور وہ حکیم بدبخت خلوت کئے ہوئے تھے اور اسی علم کی بحث میں مشغول تھے۔ خبر والوں نے خبر پہنچائی کہ شیخ آئے ہیں۔ بادشاہ نے شیخ کو اندر طلب کیا۔

حضرت شیخ اندر آئے تو خلیفہ اور حکیم کو دیکھا اور پوچھا کہ اس وقت تم کس بحث میں تھے۔ خلیفہ نے کہا نجی باتیں کر رہے تھے۔ بحث فلاسفہ کو پوشیدہ رکھا۔ حضرت شیخ نے فلسفی سے پوچھا کہ تم کس بات میں مشغول تھے۔ فلسفی نے کہا ہم اس وقت اس بحث میں تھے کہ حرکتِ آسمان کی تین قسم ہے طبعی، ارادی، کسری حرکت طبعی وہ ہے کہ اپنی طبیعت سے پھرے اور جائے۔ جیسا کہ پتھر کو ہاتھ سے چھوڑیں تو زمین پر پڑے گا اور حرکتِ ارادی وہ ہے کہ وہ اپنے ارادہ سے حرکت کرے۔ اور جس طرف چاہے جا سکے اور حرکتِ کسری وہ ہے جو اس کو کوئی اور شخص حرکت میں لائے۔ جیسا کہ پتھر کو مثلاً کوئی ہوا میں پھینکے اس کو حرکت کسری کہتے ہیں۔ پھر جب اس کی قوت کم ہو جاتی ہے تو وہ اپنی خاصیت سے زمین پر پڑتا ہے اس کو حرکتِ طبعی کہتے ہیں۔ اب ہم اس بحث میں تھے کہ حرکتِ آسمان کی طبعی ہے کسری نہیں۔ شیخ نے فرمایا کسری ہے جو اس کو فرشتہ پھیرتا ہے انہوں نے کہا کہ کس طرح شیخ نے فرمایا کہ فرشتہ اس صورت اور شکل کا جو آسمان کو حکم اللہ تعالیٰ سے پھیرتا ہے جیسا کہ حدیث میں



آیا ہے۔ حکیم ہنس پڑا۔ اس کے بعد شیخ علیہ الرحمۃ نے حکیم کو جس چھت کے نیچے بیٹھے تھے باہر لائے اور آسمان کی طرف منہ کر کے نگاہ فرمائی اور کہا یا اللہ جہ کچھ تو اپنے بندوں کو دکھاتا ہے ان کو بھی دکھا اس کے بعد منہ مبارک خلیفہ کی طرف کر کے فرمایا آسمان کو دیکھئے ہر دونوں نے آسمان میں فرشتہ کو دیکھا کہ آسمان کو پھیر رہے اسی وقت خلیفہ اس مذہب بد سے تائب ہوا۔  
(نوائد الفوائد)

نوٹ: حضرت سیرانی بادشہ کی اکثر کرامات انہی اقسام میں سے ہیں۔

**کرامت اولیاء حق**۔ اسلامی عقائد میں یہ عقیدہ بھی از بس ضروری ہے کہ ولی اللہ کی کرامت حق ہے اس کا انکار گمراہی اور بے دینی ہے اس لیے کہ ولی اللہ کی کرامت دراصل نبی علیہ السلام کی نبوت کی جھلک ہوتی ہے اور نبوت قدرت ایزدی کا عکس اس معنی پر کرامت کا انکار درحقیقت قدرت ایزدی کا انکار ہے۔

بالخصوص ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء کرام کی کرامات کا انوار اس لیے از بس ضروری ہے کہ آپ پر نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ آپ کے بعد کسی بھی نبی کا متنازع ہے۔ آپ کی نبوت کے وارثین اولیاء کرام تا قیامت وراثت کو سرا بنجام دیں گے۔ چنانچہ ہے کہ آپ کے وصال کے بعد اولیاء کرام نے اپنے نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر پیغام گھر گھر تک پہنچایا۔ انہوں نے مشکلات، جھوک، پیاس اور تکالیف کی ڈرا بھی پرواہ نہ کی۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کی خاطر اپنی جان مال اور اپنی اولاد کی محبت کو بھی قربان کر دیا۔

رسول اللہ کے ان شیدائیوں نے اپنے ان فرائض کی ادائیگی میں نہ صرف ہزاروں میل کی مسافت کی۔ بلکہ خدمتِ خلق اور اصلاحِ معاشرہ کیلئے اپنے بال بچوں اور وطن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا۔



دشمنانِ اسلام تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی تھے اور  
**کرامات کے منکرین :-** بندگانِ خدا کے دور میں بھی پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے رہیں گے

یہ بزرگانِ دین اور اولیاءِ کرام پر تنقید کرتے رہے۔ لیکن کوشش کے باوجود اللہ کے ان مجاہدوں  
 کے راستہ میں دیوار نہ بن سکے۔ یہی بزرگانِ دین لوگوں کے دلوں میں خارا اور رسول اللہ کی  
 محبت اور عشق کا بیج دلوں میں بھرتے رہے اور بذریعہ کرامات منکرین کا مزہ بند کرتے رہے  
 لیکن پھر بھی انکار سے باز نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کی تصدیق کیلئے سائنس  
 کو ذریعہ بنایا۔ چنانچہ سائنس نے ترقی کی۔ سائنس کی ترقی نے چاند پر پہنچنے کا دعویٰ کر دیا  
 اور زمین سے چاند تک درمیانی مسافتوں کا قریب بعد کا توہم بھی ختم کر ڈالا۔ یہاں سے  
 وہاں تک دیکھنا۔ سُننا۔ جاننا۔ ہدایات نیناسب کا سبب آنکھوں سے مشاہدہ کر دیا۔  
 تب بھی آنکھ نہ کھلی کہ جب ایک آل سائنس کا یہ کمال ہے تو نبوت و ولایت سے انکار کیوں  
 کرے۔ جب کہ کرامت میں تجلّی حق کی جلوہ گری ہے لیکن پھر بھی منکرین ابلیس کی پیروی کرنے لگے  
 اور سائنس کی ترقی میں کاریں، ریڈیو اور ٹیلیفون اور ٹیلی ویژن اور ہوائی جہاز ایجاد ہو گئے  
 لاکھوں میل کے فاصلے گھنٹوں میں طے ہونے لگے۔ گھر بیٹھ کر تمام دنیا کے حالات سے  
 آگاہی ہوئی۔ ٹیلی فون کی ایجاد پھر ٹیلی ویژن نے تمام زمینیں توڑ کر رکھ دیں۔ تو تقریباً  
 ہر گھر میں اسام کے قاعدہ کی گواہی دے رہا ہے کہ اِذَا صَارَ نُورٌ جَلالِ اللّٰهِ  
 سَمِعًا لَّهُ فَيَسْمَعُ الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَ اِذَا صَارَ نُورٌ جَلالِ اللّٰهِ تَعَالٰی  
 بَصْرًا فَيَبْصُرُ الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ (التفسیر کیسے)

یعنی جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور بندے کا کان ہو جاتا ہے تو اس کے لئے قریب  
 بعید برابر ہے۔ ایسے ہی جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور بندے کی آنکھ ہو جاتی ہے تو قریب  
 بعید اس کے لیے برابر ہے۔ یہ اس حدیث قدسی کی شرح ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا کہ میرے بندہ کا کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں وغیرہ میرے کمر جلوہ کا عکس ہیں گویا وہ بندہ

کی قوت نہیں۔ بلکہ ربانی طاقت ہے۔ اسکا واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے کے کمالات کا انکار اللہ تعالیٰ کا انکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو بھی ولی اللہ کا گستاخ ہے میرا اس کے ساتھ جنگ کا اعلان ہے۔ اسی لئے ہم نے بارہا تجربہ کیا کہ اولیاء اللہ کے گستاخ اور بے ادب کا خاتمہ خراب ہوتا ہے۔ اس کے متعلق تفصیل مطلوب ہو تو فقیر کی کتاب "گستاخوں کا انجام بد" کا مطالعہ کیجئے۔

ذیل میں فقیر موجودہ دور کی سائنس کا ایک کارنامہ پیش کر کے بحث کو ختم کرتا ہے۔

ابھی چند سال ہوئے ہیں کہ اخبارات میں آیا تھا کہ امریکہ کے تین خلا قمری گاڑی :- باز خلائی سفر طے کرنے کے بعد اپنی قمری گاڑی میں بیٹھ کر چاند

سے ہو آئے ہیں۔ اخبارات میں یہم یہ خبریں آتی رہی ہیں کہ امریکہ نے جو زمین پر خلائی اسٹیشن بنا رکھا ہے۔ اور جو ایک نیا کارنامہ ہے۔ سائنس دانوں نے اپنے اس اسٹیشن سے ان تینوں خلا بازوں سے رابطہ قائم رکھا۔ اور خلا باز لاکھوں میل دور پہنچ جانے کے باوجود زمین سے ہدایات پاتے رہے اور زمین سے ان کیلئے نشر کردہ پیغامات ان تک پہنچتے رہے اور خلا باز لاکھوں میل دور اوپر سے چاند کی جو تصویریں زمین پر بھیجتے رہے۔ وہ تصویریں ٹیلی ویژن کے ذریعہ زمین پر پہنچتی رہیں چناں چہ ان کی بھیجی ہوئی وہ تصویریں اخبارات میں آنے لگی ہیں۔

یہ خلا باز جب واپس آ رہے تھے تو ایک خبر کے مطابق جب وہ زمین سے ایک لاکھ، ۸ ہزار میل دور تھے۔ انہیں زمین سے ایک گانا سنا یا گیا جو ان خلا بازوں نے ایک لاکھ، ۸ ہزار میل دور سے سنا اور محفوظ ہوئے۔

اس قسم کی خبریں پڑھ سُن کر کسی نے بھی تو یہ نہیں کہا۔ اور نہ لکھا کہ لاکھوں میل دور کی آواز کاسُن لینا یہ تو خدا کی صفت ہے۔ اور کسی مخلوق میں اس کے ماننے سے

چاہے اللہ ہی کی عطا سے مانا جائے۔ بہر حال شرک ثابت ہوتا ہے۔ تعجب ہے کہ اگر ہم یہ کہیں اور اس حقیقت کا اظہار کریں کہ ہمارے شہر میں الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ پڑھنے والے کی آواز صرف گیارہ بار سو میل دور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سُن لیتے ہیں۔ تو بعض لوگ کہنے لگتے ہیں کہ دُور سے سُننا تو اللہ کی شان ہے ایسے صاحبان ان امر کی غلابازوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ جہاں سینکڑوں نہیں لاکھوں میل دُور کی آواز سُننے کے دعویٰ ہیں۔ اور خلاء سے بھی پرے جا کر زمین کی آواز سُن لینے کا ادعا ہے۔ ہم اگر سینکڑوں میل کی دُوری اور پھر زمین کی آواز کو زمین پر ہی سُن لینے کا کہیں تو شرک۔ اور امریکہ اگر لاکھوں میل کی دُوری اور پھر زمین کی آواز کو خلاء سے بھی پرے تک سُننا دینے کا اعلان کرے تو یہ سائنس کا کمال۔

**انتباہ:** سائنس کا کمال مانتے ہو تو مانو۔ تمہیں کون روکتا ہے۔ مگر خدا را مسلمان کہلو اگر ولایت نبوت کا کمال بھی تو مانو اور یقین رکھو کہ نبوت کا کمال

اس سائنس کے کمال سے لاکھوں درجہ بڑھ کر ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے اس کمال نبوت سے فرش پر عرش کی آواز بھی سُن لیتے تھے۔ اور ان کے طفیل اولیاء کرام بھی بہت دُور سے سُننے دیکھتے ہیں اور جانتے ہیں اور باذن خدا بندوں کا وسیلہ بن کر انکی مدد وغیرہ کرتے ہیں۔

احادیث مبارکہ اس موضوع میں بکثرت وارد ہیں۔ فقیر صرف دو حدیثوں پر اکتفا کرتا ہے :-

**دُور و نزدیک سُننے والے کان:** حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک

روز ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دریافت فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے اور اس آسمان دنیا کے درمیان کتنا

فاصلہ ہے ؟ صحابہ نے عرض کیا۔ اللہ ورسولہ اعلم۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَمْسٍ مِائَةِ عَامٍ۔ ترجمہ یہ کہ تمہارے اور آسمان کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ کا ہے۔  
پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس آسمان کے اوپر کیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یہ بھی اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے۔ تو فرمایا۔

سَمَاءَانِ بَعْدَ مَا بَيْنَهُمَا خَمْسٌ مِائَةٌ سَنَةً

دو آسمان ہیں یعنی اس آسمان کے اوپر جو دوسرا آسمان ہے ان دونوں

آسمانوں کے درمیان بھی پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ ہے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتوں آسمان تک گنتی فرماتے ہوئے یہی فرمایا کہ پھر آسمان کے درمیان پانچ پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور پھر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ ساتویں آسمان کے اوپر کیا ہے ؟ صحابہ نے عرض کیا یہ بھی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں تو فرمایا۔ اوپر عرش ہے اور ساتویں آسمان سے عرش تک کا راستہ بھی پانچ سو برس کا ہے۔

اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ أَطْبِ السَّمَاوَاتِ

وَحَقِّ لَهَا أَنْ تَنْطَلِقَ فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ إِلَّا وَمَلَكٌ

وَاصِعٌ جَبَلُهُ سَاجِدٌ لِلَّهِ (خصائص الكبرى ص ۶۱ وجہ اللہ

العالمین ص ۶۸) یعنی میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں

سنتے۔ آسمان چوکتا ہے اور اس کا حق ہے کہ وہ چوکے۔ کیوں کہ آسمان پر ایک جگہ

چپتہ کی بھی خالی نہیں جس پر کوئی فرشتہ اپنا ماتھا رکھ کر اللہ کو سجدہ نہ کر رہا ہو۔

فائدہ:- پہلی حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آسمان تک کی راہ پانچ سو

برس کی ہے۔ اور دوسری حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ آسمان کی بات حضور علیہ السلام نے زمین پر سن لی۔ گویا پانچ سو برس کی راہ تک کی آواز بھی حضور نے سن لی۔

چونکہ سائنس کے کمالات عالم شہادت (دنیا) تک محدود ہیں اسی لیے ہم مان جاتے ہیں

اور نبوت و ولایت کے کمالات کا تعلق عالم غیب سے ہے اور وہ ہمارے بس سے باہر ہے اسی لیے اسلام کا منکر انکار کرتا ہے لیکن مسلمان کو تو انکار نہ ہو کیونکہ مسلمان کی شان میں ہے **يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ**: یعنی مسلمان ان دیکھا سوا کرتا ہے اسی لیے مسلمان ہو کر کبھی بھی معجزہ و کرامت کا انکار نہ کریگا۔ سائنس کے کارناموں اور حیرت انگیز کوششوں سے کسی کو انکار نہیں حالانکہ اسلام کا قانون ہے کہ سائنس کی جہاں انتہاء ہوتی ہے وہاں ولایت کی ابتداء ہوتی ہے مثلاً سائنس چاند پر تو کمزور ڈال سکتی ہے لیکن قبر میں سونے اور تے ہوئے مردے کے حالات سے بے خبر ہے اور یہ اولیاء کرام کیلئے معمولی بات ہے بلکہ ان کے طفیل ان کے فیض یافتوں کو حاصل ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا۔ آپ سے سبب پوچھا تو بڑے مکاشفہ اس نے کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید نے ایک لاکھ پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا۔ یوں سمجھ کر بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب یہ وعدہ مغفرت ہے اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا۔ اور اس کو اطلاع نہ دی۔ مگر سخت ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو اس پر آپ نے فرمایا کہ اس نوجوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی نصیح اس کے مکاشفہ سے ہو گئی۔

اور اسلام بتاتا ہے کہ جہاں ولایت کے کمال کی انتہاء ہوتی ہے وہاں سے نبوت کے کمالات کا آغاز ہوتا ہے۔ کیوں کہ یہ مسلم قاعدہ ہے کہ ولی اللہ کسی بھی نبی کا ہم پتہ نہیں ہو سکتا



خواہ وہ کتنی پرواز کرے۔ اور اسلام کا قاعدہ ہے کہ جہاں ملکی نبوت کے کمال کی انتہاء ہوگی وہاں سے بشری نبوت کے کمال کا آغاز ہوگا۔

دیکھئے موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے عزرائیل کو تھپڑ مارا۔ فتح الباری وغیرہ میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر اڑے نہ ہوتی تو عزرائیل علیہ السلام ساتوں زمینوں کے نیچے چلے جاتے اور قربان جاؤں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جہاں تمام انبیاء کے کمالات کی انتہاء ہوگی آپ کی انتہاء کی ابتدا ہوگی۔

دیکھئے یہی موسیٰ علیہ السلام ایک پر تو صفاتی سے بے ہوش ہو گئے لیکن آپ عین ذات خداوندی کو دیکھ کر تبسم فرماتے رہے۔ ان دلائل کے بعد بھی کوئی ادبیار کرام کی کرامات کا انکار کرتا ہے تو پھر وہ اپنی قسمت کا ماتم کرے۔

آپ کی تمام زندگی سادگی اور سفر میں گذری اس تمام علاقہ میں جو کہ پنجاب اور سندھ کے حدود پر مشتمل ہے۔

## سیرانی بادشاہ کی کرامات

حضرت خواجہ کو لوگ اس محبت اور اعتقاد کے ساتھ دیکھتے تھے جس طرح کوئی مُرشد اور رہنما کی عزت کرتا ہے۔ اگرچہ حضرت کے مُریدوں کا سلسلہ بھی ان علاقوں میں بہت ہی وسیع تھا لیکن جو لوگ مُرید نہ تھے وہ بھی حضرت خواجہ صاحب کا پورا احترام اور عزت کرتے تھے۔

رُو سا اور زمینداروں سے لیکر ادنیٰ طبقہ کی مستورات کے ساتھ بھی حضرت کا جو خلوص اور ملنے جلنے کا طریقہ تھا وہ مساوات حقیقی کا بہترین نمونہ تھا۔ خوش اعتقاد مُریدوں کے لئے ہر ایک واقعہ پیر اور راہنما کی کرامت سمجھا جاتا ہے اور یہ ہے کہ اگر ایک با صفا مُرید اپنے روشن ضمیر پیر میں کسی مافوق الفطرت اور خرق عادات پر اعتقاد نہ رکھتا ہو تو وہ اس زمانہ میں حلقہ و ارادت مندی میں داخل ہوتے کو ناقابل سمجھا جاتا ہے۔ (لطائف سیر یہ) میں اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں جس سے



معلوم ہوتا ہے کہ (۱) حضرت کو رجال الغیب کھانا کھلاتے تھے (۲) مریدوں کے مصائب اور مشکلات میں خود پہنچکر امداد فرماتے تھے۔ (۳) حضرت کی دعا، پس خوردہ، لعاب یا دست شفقت یا ارشاد و طیفہ یا نظر کیمیا سے مرض جاتا رہتا۔ (۴) عقیقہ کو بچھ ہوا۔ (۵) بہت لمبا سفر جلدی طے ہو گیا۔ (۶) ڈاکو چورتا تب ہو گیا۔ (۷) کافر مسلمان ہو گئے (۸) زخم لپٹے ہو گئے (۹) زبان کی گکنت درست ہو گئی۔ (۱۰) غیبی امداد سے رزق ملنے لگ گیا۔ (۱۱) بچھو اور سب کے کاٹے کا آرام ہو گیا۔ (۱۲) کوٹے اور چڑیاں ذکر الہی میں مست ہو گئے۔ (۱۳) باغ میں درختوں کے پتوں میں سے ذکر جہر کی آواز آنے لگی۔ (۱۴) درخت کے نیچے آرام کرنے سے درخت سبز اور خوشبودار ہو گیا۔ (۱۵) تھوڑے سے طعام میں ایسی برکت ہوئی کہ وہ بہت عرصہ تک اور بہت لوگوں میں تقسیم ہو کر وافر رہا۔ مردے زندہ کر دیئے خود موت کے بعد زندہ ہوئے۔ بعد وصال فیوضات و برکات سے نوازا وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کے روحانی جذبات اور تصرفات کی وجہ سے حضرت مریح خواص ہو گئے تھے اور دور دور سے بزرگان ملت آپ کی تلاش کرتے ہوئے لطف زیارت اور سعادت صحبت حاصل کرتے تھے۔

اکثر حاجت مند اور اہل ضرورت بیمار اور طالبانِ صادق حضرت کی راہ تکتے رہ جاتے تھے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مقصود دین و دنیا حاصل کرتے تھے۔ اگرچہ کرامات اولیاء اور خوارق خاصانِ خدا کے لئے ایک بسیط مضمون کی ضرورت ہے لیکن جو شخص حضرت خواجہ صاحب کی زندگی کے حالات پر ذرا بھی غور کریگا تو اس کو حضرت کی زندگی کے لمحات کرامات سے بھرے ہوئے آئیں گے۔ حضرت کی زندگی کا ہر ایک شعبہ ان کی دریائے عرفان کی ایک موج نظر آتا ہے ہدایت اور ارشاد کے جو سچے موتی حضرت نے اس علاقہ میں تقسیم فرمائے ہیں اور اب تک حضرت کے مزار پر انوار سے بہرہ مند خوش نصیبوں کو ان کا حصہ مل رہا ہے اس کا نظارہ کوئی شخص دربارِ خواجہ پر حاضر ہو کر اپنی آنکھوں سے دیکھے تو اس وقت وہ کچھ اندازہ کر سکتا ہے۔ قلم اس کے صحیح بیان اور اندازہ سے قاصر ہے۔ ہم چند کرامات بطور

نمودہ عرض کرتے ہیں تفصیلی کرامات لطائف سیریزہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ سیرانی بادشاہ مادرزاد ولی تھے  
مادرزاد ولی اور بچپن کی کرامات: آپ کی بچپن کی کئی ایسی کرامات ہیں جن سے

پتہ چلتا ہے کہ بچپن ہی سے ولایت اور زندگی کے مرتبے پر فائز تھے۔

چنانچہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ آپ کے جسم کے کئی ٹکڑے ہو گئے۔ آپ کی کھیتی کو کوئی  
 کاٹنے آتا تو اس نے محافظ کو پایا۔ آپ جو بھی پیشین گوئی فرمادیتے تو وہی پوری ہوتی  
 چنانچہ کئی ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بچپن ہی سے فیض یافتہ  
مردہ بی بی زندہ ہو گئی: ٹھنڈے دسندھ کی کچی قرآن مجید کی محافظ تھی۔ آپ جب  
 بھی وہاں تشریف لے جاتے تو اس کا قرآن مجید ضرور سنتے

ایک دفعہ اس بی بی نے آپ سے عرض کی مجھے بھی اللہ اللہ سکھائیے کہ جس سے مجھے مشاہدات  
 واردت حاصل ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اس کی متحمل نہیں ہو سکے گی۔ اسی نے عرض کیا  
 میں اسی لائق نہیں ہوں آپ تو سب کچھ کر سکتے ہیں۔

بچکی کے بار بار اصرار پر آپ نے توجہ ڈالی تو بچی مدہوش ہو گئی۔ اس کے بعد آپ  
 ایک کمرے میں جا کر مراقبہ میں بیٹھ گئے۔ لیکن بچی بعد کو تڑپتی تڑپتی دو ٹکڑے ہو گئی  
 بچکی کے رشتہ دار روستے ہوئے حضرت سیرانی سائیں قندسورہ کے ہاں حاضر ہوئے  
 اور بجز الحاج بچی کا حال سنایا۔ آپ نے انہیں تسلی دلائی۔ اور اپنا پس خوردہ پانی  
 دے کر فرمایا کہ جسم کے دونوں ٹکڑوں کو ملا کر یہ پانی پلا دیں۔ انہوں نے فرمان کے مطابق  
 پانی پلایا تو وہ بچی لطیفی حضرت خواجہ زندہ ہو کر تندست ہو گئی۔ لیکن حضرت خواجہ سیرانی  
 کی توجہ کی دوسری برکت یہ ہوئی کہ اس بچی کو آئندہ زندگی بھر کھانے پینے کی حاجت نہ رہی

۱۔ آبائی گاؤں سے برآمدہ تحریری مواد از حیات سیرانی (مرتبہ) صاحبزادہ نظام الدین بٹلیسی  
 ۲۔ لطائف سیریزہ۔

**منکر و نکیر کا آنا موقوف :-** حضرت سیرانی حوض کے نزدیک جو حضرت غوث العالم غوث بہاؤ الدین قدس سرہ کے روضہ کی مغربی جانب

پر واقع ہے کے شرقی کنارہ پر کھڑے تھے۔ تو دو تین مرتبہ تبسم فرمایا۔ حاضر خدمت بھلے والوں میں سے کسی نے وجہ دریافت کی۔ فرمایا اس شخص کو (جو اس وقت حویلی غوث صاحب کے اندر دفن کیا ہے) منکر اور نکیر پکسش کیلئے اس کی طرف آرہے تھے تو حضرت غوث صاحب ان کے منع کرنے کیلئے خود تشریف فرما ہوئے اور منکر و نکیر کو اس جگہ نہ آنے دیا۔ اور آئندہ بھی نہیں آئیں گے۔

فقیر (سیرانی) نے بھی غوث صاحب کی معرض کے مطابق بارگاہ حق میں عرض کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے منظور فرمایا۔ اب اس جگہ پر آئندہ نکیرین کا آنا موقوف کر دیا گیا ہے۔ **تاج حال موجود کرامت :-** حضرت سیرانی کے بھائی حضرت امان اللہ صاحب آپ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ شادی کر لیں۔ تاکہ آپ کی

اولاد سجادہ نشین ہو سکے۔ حضرت امان اللہ صاحب کے ڈولہ کے تھے۔ آپ نے فرمایا بڑا لڑکا تمہارا ہے۔ چھوٹا فقیر کا۔ گویا اپنے بھتیجے کو حضرت احمد الدین صاحب جہادہ تعالیٰ کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ چنانچہ آپ کے وصال کے بعد آپ کا چھوٹا بھتیجا آپ کے مزار کا سجادہ نشین اور صاحب دستار ہوا۔ آج تک آپ کے بھائی کی اولاد آپ کی درگاہ کی وارث ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت کے وصال کو دو سو سال سے زائد **عجوبہ یا کرامت :-** عرصہ گذر چکا ہے۔ آپ کی درگاہ کا سجادہ نشین چھوٹا بھائی ہوتا آیا

ہے یہ محض رسم نہیں۔ بلکہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ یا تو بڑا بھائی باپ سے پہلے فوت ہو جاتا ہے یا کوئی ایسی وجہ ہو جاتی ہے جس سے چھوٹا بھائی صاحب دستار بنتا ہے۔ تو فقیر اسی کے پیر و مرشد کے سجادہ نشین حضرت الحاج میاں سجادہ نشین (مرحوم) جن کا وصال سفر حجاز میں ہوا۔ ان کے بعد تاج حال امر تصفیہ طلب ہے۔ یہ کرامت تو تسلیم کرنا

پڑے گی کہ سیرانی بادشاہ نے چھوٹے بھتیجے کو اپنی سجادگی کیلئے پسند فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے پشتوں تک اسے ایسے جاری رکھا۔ جیسے اس کے پیارے کا انتخاب عمل میں آیا

حضرت سلطان احمد الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں حضرت

**نصیحت وصال کے بعد:-**  
سیرانی سائیں رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد کسی لی  
اللہ کے ہاں فیض لینے گیا تو نہ صرف مجھے بلکہ خود اس ولی اللہ کو بھی عالم بیداری میں ملے  
اور ان سے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ جب میں اسی فقیر کے پاس واپس گھر لوٹا  
تو میں دو تین روز کے بعد آستان کے تھلہ پر بیٹھا تھا کہ ایک شخص آکر ملاقی ہوا اور  
بہت گریہ و زاری سے کہا کہ حضرت خدارا مجھے معاف فرمائیں میں فلان ہوں جس وقت  
آپ ملتان شریف میں میری ملاقات کے ارادہ پر آ رہے تھے اسی وقت حضرت خواجہ  
مکرم الدین سیرانی (قدس سرہ) میرے ہاں تشریف فرما تھے اور فرمایا کہ میرا فرزند تمہاری  
طرف آ رہا ہے اور تمہاری طرف ان کا آنا اچھا نہیں ہے۔ پھر آپ کی طرف روانہ ہوئے  
اس وقت تک آپ واپس تشریف نہیں لائے اس سے پہلے سیرانی سائیں کے  
دیدار مطلع انوار سے میں ہمیشہ مشرف ہوتا تھا اب اس وقت سے فراق میں تمللا  
رہا ہوں۔ اور آپ کی جناب میں التجا کرتا ہوں کہ دعا فرمائیں کہ آپ کی بدولت پھر  
زیارت نصیب ہوئے

**ازالہ وسم:** بعض فرقے ایسی کرامت بلکہ ایسے عقیدہ کے نہ صرف منکر بلکہ ملنے والے  
کو گمراہ کہتے ہیں۔ حالانکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء کرام انبیاء  
عظام اور وصال کے بعد زندہ ہونے اور خلق خدا کو فیوض و برکات سے نوازتے  
ہیں۔ بلکہ سلسلہ اولیاء کی بنیاد بھی اسی اصول پر ہے۔ اس پر بے شمار دلائل اور

نہ ضیائے نورانی۔

ان گنت براہین۔ ایک قاعدہ اسلام یہ ہے کہ جب ولی اللہ عنایت ازلی اور متابعت نبوی علیٰ صاحبہا التھیمة والثناء کی بدولت مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا پر عمل کر کے فنا کے بعد بقا پاتا ہے تو صاحب کرامات میں سے ہو جاتا ہے اور قاعدہ اسلام اور عقیدہ دین کے مسلمات سے ہے کہ کرامات الاولیاء حق "اس کی مزید تحقیق فقیر کی کتاب "فنا و بقا" میں پڑھیے۔

**موجود تھے آپ اور میں بیداری اور خواب میں؛** ایک مُرید نے شادی کی دعوت کی۔ آپ نے کہیں دُور ضروری

جانا تھا۔ آپ نے فرمایا شادی پر ضرور آؤں گا۔ اس شخص عرض کی دُور کے سفر سے کیسی واپسی ہوگی۔ آپ نے اسے تسلی دلائی۔ عین شادی کے موقع پر مرید نے خواب دیکھا کہ حضرت سیرانی سائیں تشریف لائے اور باقاعدہ گھر پر نماز ادا فرمائی۔

صاحب خانہ فرماتے ہیں۔ عرصہ کے بعد حضرت تشریف لائے اور میری طرف دیکھا اور بستم فرما کر خواب کا واقعہ بیان فرمایا اور کہا کہ فقیر شادی پر حاضر ہو گیا تھا۔  
فائدہ: جسے ہم خواب میں دیکھتے ہیں وہ اللہ والوں کے لئے بیداری ہوتی ہے اور یہ دلائل شرعیہ سے ثابت ہے۔

**وصال کے بعد بیداری میں زیارت کرانا؛** حضرت خواجہ سلطان احمد دین رحمۃ اللہ علیہ

کہ بعد وصال حضرت سیرانی سائیں رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہو جانے فرماتے ہیں کہ میں اسی خیال سے اٹھ کر صُغفہ میں متفکر و متحیر ہو کر تنہا آ کر بیٹھا تھا کہ یک لخت آپ مزار سے باہر تشریف لائے اور فرمایا شریعت نبویہ کا پاس بھی ضروری ہے ورنہ ہمارے لئے

یہ ضیائے نورانی بعد حضرت خواجہ سیرانی کے جتنے اور دیگر دسیالی کے اول سبب اللہ میں رحمۃ اللہ علیہ



یہ کوئی مشکل بات بھی نہیں تھوڑی سی دیر بیٹھ پھر واپس چلے گئے تھے

طی الارض۔ حضرت سائیں سیرانی کے عرب کے ایک بزرگ کے ساتھ دوستانہ تعلقات

تھے عرب کے ایک آدمی نے اُس بزرگ کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت سیرانی صاحب سے سفارش کریں کہ آپ مجھے سفر میں ہمراہ رکھیں۔ جب اس بزرگ نے حضرت سیرانی بادشہ سے کہا تو آپ نے قبول کر لیا۔ جب آپ روانہ ہوئے تو وہ آدمی بھی ساتھ تھا۔ واپس آکر اُس نے بتایا کہ میں جس قدر تیز دوڑتا تھا حضرت سیرانی سائیں کے ساتھ نہ مل سکتا تھا۔ حالاں کہ آپ چل رہے ہوتے تھے۔ اور آخر میری نظروں سے دور ہو گئے۔ یہ بات سُن کر بزرگ نے اسے جواب دیا کہ تیری کیا طاقت ہے کہ تم حضرت صاحب کے ساتھ چل سکو۔

فائدہ ۱۰۔ طی الارض کی یہ ایک معمولی صورت ہے اور وہ بھی اسلئے کہ عرب صاحب کا

ساتھ کیا ہوا رفیق تھا۔ ورنہ یہ حضرات تو آنکھ جھپکنے سے پہلے کہیں سے کہیں پہنچ جاتے ہیں واقعات آرہے ہیں۔

بیک وقت دو جگہ موجود۔ شاہ ابوالفتح کھچی میں سیرانی بادشہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے آپ کو وہاں ناموجود پاکر شاہ صاحب پریشان ہوئے واپس گھر کو چلائے تھے تو راستہ میں حضرت کی زیارت ہو گئی۔ آپ نے فرمایا۔ اب تو زیارت ہو گئی۔ فلہذا گھر جائیے بعد کو معلوم ہوا کہ اسی دن آپ پاک پتن شریف میں تھے۔

دوسرا موقع۔ سیرانی بادشہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم خاص کی اہلیہ بیمار ہوئی عرض کی۔ حضور دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا گھر جاؤ اہلیہ شفا یاب ہو گئی اس کا گھر

ٹامیوالی خیر پور (ضلع بہاول پور) میں تھا۔ اور آپ اس وقت پاک پتن شریف تھے وہ صاحب

۳ ضیائے نورانی



گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ سیرانی بادشاہ اس کے گھر پہنچ کر اس کی اہلیہ کیلئے دعا بھی فرمائی اور شفا یابی کی تسلی دلائی اور اس کے بعد غائب ہو گئے۔

فائدہ: ایسے ہزاروں واقعات اولیاء اللہ سے صادر ہوئے دلائل کیلئے فقیر کی کتاب "الانجلاء" اور "رسالہ" ولی اللہ کی پراثر ترجمہ فقیر اویسی اور تصنیف عربی "المنجلی للامام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مطالعہ کیجئے۔

ایسے واقعات ہمارے مادہ پرستی کے دور میں بعید از قیاس سمجھے جاتے ہیں حالانکہ ایسے واقعات سے انکار محرومی کی دلیل ہے اس لئے کہ ایسے واقعات مبنی بر کرامت ہیں اور "کرامات الاولیاء حق" ہمارے عقائد میں داخل ہے۔ اور قرآن کریم کی سورۃ نمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ولی کا قصہ مشہور ہے۔ اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرامت کے ایسے واقعات کی شمار ہی نہیں۔ نمونہ کے طور پر اپنے قریبی زمانہ کی کرامت کا عرض کئے دیتا ہوں۔

حضرت مولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکہ خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہما اللہ تعالیٰ جو محدث مفسر کے علاوہ ولی اللہ تھے کہ یہ قطب زمانہ ہیں، نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ ظہر کی نماز پڑھ کے میرے دل میں خیال آیا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہوں۔ حضرت نے میری دعوت نہیں کی۔ یہ خیال اس وقت آیا جب کہ میں مواجہہ شریف کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ ادھر دل میں خیال آیا ادھر پانچ منٹ نہ گزرے کہ ایک بدو آیا اور کہا کہ رات کو مولوی صاحب آپ کی دعوت ہے میں نے کہا کہ میں کسی کی دعوت نہیں کھایا کرتا۔ اُس بدو نے کہا کہ میں اپنی طرف سے نہیں کرتا۔ حضرت آپ کی دعوت کرتے ہیں وہ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ وہ بدو مغرب کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر مولوی صاحب کو ہمراہ لے کر بارہ میل تک مدینہ منورہ سے شمال کی جانب پہاڑ میں لے گیا مولوی صاحب کی عمر اتنی برس کی تھی۔ بدو نے وہاں اپنے مکان میں اپنی عورت سے پوچھا کہ کیا کھانا تیار ہے۔

اُس نے جواب دیا نہیں۔ مولوی صاحب نے دل میں خیال کیا روزہ رکھتا ہے اتنی دُور سے آئے ہیں صرف افطار کیا تھا۔ یہاں پہنچے تو کھانا نڈارو۔ معلوم نہیں کیا حال ہوگا اتنے میں بدو باہر گیا اور ایک پیالہ بڑا شہد کا اس میں دودھ گھی تھا۔ شکر تھی اور کوئی نعمت اور بھی تھی۔ مجھے دیا۔ اور میں نے پی لیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ جو لذت اس کے پینے سے مجھے ملی۔ ساری عمر اس سے پہلے۔ یا بعد کبھی نصیب نہ ہوئی۔ اس کے بعد بدو نے کہا کہ میں بھی کچھ کھاتا ہوں۔ اور پانچ آدمیوں کا کھانا حرم شریف لے جاتا ہے۔ آپ کو ساتھ لے کر چلتا ہوں۔ پھر وہ مولوی صاحب کو ساتھ لے کر چلا۔ حرم شریف میں مولوی صاحب

کو داخل کر کے دوسرے کھانا پہنچانے کے لئے وہ بدو چلا گیا۔ حرم شریف میں روشنی موم بتیوں کی تھی۔ فانوس جل رہے تھے۔ مولوی صاحب کے دل میں خیال آیا کہ اچھی دعوت ہوئی بارہ میل گئے بارہ میل آئے جو بیس میل کا سفر ہوا۔ مغرب اور عشا کی نماز باجماعت ترک ہوئی۔ نماز بھی جاتی رہی۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا وقت ہے لوگوں نے کہا ابھی تو مغرب کی نماز سے فراغت ہوئی ہے اور عشا کی تیاری ہو رہی ہے۔

جو بیس میل کا سفر کیا۔ ایک گھنٹے تک بدو کے مکان میں ٹھہرے رہے۔ واپس ہوئے تو یہی وقت تھا جب کہ چلے تھے مولوی صاحب بڑے حیران ہوئے۔ دعوت کا خیال آیا تھا کہ دعوت بھی ہوئی۔ اور اس طور پر کہ جس کی اوپر تفصیل ہے۔

**عطیہ دستار از نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم**۔ موجب ارشاد شیخ ہمیشہ سیر میں زندگی بسر فرمائی۔ خلق خدا پر دانہ وار خواہاں سعت

ہونے لگے۔ لیکن باعث آزادگی ہمیشہ فارغ رہا کرتے جب سیر سے مراجعت فرمائی اور موسم حج قریب تھی اپنے مرتی کامل کی خدمت میں آکر اجازت طلب کی حضرت اطہر نے پسند فرما کر رخصت کیا اور زیارت روضہ اطہر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مزید تاکید فرمائی سلطان التارکین بیت اللہ پہنچے اور مراسم و مناسک حج ادا کر کے مشاہدہ جمال حضرت سرور کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ آپ مجمع کثیر میں روضۃ الزجرب خاتم  
 القیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھے کہ خادم خاص حضور معلیٰ نے اسم میاں صاحب سے  
 پکارا۔ لیکن کسی نے اس کی جانب التفات نہ کیا۔ آخر کار ایک شخص کو شناخت کر کے نام دریا  
 کیا۔ آپ نے کہا کہ میرا نام عبداللہ ہے۔ خادم نے دوبارہ بتا کر فرمایا کہ تمہارا وہ نام جو مشہور  
 ہے۔ تب کہا کہ محکم الدین ہے۔ خادم نے کہا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے تجھے یاد فرمایا ہے، خواجہ صاحب اٹھ کر روضۃ اقدس میں داخل ہوئے اور  
 خلیفہ نے وہاں باہر ٹھہر کر کہا کہ آپ تنہا اندر جائیں مجھے اندر جانیکا حکم نہیں جب منزل پر فائز  
 ہوئے اور زیارت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیات جسمانی پچشم عیاناً حاصل کی۔

آن حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب الہی سے تم کو ارشاد رہنمائی خلق اللہ  
 کا حکم ہو چکا ہے۔ پھر دستار مبارک عطا فرمائی خواجہ صاحب نے منظور فرما کر رخصت طلب  
 کی چونکہ مخلوق دروازہ پر منتظر تھی جب باہر تشریف لائے تو خلق خدا نے آپ کی سرفرازی کو  
 دیکھ کر آپ کے پیراہن مبارک چرمی کو زیب تن تھا اذراہ عقیدت و تبرک پارچہ پارچہ کر کے  
 لے گئی۔

خواجہ صاحب جوش و جذبہ اور علو  
 بہمت سے اس اثر دہام سے عبور کر کے  
 روانہ ہوئے۔ بعد ازاں خلق کو فیضان عام سے فیض پہنچانے میں مشغول ہوئے۔

بیداری میں زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم  
 حضور سیرانی باد شہ قدس  
 سرہ کی طرح بے شمار

محبوبانِ خدا کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیداری میں زیارت سے مشرف فرمایا اس  
 موضوع پر فقیر دو کتابیں ”تحفہ ہدایۃ الصلحاء فی زیارۃ النبی والمرؤیاء“ اور ”ہدایۃ العجول فی زیارۃ  
 الرسول“ مشہور اور مطبوع ہیں۔ ہر گاہ ایک واقعات کتاب ہذا کی زینت بناتا ہوں۔

غوث اعظم کو زیارت بیداری میں۔ ایک دن حضرت شیخ المشائخ سید عبدالقادر  
جیلانی منبر پر بیٹھے ہوئے وقت کہہ رہے تھے

انشاء و نظ میں منبر پر سے اتر کر نیچے کے پختہ پر بیٹھے اور قوم کی طرف پشت کر کے چپ ہوئے  
بعد نصاب دیر کے اٹھے۔ لوگوں نے کہا شروع کیا کہ شاید شیخ دیوانے ہو گئے ایک معتقد خاص نے  
عرس کیا بلا حضرت آپ کی زبان سے چند تہہ و نالہ سنا گیا مگر جو حرکت اس مرتبہ آپ سے واقع  
ہوئی وہ کبھی نہیں دیکھی گئی۔ شیخ نے جواب دیا کہ اس وقت جناب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ  
وسلم تشریف لائے تھے اور منبر پر بیٹھے گئے میری یہ مجال نہ تھی کہ حضور کے برابر بیٹھا ہوں  
یا زبان بلا سکوں۔ اسی وجہ سے میں منبر پر سے اتر آیا اور چپ ہو گیا۔ (بہجۃ الاسرار)

سمندر سے فقراء کمیت پار۔ حضرت صاحب السیر عسبر سے وطن (ہندوستان) کیلئے  
روانہ ہوئے۔ فقراء بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ فقراء نے آپ سے

بہت عرض کیا کہ سمندر میں طغیانی ہے۔ واپسی کا ارادہ فی الحال ترک کر دیں۔ لیکن آپ نے  
فرمایا مجھے یہاں سے روانگی کا حکم مل چکا ہے۔ اب فقیر یہاں نہ رہے گا۔ جب آپ مع جماعت  
سمندر کے کنارے تشریف لائے۔ تو وہاں کوئی جہاز موجود نہ تھا۔ آپ نے فقراء سے کہا

اس روز میں ساٹھ ہزار آدمی مجلس سے فوت ہو گئے اور صاحب کہ جو شخص کرامات  
اویانہ سے تصدیق رکھتا ہے اور قائل ہے کہ اولیاء کو ہر عالم علوی اور سفلی کی چیزیں منکشف  
ہوتی ہیں تو اس پر کوئی چیز مشتبہ نہیں ہوتی۔ اور امام غزالی نے فرمایا کہ جو چیز عوام لوگ  
خواب میں دیکھتے ہیں اسے خواص بیداری میں پاتے ہیں اور جو چیز ان کو کسب سے حاصل ہوتی ہیں خواص عطا سے  
حاصل ہوتی ہیں۔

کہ آپ آنکھیں بند کر لیں اور چل پڑیں۔ کھوڑی دیر کے بعد آپ نے آنکھیں کھولنے کا حکم دیا۔ تمام فقراء کو جوتوں کے تلوے گیلے تھے۔ لیکن حضرت صاحب کا جوتا بالکل خشک تھا۔ اور سب فقراء سمندر عبور کر چکے تھے۔

**الحياة بعد المماتۃ**۔ سیرانی بادشہ کے ایک خلیفہ کا بیان ہے کہ میں بستی راہی کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا۔ حضرت صاحب اسے دُور سے آتا دیکھ کر اٹھے اور ملے۔ اور کان میں کچھ بات کہی۔

فقیر صاحب اُس آدمی کو دُور لے گئے اور پوچھا حضرت صاحب نے آپ کو کیا کہا تھا بہت اصرار کے بعد اس شخص نے بتایا کہ حضرت صاحب میرے سامنے بغداد میں وفات پا گئے تھے۔ میں نماز جنازہ میں شریک تھا۔ اور دفن کرتے وقت بھی موجود تھا۔ اب میں حضرت صاحب کو یہاں زندہ دیکھ کر بہت حیران ہوا ہوں۔ یہی بات حضرت صاحب نے مجھے کہی ہے کہ اس بات کو عام مت کرنا۔

**ایضاً**۔ حضرت سیرانی بادشہ بستی پیر واہ میں ایک مُرید کی دعوت پر شریف لے گئے نگر چل رہا تھا کہ ایک مسافر وہاں آیا اپنے اُسے دیکھ کر منہ اس طرح پھیر لیا جیسے کوئی کسی سے شرم کرتا ہے اور فرمایا کہ مسافر کو جلدی کھانا دیکر روانہ کرو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب مسافر جا رہا تھا تو ایک فقیر اس کے ساتھ روانہ ہو پڑا۔ اور اجنبی سے دریافت کیا کہ حضرت صاحب تم سے کیوں شرم کر رہے تھے تو اُس اجنبی نے بتایا کہ حضرت صاحب میرے مصاحب (دوست) تھے اور ایک حجرہ میں مقیم تھے مرض دُنبل سے آپ کی وفات ہو گئی۔ میں نماز جنازہ میں شریک ہوا۔ اور دفن کے وقت بھی موجود تھا۔ یہاں حضرت صاحب کو زندہ دیکھ کر بہت حیران ہوا ہوں آپ اس وجہ سے مُنہ چُرا رہے تھے۔

۱۵ ضیائے نورانی، ص ۱۵

قبر میں بھی زبان بند :- میاں محمد اعظم ایک متقی شخص تھے محب السماع کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ ایک مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے ازراہ

ادب میاں محمد انور مرید حضرت بادشاہ سیرانی ان کے جوتے سیدھے کر کے جوتوں کی نگرانی میں بیٹھ گئے۔ چونکہ میاں محمد اعظم کو شہر کے قاضی نے میاں محمد انور کے لئے سماع کی چغلی کھائی اسی رنجش سے میاں محمد اعظم نے میاں محمد انور کو فرمایا کہ "دور ہو جا" میرے جوتے سے۔ میاں محمد انور گھبرا یا کہ ایک نیک آدمی نے ایسا کلمہ فرمایا۔ ممکن ہو میرا خاتمہ خراب ہو پیشانی سے سو گیا حضرت سیرانی بادشاہ کی زیارت ہوئی فرمایا کہ فکر نہ کرو، قاضی چغل خور اور میاں محمد اعظم ہر دونوں مزہ چکھ لیں گے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ مرتے وقت قاضی کا غائبانہ سر کھلا گیا۔ اور میاں محمد اعظم کی زبان بند ہو گئی حضرت سیرانی نے فرمایا کہ قبر میں بھی اس کی زبان بند رہے گی۔

الحیاء بعد المماتہ :- جناب میاں عبدالرحمن گھلجیہ کا بیان ہے کہ ہم سیرانی بادشاہ کو تلاش کرتے ہوئے ایک مقام پر جا ملے۔ قدمبوسی سے مشرف ہوئے پھانک

ایک قوال آگیا۔ آپ نے اسے قوالی کا فرمایا۔ قوال کے گانے پر آپ کو وجد شروع ہوا۔ اسی حالت وجد میں آپ کے دائیں بائیں، اُبرو اور پیشانی پر تیوری سی محسوس ہوئی بعد پیشانی مبارک سے گوشت جُلا ہو کر ٹھوڑی کے نیچے سے لٹکنا شروع ہوا پھر وہ لٹکتا ہوا زانو تک پہنچا۔ ایسے ہی تین بار وہی گوشت ٹھوڑی زانو تک اوپر نیچے ہوا۔ پھر اسی گوشت نے ایسا جوش مارا کہ حضرت کا تمام وجود گوشت کا لوتھر ا دکھائی دینے لگا۔ آپ کا بدن کا کوئی حصہ بھی اپنی اصلی حالت پر نہ رہا۔ آخر گوشت کا سیل یہاں تک جوش زن ہوا کہ میں گھٹنوں تک گوشت میں دب گیا۔ حالانکہ آپ مجھ سے کافی فاصلہ دور بیٹھے تھے میاں صاحب موصوف بحالت اضطراب گوشت کے لوتھرے پر پاؤں مارتے تو ان کے پاؤں کا نشان گوشت پر اس طرح پڑ جاتا جس طرح ریت کے تودے پر ظاہر ہوتے ہیں۔ قوال یہ حالت دیکھ کر

یہ صاحب حضرت خواجہ عبدالخالق رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ ۱۲ لطائف ص ۶۳



ڈر گیا۔ میں نے ہر چند اسے تسلی دی۔ بلکہ انعام کے طور پر اپنا کُرتا بھی دیا۔ لیکن نہ مانا اور بھاگ گیا۔ کافی دیر کے بعد بطریق سابق تین بار چکر لڑنے کے پھر اپنی اصلی حالت پر آئے۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ اس وقت کے عالم دین مولانا محمد حاصل چشتی حنفی نے فرمایا کہ مدت کے بعد عشق کا قصہ سنا گیا اور میاں صاحب نے کہا کہ جو اس وقت میں نے اسرار درموز دیکھے بیان سے باہر ہیں۔

**نوری غسل:** حضرت سیرانی بادشاہ ۲۰ ذوالحجہ ۱۲۶۱ھ میں تاجن شیر کے کنوئیں پر غسل کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ تاجن شیر غسل فرما رہے تھے۔ آپ بستی کے قریب کے کنواں پر تشریف لے گئے وہاں بھی تاجن شیر خرق عادت کے طور پر غسل فرما رہے ہیں۔ جب آپ نے آنکھوں سے یہ واقعہ پانچ چھ بار ملاحظہ فرمایا۔ تو پھر آپ نے اپنا منہ مبارک کنواں کی نساہ کے ساتھ لگا دیا جیسے عام لوگ پانی پیتے ہیں۔ اتنے میں خرق عادت کے طور پر آپ کی ہر رگ اور ہر بال سے پانی کے فوارے جاری ہو گئے۔ اسی حالت میں تاجن شیر کو بتایا کہ غسل اس طریقہ سے ہونا چاہیئے تم ظاہر بدن کو دھو رہے ہو اندر کا بھی غسل ہونا چاہیئے۔ تاکہ اندر کے رگ ریشہ بھی صاف ہو جائیں۔

فائدہ:- اس غسل کو اہل خرق عادت غسل نوری کہتے ہیں اور کروڑوں میں سے کسی ایک کو نصیب ہوتا ہے۔

**لوئے حق:** حضرت شاہ ابوالفتح صاحب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ کچھتی میں تشریف فرما تھے۔ میں حاضر خدمت ہوا۔ آپ ریگستان میں وضو فرما رہے تھے کہ میں نے اچانک مشک کی خوشبو محسوس کی۔ خیال تھا کہ صاحب نے سنت رسول اللہ کی پیروی میں لگائی ہوگی۔ حضرت نے اپنے

۱۵۸ لطائف سیر یہ لکھے ضیائے نورانی ص ۱۵۸۔

کشف سے میرا ارادہ بھانپ لیا۔ اور مسکرا کر فرمایا کہ شاہ صاحبؒ انہما من عند اللہ۔ یعنی یہ خوشبو منجانب اللہ ہے۔

میاں صالح محمد نے کہا کہ میں ایک مرتبہ محمد عاقل داد پتوہ سے تیس کے نام بلائی پتوہ کے باغچہ میں صبح کے وقت گیا تو پتوں اور درختوں

کو ذکر اسم پاک کرتے سنا۔ میں بہت حیران ہوا کہ کیا ماجرا ہے۔ آگے چل کر دیکھا کہ ایک بزرگ ذکر الہی میں مصروف ہے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہے۔ واپس آکر قاضی صاحب کو تمام ماجرا سنایا۔ قاضی صاحب بھی میرے ہمراہ باغ میں آئے۔ اور فقیر صاحب کی زیارت کی رئیس نے دل میں ارادہ کیا کہ حضرت صاحب میری دختر سے شادی کر لیں۔ آپ جب وظیفہ سے فارغ ہوئے تو فرمایا۔ تم جس حال میں فقیر کو پھنسانا چاہتے ہو۔ فقیر اس میں کبھی نہ آئے گا۔

اس کے بعد قاضی صاحب کھانا لے آئے آپ نے تناول فرمانے کے بعد فرمایا۔ فقیر کا نام محکم الدین ہے اگر ضرورت پڑے تو یاد کر لینا فقیر حاضر ہو جائیگا۔ کچھ عرصہ کے بعد رئیس مذکور کی لڑکی کا انتقال ہو گیا۔ اور لڑکی کی شکل بگڑ کر بد صورت ہو گئی۔ رئیس کو حضرت صاحب کا قول یاد آیا۔ فوراً مسجد میں گیا اور حضرت صاحب کا نام زور سے پکارا۔ آپ بحراب میں تشریف لے آئے اور فرمایا صبر کرو۔ خیر ہے گھر جاؤ۔ یہ کہہ کر غائب ہو گئے۔ گھر آکر لڑکی کے منہ سے کپڑا ہٹایا تو چاند کی طرح منور تھا۔

ایک جام کا بیٹا خراسان سفر پر گیا ہوا تھا۔ جام بے جام کا لڑکا واپس حد پریشان تھا کہ اس کا بیٹا کس طرح واپس آئے گا

جام حضرت بہاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کلیم فقیر کے بس میں نہیں ہے اگر شہباز وقت یہاں آجائیں تو وہ تمہارے لڑکے کو منگا

سکتے ہیں۔

ایک دن حضرت صاحب مسجد میں تشریف فرما تھے کہ حضرت خواجہ نور محمد صاحب نے جمام کو بتایا کہ یہی شہباز وقت ہے۔ ان سے جا کر عرض کرو۔ جمام آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا اگر اجازت ہو تو حجامت بناؤں۔ آپ نے اجازت دیدی۔ جمام ڈر کیوجہ سے کچھ عرض نہ کر سکا۔ لیکن دوران حجامت دردِ فراق کی وجہ سے جمام رو رہا تھا آپ نے پوچھا کیوں روتا ہے جمام نے تمام ماجرا سنا لیا۔ آپ نے فرمایا ڈر رک جاؤ۔ آپ مسجد کے حجرہ تک گئے اور پھر واپس آگئے اور جمام نے اپنا کام شروع کر دیا۔ ابھی جمام حجامت بنا ہی رہا تھا کہ ایک شخص نے آکر اسے خوش خبری سنائی کہ تمہارا لڑکا گھر واپس آ گیا ہے جمام فارغ ہو کر جب گھر پہنچا تو بیٹے سے حال دریافت کیا۔ لڑکے نے بتایا کہ میں کابل کے بازار میں سودا خریدنے جا رہا تھا کہ ایک آدمی جس کا آدھا سر مونڈا ہوا تھا آیا۔ اور مجھے بازو سے پکڑ کر ایک ہی جھٹکے سے گھر پہنچا دیا۔ رقم اور مال بھی لڑکے کے ہاتھ میں تھا جس میں وہ سودا خریدنے جا رہا تھا۔

**ایمان بچا لیا:** مولوی سکندر مرحوم حضرت سیرانی بادشاہ کے مُرید ہوئے حضرت کے وصال کے بعد کسی دور جگہ رشتہ بیعت جوڑا۔ مرتے وقت حالت غیر ہوئی

خواب میں حضرت سیرانی بادشاہ تشریف لائے اور فرمایا اگرچہ تو نے تعلق توڑ دیا تھا لیکن میں لاج پالنی پڑی۔ تیرا ایمان زائل ہو رہا تھا۔ ہم نے تیرا ایمان اللہ تعالیٰ سے مانگ لیا ہے اب تو با ایمان ہو کر مرے گا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے کلمہ شہادت پڑھ کر وفات پائی۔

**سیرانی بادشاہ:** ایک شخص سیرانی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میں حج مکملے بیت اللہ شریف جا رہا ہوں۔ لیکن میرے پاس خرچ نہیں

میری امداد فرمائیں۔ آپ نے پوچھا تمہارے پاس اس وقت کیا ہے۔ اس شخص کے پاس چند سکہ تھے۔ آپ نے فرمایا۔ ان سکوں سے جو کچھ تم کو پسند آئے خرید کر بنا لاؤ۔ وہ شخص

گیا۔ ان سبکوں سے گھی، اٹا، شکر خرید کر کے حلوا تیار کیا۔ اور حضرت صاحب کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ حلوا میں ڈال دیا۔ اور فرمایا۔ اب اسے لے جاؤ۔ جب بھوک لگے کھا لینا۔ کم نہ ہوگا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ شخص پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فریاد فرمایا کیا حال ہے۔ سفر خرچ تو پورا ہو گیا تھا۔ اُس شخص نے حلوہ سامنے رکھ کر عرض کیا کہ سال تک اس میں سے کھا تا رہا ہوں۔ مگر مقدار بدستور وہی ہے۔ آپ نے وہ سارا حلوا فقراء میں تقسیم کر دیا۔

فائدہ ۱۷۰۔ اس کرامت کی نظیر حضرت ابو ہریرہؓ کا تو شر ہے جو صحاح ستہ میں

مذکور ہے۔

**پیسے بڑیا عطا فرمایا:** ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہماری شادی کو بیس برس گزر گئے ہیں لیکن ہم

گھر میں اولادِ زریہ نہیں ہوئی۔ دعا کریں۔ آپ خاموش بیٹھے سنتے رہے اور فرمایا اپنے خاوند کو بلاؤ۔ جب اُس عورت کا خاوند آ گیا تو اُسے فرمایا کہ ولادت کے وقت جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ان کی تیاری کرو۔ کل صبح تمہارے گھر اولادِ زریہ ہوگی۔ دونوں میاں بیوی ابھی راستہ میں ہی تھے کہ عورت کے پیٹ میں بچہ حرکت کرنے لگا۔

حالاں کہ وہ حاملہ نہ تھی اور دوسرے دن صبح لڑکا پیدا ہو گیا۔

فائدہ ۱۷۱۔ اس کی نظیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہے اور کراماتِ اولیاء حق کے عقیدہ کیلئے اتنا کافی ہے اس لئے کہ کراماتِ اولیاء درحقیقت قدرت

ایزدی کا ظہور کا نام ہے۔

**عطری بنا دیا:** اوبارہ (سندھ) کی کسی مسجد میں سیرانی صاحب آرام فرماتے تھے ایک شخص نے آپ کے پاؤں دبانے لگا۔ اس شخص کے ہاتھ سے کستوری کی خوش بو جاری

ہو گئی۔ اور تا عمر قائم رہی

(لطائف سیرہ)

مصری کنکرہ۔ سیرانی بادشاہ ایک مسجد کے صحن میں جال کے درخت نیچے آرام فرمایا۔ عرصہ دراز تک لوگ درخت کے نیچے سے لوگ مصری کے کسکے چنتے رہے۔

مؤلف لطائف سیر یہ المتوفی سے فرماتے ہیں کہ میں نے وہ درخت دیکھا ہے۔

حضرت سید موسیٰ شاہ صاحب  
عصر عرب شریف میں اور مغرب پاکستان میں۔ ایک شام خلاف معمول شہر سے

باہر تشریف لے گئے۔ اور بارہ سگے بھی ہمراہ لے گئے۔ واپس آکر حکم دیا کہ فوراً طعام کا انتظام کرو۔ مہمان (جو جان سے عزیز ہے) کو طعام کی دعوت دینی ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص آیا۔ اور حضرت سید موسیٰ شاہ صاحب کی خدمت میں چھٹے اور تسبیح پیش کی۔ اور عرض کیا ایک فقیر نے یہ تسبیح اور سگے دیئے ہیں۔ اور کہا ہے کہ یہ سگے تسبیح سے زائد ہوئے ہیں فلہذا یہ واپس ہیں۔ جب جماعت نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ عرب شریف تشریف لئے جا رہے تھے کہ میں نے جا کر بارہ سگے دیئے کہ فلاں دکان میرے لئے تسبیح خرید لادیں۔ حضرت صاحب نے عصر کی نماز عرب شریف میں پڑھی اور مغرب کی نماز میرے خیال میں یہاں آکر پڑھیں گے لیکن آپ کو مغرب کی نماز کا وقت بہاول پور ہوا ہے۔ یہ کرامت طی الارض کے قبیل سے ہے۔

منڈوں میں کہاں تک پہنچا دیا۔ ایک شخص ٹھٹھنگر (انڈیا) سے ایک قاصد سندھوں کی ہنڈیاں لیکر شجاع آباد کے ہندوؤں کے پاس روانہ ہوا۔ جب ہندوؤں نے دریافت کیا کہ کب روانہ ہوئے ہو تو قاصد نے بتایا کہ آج ہندوؤں کو سننے لگے اور اس کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ قاصد نے کہا کہ ہنڈیاں کھول کر تاریخ دیکھ لو۔ جب تاریخ دیکھی گئی تو واقعی آج کی تھی۔ سب لوگ حیران ہوئے اور وجہ پوچھی

ۛ ضیائے نورانی و لطائف سیر یہ ص ۛ ضلع لہان (پاکستان)

تو قاصد نے بتایا کہ میں ٹھٹھ نگر سے روانہ ہوا ہی تھا۔ کہ مجھے ایک فقیر دکھائی دیا۔ میں نے پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ فقیر نے بتایا۔ شجاع آباد، میں نے عرض کیا مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ فقیر نے مجھے ہمراہ کر لیا۔ اور چند گھنٹوں کے بعد کہا۔ کہ یہ شجاع آباد ہے اور مجھے چھوڑ کر مسجد میں چلا گیا۔ ہندوؤں نے پوچھا کہ دریا کیسے عبور کئے۔ قاصد نے بتایا مجھے علم نہیں سب لوگ مسجد میں حاضر ہوئے۔ ایک پٹھان جو آپ کا مرید تھا شناخت کر لیا کہ یہ حضرت حکیم الدین سیرانی ہیں لہٰذا یہ کرامت بھی ملی الارض سے ہے)

حضرت سیرانی مرید کی دعوت پر تھے کہ صاحب دعوت نے مشکوں میں **اناج غائب** گندم کا ذخیرہ کیا ہوا تھا۔ نواب بہاول خاں بہاولپور کے حکم سے اناج ذخیرہ کرنے کی ممانعت تھی۔ جب پوئیس کو علم ہوا تو انہوں نے مشکوں کو مہربند کر دیا اور پوترہ بہت گھبرایا۔ اور حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں اس عذاب سے بچائیں حضرت نے فرمایا فکر مت کرو اور حاکموں کو بلاؤ کہ میرا ذکر تلاش کریں۔ جب حاکم علاقہ معہ پوئیس آیا۔ اور مہربندی توڑ کر مشکوں کو دیکھا تو مشکے خالی تھے وہ سب شرمسار ہو کر چلے گئے۔ اپنے اپنے میزبان سے فرمایا گھبراؤ مت۔ جا کر مشکوں کو دیکھو۔ جب انہوں نے مشکوں کو دیکھا تو پھر بھرے ہوئے تھے۔

ماڑ کے بندہ بتوں کو اونچی عمارتوں میں نصب کرتے تھے مسلمانوں **بت گرہ پڑے**۔ کی تعداد ہندوؤں سے کم تھی۔ ایک مرتبہ حضرت صاحب ایک کوچہ سے گذر رہے تھے کہ بت آپ کے قدموں میں آگرے۔

**روپیوں کی بارش**؛ مولانا محمد مقبول (جو ننگر کا منتظم تھا) کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ ننگر کا خرچ ختم ہو چکا ہے۔ آپ خاموش رہے۔ جس وقت فجر کی نماز کے لئے اٹھے اور چلو کندھے پر ڈالی تو چار بارش ہونے لگی۔ (ضیائے نورانی)

۱۶ ضیائے نورانی ص ۶۲ لہٰذا گمراہیوں کی خاطر



## دونوں جہان کی نعمتیں ان کے خالی ہاتھ میں

مولانا دااجلی نے فرمایا حضرت سیرانی بادشاہ نے مجھ سے ریت

فرمایا کہ کل عید ہے لنگر کا خرچ ہے یا ختم ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا ختم ہو گیا ہے آپ اپنا ہاتھ سینے کے قریب لے گئے۔ اور مجھے روپیہ دیا کہا جاؤ جا کر فقراء کے لئے کھانے کا سامان خرید لاؤ۔ میں روپیہ لے کر دکاندار کے پاس گیا۔ دکاندار نے کہا روپیہ سکہ راج الوقت سے کم ہے۔ میں واپس حضرت صاحب کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کیا حضرت دکاندار کہتا ہے یہ سکہ راج الوقت سے کم ہے۔ آپ نے فرمایا پھر جاؤ اور دکاندار سے کہو حساب کے سکہ قدرتی ہے۔ دنیاوی سے زائد ہوگا۔ واپس جا کر ہندو کو دیا۔ اس نے حساب کیا تو روپیہ راج الوقت سے ایک ٹکڑے زائد نکلا۔

فائدہ :- یہ ادنیٰ کمالات ہیں لیکن اہل دل کیلئے ہے سنگدل کے لئے "جوئے شیر" کے مترادف ہے۔

**ریت کا ٹیلہ یا سونے کا ڈھیلہ** :- ایک مرید حضرت سیرانی سائیں سے عرض کیا کہ میں نے بچی کی شادی (بیاہ) کرنی ہے لیکن خرچ کیلئے رقم نہیں ہے۔ برادری طعن کرے گی خدا کیلئے میری امداد فرمائیں۔ آپ جنگل میں جا رہے تھے۔ ریت کے ایک ٹیلے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ جس قدر ضرورت ہو لے لو۔ اس شخص نے مٹی کو ہٹا کر دیکھا تو تمام ٹیلہ روپوں سے بھرا پڑا تھا۔ جس قدر ضرورت تھی رقم لے لی۔ اور اس جگہ پر نشان لگا دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہاں پھر آیا۔ تو کوئی چیز موجود نہ تھی۔

**امیر بننے کا نسخہ** :- ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بہت غریب ہوں۔ مجھے تعویذ دیں کہ میں دولت مند ہو جاؤں آپ نے گویا تعویذ لکھ دیا۔ اور فرمایا اسے اونچی جگہ لٹکا دو اور نیچے برتن رکھ دینا اور تعویذ کو آگ لگا دینا۔ چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ تعویذ کے اجزا جب گل برتر برتن میں گرتے تو

سونا اور شرفیاں بن جائیں وہ اس طرح سے وہ شخص بہت امیر بن گیا۔

**سیرانی شامی گنجشکر رحمہما** اللہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں مصری پیش کی اپنے

فرمایا۔ جتنے لوگ یہاں بیٹھے ہیں ان میں تقسیم کر دو

وہ شخص بہت پریشان ہوا کیوں کہ مصری کم تھی اور لوگ زیادہ۔ آپ سمجھ گئے مصری کو ہاتھ لگایا اور فرمایا اب تقسیم کرو۔ اور دو آدمیوں کا حصہ بھی رکھ دو۔ چنانچہ مصری سب کھینٹے کافی ہو گئی۔ اور دو آدمیوں کا حصہ بھی رکھ دیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد دو آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مصری کا وہ حصہ جو رکھا گیا تھا۔ ان کو دیدیا گیا۔

**ہر مرید کے گھر میں**۔ دو مریدوں نے سیرانی بادشاہ کو دعوت کا عرض کیا تو آپ نے دونوں کی دعوت قبول کر لی۔ دونوں مرید ایک دوسرے

سے شرمندہ تھے کہ آپ نے میری وجہ سے دوسرے مرید کی دعوت قبول نہیں فرمائی ان کو بعد میں عقیدہ کھلا کہ آپ ایک ہی وقت میں دونوں مریدوں کے ہاں حاضر تناول فرمانے میں مصروف دیکھے گئے۔

**فائدہ**۔ امام جلال الدین سیوطی کی کتاب "المجلی" صرف اسی موضوع پر ہے

کہ ایک بندہ خدا متعدد مقامات پر بیک وقت موجود ہو سکتا ہے۔ فقیر نے اسے اردو ترجمہ مع حاشیہ شائع کیا بنام "ولی اللہ کی پرہاز" پھر اسی موضوع پر ضخیم کتاب لکھی جس کا نام "الانجلاؤ فی تطور الاولیاء" ہر دونوں مطبوع ہیں اور متعدد بار منظر عام پر آئی ہیں خدا کرے قیامت تک مطبوع قلوب ہوں (آمین)

ایک مرید کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ فقیر بہت

**دودھ یا چاندی**۔ زیادہ تھے۔ اور میزبان غریب تھا۔ اس کی حالت پر آپ کو

ترس آ گیا۔ مریدات کے وقت ایک مٹکے میں دودھ لایا جس کا وزن تقریباً ۵ سیر تھا آپ نے برتن سے کپڑا اٹھایا۔ اور نظر کی میا ڈال کر پھر اس کے اوپر کپڑا ڈال دیا اور صاف

کو فرمایا کہ اسے لے جائے۔ جب اُس نے برتن سے کپڑا اٹھایا تو اُسے ایسا معلوم ہوا کہ دودھ جم گیا ہے بغور سے دیکھا تو وہ چاندی بنی ہوئی تھی۔  
 فائدہ: ہینٹ تبدیل ہو گئی اور اسمیں شک نہیں کہ قادر مطلق نے اپنے ولی کے ذریعہ سے اسے تبدیل فرمایا۔ تو کیا حرج ہے۔

**آنکھ جوڑ دی:** محفل سماع میں میاں مقبول کی آنکھ پر میاں کدن (حضرت مہاروی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا معتقد تھا) کا ہاتھ اس زور سے لگا۔ کہ میاں مقبول کی آنکھ باہر نکل آئی۔ اور سخت درد محسوس ہونے لگا۔ میاں مقبول آنکھ پر ہاتھ رکھ کر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا تو اس کی آنکھیں درست ہو گئیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ آنکھ کو کچھ ہوا بھی نہیں۔

فائدہ: پہلے عرض کیا گیا ہے کہ ولی اللہ کی کرامت درحقیقت معجزہ نبی ہی ہوتا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ کی آنکھ چشم خانہ میں رکھوا کر آنکھ روشن فرمادی تو آپ کے نائب سیرانی بادشہ نے بطور کرامت ویسے ہی فرمادیا تو کون سا حرج؟  
**دانت ٹھیک ہو گئے:** ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ دانتوں کو چوٹ لگی اور ایک دانت ہونٹوں

پر گر پڑا۔ آپ کی نگاہ شاہ صاحب پر پڑی اور فرمایا خیر ہے۔ دانت کو اٹھا کر اپنی جگہ لگا دو۔ چناں چہ انہوں نے ایسا کیا اور فوراً شفا ہو گئی۔ جیسے کچھ کبھی بھی نہ ہوا ہو۔  
 ایک مرتبہ حضرت سائیں سیرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃً  
**نارِ عشق کا ظہور:** واسعۃً ایک بیاہ شادی پر تشہیف لے جا رہے تھے کہ راستہ

میں شام ہو گئی دریا کا کنارہ تھا۔ اور تخت سردی تھی۔ آپ نے لکڑیاں جمع کرنے کے لئے فرمایا۔ میں نے لکڑیاں جمع کر کے چاروں طرف دائرہ کی صورت بنالی لیکن آگ جلانے کے لئے ماچس نہیں تھی۔ حضرت صاحب ذکر لا الہ الا اللہ میں مشغول

ہو گئے۔ اور لکڑیوں پر جہاں بچونک مارتے آگ لگ جاتی۔ اور ساری رات آرام سے  
بسر فرمائی۔

محمد امین ساکن گڑھی اختیار خان کا بیان ہے کہ میں عہد طفلی  
لال نہ بولنے والے۔ میں بہت خوب صورت تھا۔ اور تقریباً آٹھ برس کا تھا  
لیکن بول نہیں سکتا تھا۔ اتفاقاً حضرت صاحب السیر رحمۃ اللہ علیہ گڑھی تشریف لائے  
میں بھر قبول اگرچہ حضرت مہاروی صاحب کا مرید تھا۔ لیکن آپ سے بھی خاص  
عقیدت رکھتا تھا۔ مجھے آپ کی خدمت میں لے گیا۔ اور عرض کیا کہ یہ لڑکا کوئی بات  
نہیں کرتا۔ اسکی پوچھیں۔ آپ نے پوچھا تو میں بولنے لگ گیا۔

صاحب السیر رحمۃ اللہ علیہ مسجد شریف بھاگ میں تشریف فرما  
مصلیٰ کی تسخیر تھے۔ کہ ایک سائل آیا۔ اور عرض کیا۔ حضرت سائل کا گھر اس  
جگہ سے بہت دور ہے۔ سائل بہت غریب مستحق ہے۔ مہربانی فرما کر وظیفہ کٹائش  
روزی عطا فرمادیں۔ آپ نے ایک وظیفہ بتایا کہ اُسے صبح کی نماز کے وقت پڑھ لیا کر  
سائل چلا گیا۔ اور صبح کی نماز کے وقت اس وظیفہ کو پڑھتا اور مصلیٰ کے پتھے سے ایک  
روپیہ چار آنہ اٹھالینا۔ ساری عمر اُس کا یہی معمول رہا۔ جب قریب المرگ ہوا تو اپنے لڑکے کو  
وہی وظیفہ بتایا۔ لیکن لڑکا صرف دس آنے اٹھاتا تھا۔

بہاولپور شہر میں مسجد میاں محمد حسن میں تشریف فرما تھے  
پتھو کا حیا۔ کہ زیارت کرنے والوں میں سے ایک شخص کو پتھونے کاٹا

وہ سخت پریشان ہوا۔ اور حضرت صاحب کی خدمت میں آکر سحیح دریافت کیا  
آپ نے فرمایا۔ تین مرتبہ فقیر کا نام لیکر تھو کو اور اس تھوک سے جو مٹی گیلی ہو جائے  
سے پتھوکے کاٹے پر لگا دو۔ فوراً آرام ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور اُسے  
فوراً آرام آ گیا۔

**فائدہ ۱:-** اس کی تاثیر تا حال موجود ہے "سلسلہ اولیہ" کے

اوراد و ظائف میں ہے۔

**المدد یا محکم دین :-** محمد حسین کا بیان ہے کہ جمال خاں (جو کہ سرار ریاست تھا) کی میرے ساتھ سخت دشمنی ہو گئی۔ اور جس وقت مجھے ملتا تو کہتا کہ رات کو تم کو مار ڈالوں گا۔ میں ساری ساری رات ہتھیار باندھ کر جاگتا رہتا۔ رات دن سخت پریشان رہتا تھا۔ ایک رات میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اپنے مرشد کو بلاؤں اور امداد طلب کروں میں نے زور سے آواز دی محکم الدین میری مدد کرو۔ مکتور طہی میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میرا ڈر سے بُرا حال تھا۔ دروازہ کھولا تو ایک شخص گھوڑے پر سوار کھڑا پکار رہا تھا۔ محمد حسین میں نے فوراً پہچان لیا کہ حضرت صاحب ہیں اور قدم بوس ہوا۔ آپ نے فرمایا مجھے رکنے کی اجازت نہیں ہے۔ تو مت گھبرا میں نے تمام بندوبست کر دیا صبح کو معلوم ہوا کہ جمال خاں کو بہادر خاں کے آدمی پکڑ کر لے گئے ہیں۔

**قبر کاغذانی اور سیرانی قدس سرہ کا کمال :-** حضرت سیرانی بادشاہ حاصل پور (ضلع بہاولپور)

گھمراہی والا کے باہر مشرق کی طرف ایک قبرستان میں سے گزر رہے تھے۔ مجھے فرمایا کہ تو یہاں ٹھہر جا۔ آپ ایک قبر کے نزدیک چلے گئے۔ میں دُور سے نظارہ دیکھ رہا تھا۔ قبر سے ایک آدمی نکلا جو بالکل نکماتھا اور سر سے پاؤں تک جلا ہوا سیاہ۔ آپ نے اپنے انگیوں سے اشارہ کیا تو اس کا سارا جسم نور سے منور ہو گیا۔ چند قدم آگے چل کر دیکھا تو بہت لوگ ریف لہنگوں میں ملبوس قبروں سے باہر نکل آئے اور حضرت صاحب کے کافی دیر اقیں کرتے رہے۔ میں دُور ہونے کی وجہ سے کچھ نہ سن سکا۔ کچھ فائدہ پر چل کر ایک ٹیلے کو سلام کیا۔ راستے میں موقع دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت کالے جسم والا کون تھا؟ آپ نے فرمایا اس میں ایک مرد خدا جلس کر کے بیٹھا ہے۔ میں نے دریافت کیا اب تک جلس میں رہتا



آپ نے فرمایا قیامت تک۔

اس واقعہ سے وہی انکار کر سکتا ہے۔ جسے اولیاء کرام سے انکار

**فائدہ ۱۰** ہے درناصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہم تا حال اپنے جنگل و غار میں زندہ ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کے وقت کعبہ معظمہ میں ان کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے تصدیق کرنے والے یہی ہوں گے۔

اور حضرت عزیز مکی رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار پاک پتن شریف میں ہے بارہادنیاء میں بسر کر کے مزار میں تشریف لے گئے اور امام مہدی کے وقت پھر ظاہر ہوں گے حالانکہ وہ صالح علیہ السلام کے زمانہ سے چلے آ رہے ہیں خود حضور سیرانی بادشاہ کا اپنا قصہ پہلے گزرا ہے۔

حضرت شیخ احمد عبدالحق مرید حضرت جلال الدین پانی پتی ایک مرتبہ مریدوں کی جماعت کے ساتھ مسافر ہو کر جنگل میں پہنچے اور جنگل میں ایک درخت تھا اور ہوا خوش تھی اور اس جگہ نزول فرمایا۔ ایک ساعت گزری کہ ان کی روح پرواز کر گئی مریدوں نے فریاد اٹھائی کہ عوام کہیں گے کہ مریدوں نے پیر کو قتل کر دیا۔ وہ اس گفتگو سے زندہ ہو کر یہ فرمایا کہ یہ مقام خوش تھا اور فقیر کو بہت پسند آیا تھا لیکن جب تم اس طرح کہتے ہو اور اٹھو اور روانہ ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی جان کا اختیار دیا ہے ملک الموت میری روح قبض نہیں کرے گا۔ (اخبار الاخیار)

**سماع اور حضرت اولیس قرنی** گھڑی کنڈی میں محفل سماع منعقد ہوئی حضرت صاحب السیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت جوش میں تھے

آپ جوش سے ہاتھ ہوا میں بند فرماتے اور مٹھیاروپوں کی بھر کر قوال کو دیتے۔

جب محفل ختم ہوئی تو لوگوں نے پوچھا کہ روپے غیب آتے تھے۔ آپ فرماتے لگے

حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ محفل سماع میں موجود تھے۔ وہ اپنے ہاتھ مبارک سے بھے



دیتے اور میں قوالوں میں بانٹ دیتا۔

فائدہ:۔ اسمیں کئی کرامات کا ظہور و صدور ہوا (۱) سیرانی بادشاہ کا عالمِ غیب سے روپوں پیسوں کا حاصل کرنا (۲) سیدنا اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کا محفل میں تشریف لانا (۳) اس میں اپنا نائب حضرت سیرانی بادشاہ کو بتانا وغیرہ۔

محفلِ سماع اور سیدنا اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کیسے؟  
ازالہ وہم:۔ اس کے جوابات آتے ہیں۔ (ان شاء اللہ)

قاضی جان محمد رزق کی تنگی سے تلاش  
تاگے کا چٹھہ یاروپوں پیسوں کی کان: معاش کیلئے راجن پور سے کسی صاحب

کے ہاں گھوڑی پر سوار جا رہے تھے۔ ایک درویش کبیل پوش ساتھ ہو لئے۔ ندی پار کرنی تھی۔ درویش نے قاضی صاحب کا ہاتھ بٹایا کہ گھوڑی کا ساز و سامان سر پر اٹھالیا۔ قاضی حیران ہے کہ درویش ندی پار کر رہا ہے لیکن سامان (زین وغیرہ) سر کے اوپر سے خود بلا سہارا جا رہی ہے۔

درویش نے قاضی صاحب سے پوچھا کہاں جاتے ہیں۔ قاضی صاحب نے تنگی معاش کا سنایا تو فقیر نے ایک گچھا تاگے کا دے کر فرمایا اسے جو پیسے میسر ہوں کسی کو قرض نہ دینا۔ عرصہ تک اسے روپے پیسے حاصل ہوتے رہے۔ ایک دفعہ قاضی صاحب نے کسی کو اسی سے قرض دیا تو تاگوں سے پیسے بند ہو گئے۔ لیکن قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ ہماری خوشحالی بحال رہی۔ بعد کو معلوم ہوا کہ وہ درویش نما حضرت سیرانی بادشاہ ہی تھے۔

حضرت سیرانی سائیں بادشاہ قدس سرہ ایک مسجد میں بیٹھے ہوئے  
یوں ہوئی معراج: تھے۔ اور مولوی صاحب و عظم فرما رہے تھے۔ ایک شخص نے مولوی صاحب سے سوال کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر گئے تھے۔ آسمان

جسمیں کہیں بھی سواخ نہیں۔ پھر وہ آسمان سے کس طرح گذرے ہوں گے۔ مولوی صاحب اُس کے سوال کا کوئی معقول جواب نہ دے سکے۔

حضرت صاحب السیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں تم کو جواب دیتا ہوں۔ آپ نے ایک دیوار کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس میں دیکھو کوئی سواخ ہے۔ سوال کرنے والے نے کہا نہیں کوئی نہیں۔ آپ دیوار سے دس دفعہ آ رہا پار گذر گئے اور فرمایا جس طرح میں دیوار کے پار گذر گیا ہوں اس طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی آسمان سے گذر گئے تھے۔

**تیمور کا زور ٹوٹا۔** اوج شریف میں تیمور بادشاہ کی آمد کی خبر مشہور ہوئی حضرت

مخدوم گنج بخش صاحب بہت گھبرائے اور مخدوم ناصر الدین

صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ آپ حضرت سید جلال الدین رحمۃ اللہ

علیہ کی خدمت میں عرض کریں کہ حادثہ کو روکیں۔ جب مخدوم صاحب نے سید جلال

الدین صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا یہ کام میرے بس کا نہیں ہے

حضرت حکم الدین رحمۃ اللہ علیہ یہ کام کر سکتے ہیں۔ البتہ حضرت صاحب کی زیارت وقت

پر ہوگی۔ شام کو کسی شخص نے بتایا کہ میں حضرت سیرانی صاحب کو بستی بولن شاہ میں

میل کر آیا ہوں۔ مخدوم ناصر الدین فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور تمام ماجرا سنایا۔ آپ نے سفید کاغذ منگوا یا اور رقعہ لکھ کر فرمایا کہ لشکر سے باہر شخص

بیرکچے اٹھائے اور گھاس چاربا ہو۔ اُس کو یہ رقعہ دیدینا۔ مخدوم صاحب گھوڑے

پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور دو تین دن کی منزل ایک رات میں طے کرنے کے بعد

لشکر کے قریب پہنچے۔ ایک شخص باہر کھڑا تھا۔ اُس نے مخدوم صاحب کو آواز دے کر کہا

کہ میں تمہارے انتظار میں کھڑا ہوں۔ یہ بات سن کر مخدوم صاحب بہت حیران ہوئے

اور اُسے رقعہ دیا۔ اُس شخص نے رقعہ لے کر اوپر اٹھایا۔ رقعہ آسمان کی طرف پرندہ کی طرح

اڑنے لگا۔ اور بادشاہ کا ارادہ اوچ شریف کینسل ہو گیا۔

**اشارہ کام کر گیا:** دفعہ یہ فقیر برادر عثمان نوری کے ساتھ ایک مرید کی دعوت پر حضرت خواجہ صاحب السیر کے ساتھ گئے۔ موسم سردی کی تھی۔ دعوت والے لوگوں نے رات کو کپڑے جمع کیے اور حاضر کئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے جس طرح منشا میں آیا تقسیم فرمادینے۔ باقی صرف ایک لحاف اور ایک کھیس بچا۔ ہم نے فکر کیا کہ ہمیں آپ نے کپڑے نہیں دیئے۔ اس لنگی میں رات گزاریں گے۔ کیوں کہ کھیس اور لحاف حضور انور کے واسطے ہیں۔ آپ نے کھیس کو بچھایا اور سر مبارک قطب کی طرف فرما کر دراز ہوئے پس اس فقیر کو قبلہ کی طرف اور حضرت نوری صاحب شرق کی طرف سے اپنے ساتھ جگہ عنایت فرمائی۔ جس قدر ہم نے بوجہ ادب کے انکار کیا۔ آپ نے جائز نہ رکھا۔

جس وقت ہم اس طریق سے سوئے۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ اپنے ساتھ عالم قبور اس طریق سے مجھ کو اور برادر کو جگہ دیوں۔ حضرت عثمان نوری جب وصال ہوا ان کا اتفاق حضرت کے ساتھ شرقی جانب سے حضرت خواجہ صاحب کے ہوا۔ اور اس فقیر کا واللہ اعلم۔ کیسا نصیب ہو گا۔

فائدہ: بزرگوں کے اشارے تقدیر کے نظارے ہوتے ہیں۔ یہ نظارہ آج بھی دربار سیرانی میں واضح طور نظر آ رہا ہے کہ نوری صاحب شرقی میں آرام فرمائیں اور سلطان صاحب شرقی جانب۔

**قلیل طعام تھا لیکن سینکڑوں کھایا:** حضرت سیرانی باشت قدس سرہ حضور

لے گئے آپ کے ساتھ معتقدین کی خاصی تعداد تھی۔ آپ سجد کے ایک حجرہ میں نماز مغرب کے بعد سنتیں پڑھ رہے تھے کہ مجاہد صاحب تشریف لائے اور آپ کو نماز میں مشغول

دیکھ کر بیٹھ گئے۔ کافی دیر انتظار کرتے رہے لیکن آپ نماز سے فارغ نہ ہوئے۔ آخر سجادہ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک خادم کو یہ پیغام دیکر چلے گئے کہ حضرت صاحب کی خدمت میں کہنا کہ میں حاضر ہوا تھا لیکن آپ مشغول نماز تھے۔ بوقت فراغت پھر حاضر ہوں گا۔ آپ کے ساتھ جس قدر آدمی ہوں تعداد بتادیں۔ تاکہ ان کے طعام کا بندوبست کیا جائے۔ شیخ صاحب کی روانگی کے فوراً بعد آپ فارغ ہو گئے اور فرمایا۔ آدمی بہت ہیں شیخ صاحب کو تکلیف مت دو۔ اور ان سے کہنا کہ صرف پانچ چار آدمیوں کا کھانا بھجوادیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب پانچ آدمیوں کا کھانا آیا تو آپ نے صرف ایک لقمہ تناول فرمایا۔ آپ کی برکت سے تقریباً ایک سو آدمیوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔

میاں شاکر محمد سے نقل کیا ہے کہ میرا خالہ زاد بھائی قاضی عاقل محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سرید تھا۔ اور اُس کی والدہ حضرت محکم الدین سے رشتہ بیعت رکھتی تھی۔ دونوں ماں بیٹیوں میں بحث رہتی تھی۔

میاں شاکر قاضی صاحب کو محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ پر فضیلت دیتا ہے اور قاضی صاحب کو میاں صاحب سے افضل سمجھتا تھا۔ لیکن مائی صاحب حضرت محکم الدین کو برتر سمجھتی تھیں۔ میاں شاکر محمد ایک دن والدہ کی خدمت میں آیا۔ اور آکر کہا کہ میں اپنی باتوں سے تائب ہوں۔ والدہ نے جب وجہ پوچھی تو اُس نے کہا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ میں نابینا ہو گیا ہوں۔ مجھے جس قدر وظائف یاد تھے پڑھے لیکن آرام نہ آیا مجھے اچانک محکم الدین کا نام یاد آ گیا۔ میں نے عرض کیا یا محکم الدین مجھے آنکھیں لوٹا دے تو میری آنکھیں درست ہو گئیں۔

ایک دفعہ حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ حج کیلئے بیت اللہ شریف جا رہے تھے آپ ایک جہاز میں سوار تھے۔ جہاز والوں نے جہاز کی مزدوری طلب کی۔ لیکن آپ کے پاس رقم نہ تھی۔ جب انہوں نے بہت تعاضد کیا

تو پھلی نے سمندر سے منہ نکالا۔ اور آپ کے دامن میں ڈوموتی پھینک دیئے۔ آپ نے ڈوموتی ملاحوں کے حوالے کر دیئے۔ ملاحوں نے آپ کو سوداگر سمجھا اور موتیوں کا ٹیکس ادا کرنے کے لئے تنگ کرنے لگے۔ آپ کے دل میں رنجش اُگنی جس سے سمندر میں طغیانی اُگنی۔ اور جہاز ڈوبنے کا خطرہ لاحق ہو گیا۔

ایک نیک آدمی جہاز میں موجود تھا وہ سارا ماجرا سمجھ گیا اور جہاز کے عملہ کو بتایا کہ یہ سب کچھ اس بزرگ کی ناراضگی کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ جہاز کے عملہ نے آپ سے معافی مانگی اور طوفان فوراً رک گیا۔

**شما کشتی آور و مارا خدا:** سیرانی بادشہ حج کے لیے بیت اللہ جانے کا ارادہ کیا۔ ایک فقیر بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ اتفاقاً آپ

کا ساتھی فقیر جہاز پر سوار ہو گیا۔ لیکن آپ کو کسی وجہ سے دیر ہو گئی اور جہاز روانہ ہو پڑا۔ جب آپ کنارہ پر آئے تو جہاز چل چکا تھا۔ فقیر نے ارادہ کیا کہ سمندر میں کود کر حضرت کے پاس پہنچ جاؤں لیکن آپ نے اُسے اشارہ سے منہ فرمایا جب جہاز عرب شریف میں نگر انداز ہوا تو فقیر یہ دیکھ کر حیران ہوا۔ کہ حضرت صاحب پہلے پہنچ چکے تھے اور نماز کا وضو فرما رہے تھے۔ فقیر نے دریافت کیا کہ آپ کیسے پہنچ گئے آپ نے فرمایا۔ خداوند کریم کے جہاز پر۔

**درد رسیدہ کو فیض رساں بنا دیا:** بہاول پور کے نزدیک روہی دہستان موجودہ نام) میں سیاحت کے لئے گئے

دیکھا کہ ایک آدمی مویشی چرا رہا تھا۔ اور دانت کے درد نے بیتاب کیا ہوا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تم کو کیا ہوا ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ داڑھ میں سخت درد ہے آپ نے کلام بتائی اور فرمایا کہ اسے پڑھ کر شہادت کی انگلی داڑھ پر رکھ۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ داڑھ بغیر درد کے نکل آئی۔ جتنا عرصہ وہ شخص زندہ رہا۔ اسی طرح سے



لوگوں کی داڑھیں بلا تکلیف کے نکالتا تھا۔

ریگستان میں شکار کھیلنے گیا۔ اور پانی کا مشکیزہ درخت کے پیسیر ہو تو ایسا:۔ ساتھ باندھ کر ہرن کی تلاش میں نکلا۔ بہت دُور نکل گیا جب ہرن شکار کر کے لایا تو مشکیزہ پانی سے خالی تھا اور پھٹا ہوا تھا۔ شاید کسی جانور نے پھاڑ دیا ہو۔ شاہ صاحب کو سخت پیاس تھی اور دُور دُور تک کہیں پانی کا نشان تک نہ تھا۔ بہت پریشان تھا۔ کہ ایک شخص کو درخت کے نیچے بیٹھے دیکھا۔ آپ کے پاس پانی کا آفتابہ (لوٹا) بھرا ہوا تھا۔ شاہ صاحب نے اجازت طلب کی اور آفتابہ سے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آفتابہ میں پانی جس سطح پر پہلے تھا۔ پھر بھی اُسی سطح پر موجود تھا۔

شاہ صاحب سمجھ گئے کہ یہ کوئی بزرگ ہے لہذا آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ہرن شکار کیا ہے اگر اجازت ہو تو حاضر خدمت کروں۔ آپ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ شاہ صاحب ہرن اور پھٹا ہوا مشکیزہ اُس بزرگ کے پاس لئے مشکیزہ کو سی لیا۔ آپ نے فرمایا کہ آفتابہ سے مشکیزہ بھرو۔ شاہ صاحب نے آفتابہ سے مشکیزہ بھر لیا۔ مگر آفتابہ میں پانی پھر بھی اُسی سطح پر قائم رہا۔

شاہ صاحب نے ہرن بھوں لیا۔ اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے چند لقمے تناول فرمائے اور بتایا کہ فقیر کا نام حکم الدین ہے۔ شاہ صاحب نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آبادی بہت دُور ہے۔ لہذا آج رات یہاں رہا جائے لیکن حضرت صاحب نماز ظہر ادا کرنے کے بعد روانہ ہو پڑے۔ شاہ صاحب بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ چند گھنٹوں میں تقریباً ستر یا اسی میل کی مسافت طے کرنے کے بعد ایک شہر کے نزدیک پہنچے۔ جہاں ایک قافلہ پہلے موجود تھا۔ آپ نے شاہ صاحب کو فرمایا کہ مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر سوجاؤ۔ اور آپ بھی آرام فرمانے لگے



تقریباً نصف شب کو شاہ صاحب کی جاگ ہوئی تو اُنھوں نے سنیا سیوں کو ایک عورت کے ساتھ باری باری ہم بستری کرتے دیکھا۔ شاہ صاحب کے دل میں بھی خیال ہوا کہ میں بھی اسے ہم بستری کرتا۔ لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔

صبح بیدار ہو کر حضرت صاحب نے شاہ صاحب کو اجازت دیدی کہ آپ جہاں جانا چاہیں چلے جائیں۔ چناں چہ شاہ صاحب روانہ ہو پڑے وہ سنیا سن بھی شاہ صاحب کے ہمراہ ہو پڑی اور ہر لمحہ شاہ صاحب سے چمٹ جاتی۔ شاہ صاحب جہاں جاتے وہ عورت ہمراہ چلی آتی۔

آخر کار شاہ صاحب بہت تنگ ہوئے اور اپنے ارادہ پر نادم ہوئے۔ اور آپس حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور وہ عورت ہمیشہ کے لئے آپ سے دُور ہو گئی۔

**شیر کو مارا:** خلیفہ بھی وارث کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت سیرانی رحمۃ اللہ علیہ ملاقات کیلئے روانہ ہوا۔ جب جنگل سے گزر رہا تھا تو ایک شیر میری جانب پیکائیں نے ڈر کر حضرت صاحب کو مدد کے لیے پکارا۔ وضو کرنے والا آفتابہ اچانک شیر کے ماتھے پر لگا اور زیرہ زیرہ ہو گیا۔ شیر ڈر کر بھاگ کھڑا ہوا۔ خلیفہ نے آفتابہ کے ٹکڑے جمع کئے اور منزل مقصود پر پہنچ کر حضرت سیرانی کے خادم خاص جو آفتابہ پر داری پر مقرر تھا۔ سارا ماجرا سنایا۔ اس خادم نے تصدیق کی۔ اچانک حضرت نے آفتابہ لے کر نہیں پر دے مارا جو زیرہ زیرہ ہو گیا تھا۔ لیکن تعجب ہے کہ تمہارے پاس بھی وہی ٹھیکریاں ہیں بیچ فرمایا مولانا رمی قدس سرہ نے

دست پیر از غائبان کوتاہ نیست ؛ قبضہ اش از قبضۃ اللہ نیست

ضلع رحیم یار خاں کی طرف کا واقعہ ہے آپ ایک کنوئیں پر پانی کھیتی کا کام تمام ہوا۔ پانی کھیتی کے اندر پھینک رہے تھے۔ حلالاں کہ

کنوئیں کا مالک سے چلا چلا کر تھک گیا۔ مگر کنواں نہ چلا۔ ادھر دوسری طرف بزرگ کو پانی پینے کے بعد کنوئیں کے اندر پھینکتے دیکھا تو ایک بھاری لٹھا اٹھا کر ان کی کمر مبارک پر زور سے دے ماری۔ آپ نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔

دیہاتی نے آپ کی آنکھوں میں بھر پور جلال دیکھا تو سہم گیا۔ آپ اسی طرح اٹھے اور چل پڑے۔ جس راستے پر وہ گئے تھے۔ اس راستے میں تقریباً ایک ایکڑ خطے پر جو چیز اگائی جائے تو نہیں اگتی۔ کیوں کہ آپ اپنا غصہ دیہاتی پر نہیں اتارا۔ بلکہ غصے کے عالم میں چلتے رہے۔ جب تک چلتے رہے وہاں تک کھیتی پیدا نہ ہوئی۔

فائدہ: جمال عجب تو جلال عجب۔ شیخ کے جلال نے کھیتی میں غیرت پیدا کر دی کہ وہ زمین سے باہر بھی نہ آئی۔

مولانا عبداللہ حنفی چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے اور میرے بھائی کو زمانہ طفلی میں میرے والد نے حضور

جیسے فرمایا ویسے ہوا:۔

سیرانی سائیں قدس سرہ کی خدمت میں حاضر کیا تو آپ نے میرے بھائی کے لئے فرمایا یہ کاروبار کا شیر ہوگا میرے لئے یہ فرمایا یہ عالم دین ہوگا چنانچہ جیسے فرمایا ویسے ہوا۔

مُصِیْبَتِ مِیْنِ کَامِ اَکْبَاہ:۔ جناب قاضی عبدالرحیم فرماتے ہیں کہ جس وقت جہاں خاں

افغان نے داخل کو تاخت و تاراج کیا تو میں ان کے ہاتھوں گرفتار ہوا تو انہوں نے رشتہ باندھ کر شہر داخل کی گلیوں میں مجھے ذلیل و خوار کیا۔ جب ان کا گذر ہندوؤں کے محلہ سے ہوا جو میرے گھر کے قریب ہے تو میں نے دیکھا کہ چانک

حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی نے تشریف لاکر ان ظالموں کو ان کی زبان سے قدرت کی کہ عاجز ہو کر وہ دوڑ گئے۔ مدت بعد جب میری میاں فاضل محمد سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے حضرت سیرانی بادشاہ کا سلام پہنچا کر قصہ مذکور بیان کیا۔

۱۷۷ ضیائے نورانی ص ۸۷ ۱۷۸ لطائف سیر یہ ص ۸۷

حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ سیرت  
ٹھوکر سے تودہ مٹی کو سونا بنا دیا کرتے ایک مقام پر پہنچے۔ ایک سائل نے

عرض کیا کہ حضور چند لڑکیاں میرے گھر بالغہ بیٹھی ہوئی ہیں اتنی فرصت نہیں کہ ان کے عقد نکاح کے لئے کچھ سامان تیار کر سکوں دعا فرمائیں کہ کہیں سے پانچ سو روپے دستیاب ہو جائیں تو میرا کام ہو جائے گا۔ آپ نے سائل کی بات سُن کر اپنے خادم محمد اربت مرحوم سے عصالیا اور عصا کی نوک سے زمین کو کُریدا تو اس کے نیچے سے ایک پانچ سو روپے کی تھیلی نکلی آپ نے وہی تھیلی سائل کے حوالے کی۔ لیکن زمانہ کے حرص و ہوانے سائل کو مجبور کیا کہ شیخ کی روانگی کے بعد اسی مقام پر پہنچا۔ بایں خیال کہ شاید اس کے نیچے خزانہ ہے زمین کو کُریدا شروع کیا لیکن کچھ حاصل نہ ہوا۔ بلکہ پہلی تھیلی بھی ہاتھ سے نکل گئی۔ بڑا رویا گریاں و دواں شیخ کے پیچھے دوڑا۔ آپ نے اس کی آواز کو سُن کر ٹھہر گئے اور پوچھا کیا بات ہے۔ عرض کی حضور بد بختی سے حرص و ہوانے مجھ سے وہی پہلی تھیلی بھی چھین گئی۔

خدارا میرے حال پر رحم فرمائیے۔ آپ کو اس کے حال پر رحم آیا۔ آپ نے پھر اس زمین کو کُریدا تو وہی تھیلی نکلی آئی اور سائل کے سپرد فرمادی۔

روایت ہے کہ ایک وقت حضرت صاحب السیر درختوں کے نیچے سوئے ہوئے تھے کہ ایک مُلّا نے عرض کیا کہ یا حضرت اپنے فیض کے دروازے

کو ہم ناقصوں کے واسطے بھی کھولیں۔ فرمایا کہ کنجی اس کے ہاتھ میں ہے جس نے قفل لگایا ہے۔ فقیر کو معذور سمجھیں۔ اس حالت میں ایک قلندر شخص اچانک آگیا اور رسول کیا کہ مولیٰ کے لئے کچھ دیں

حضرت قبلہ رخ النور سے پردہ دور کر کے حق موجود فرمایا۔ اور انگشت سببہ اس کی طرف اشارہ کیا کہ شعلے اسم ذات کے اس کے دل سے ظاہر ہوئے اور بکند ہو کر گرا۔ اور مست ہوا۔

ملا نے عرض کیا کہ یا حضرت مجھ کو وہ جواب دیا۔ اور اس شخص کے ساتھ یہ نوازش کی۔ تبستم فرما کر فرمایا کہ روٹی کے واسطے کچھ حیلہ کرنا بھی ضروری تھا۔ گویا یہ جواب مولوی کے سوال رذ کرنے کیلئے تھا۔

عاجی محمد ذمہ سے روایت ہے کہ جب یہ فقیر منیٰ میں اویس قمنی کے ساتھ: زیارت بیت اللہ شریف پہنچا تو دل میں خیال

گذرا کہ حضرت قبلہ صاحب السیر یہاں بھی تشریف لائے ہوں گے۔ ابھی یہ خیال دل میں تھا کہ ناگاہ خواجہ صاحب السیر کو دیکھا کہ آپ ایک شخص برقع پوش کے ساتھ تمام ادب کے ساتھ جا رہے ہیں۔ اونٹ والے کو اونٹ دے کر دوڑا اور قدم بوس ہوا آپ بہت نوازش فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ یہ صاحبان کون ہیں؟ فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحب بارگاہ رسول اللہ ہیں۔ میں نے زیارت کا عرض کیا۔

حضرت قبلہ نے حضرت اویس قمنی کی خدمت عرض اس کا پہنچایا۔ پس برقع منہ مبارک سے کھولا۔ میں نے دیکھا کہ چہرہ مثل سوج کے درخشاں اور ریش مبارک تمام سفید اور دندان مبارک موجود نہ تھے۔ پس حضرت صاحب نے مجھ کو فرمایا کہ زیارت حاصل ہو چکی ہے۔ جائے خوف ناک ہے۔ رخصت ہو کر اور سوار ہو کر چلے جاؤ۔ قدم بوس ہو کر دوڑ کر اونٹ پر سوار ہوا۔ وہ تاریخ دن اور وقت میں نے کاغذ پر لکھ لیا۔ جس وقت میں

حج سے واپس آیا تو تحقیق کی تو پتہ چلا کہ اُس دن اور اُس ٹائم آپ بگھا ڈیرہ میں موجود تھے  
 بعض لوگ منو مبارک سے اپنی برادری کی طرف گئے جب پھر  
تابلوت کی برکتیں - گھر کو روانہ ہونے راستہ میں جال کا درخت سبز دیکھا اس کے

نیچے بیٹھے اور اُن کے اونٹ درخت کھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ دیہاتی لوگ وہاں جال  
 کے ارد گرد ہل چلا رہے تھے کہا کہ جانوروں کو اس درخت کے نزدیک نہ جانے دو اس لئے  
 کہ جب صندوق شریف از دہر جی لائے تھے یہ جال خشک تھی اس کے نیچے  
 رکھا۔ چند دنوں میں سر سبز و شاداب ہو گئی جیسا کہ دیکھ رہے ہو لیکن اب جو جانور کھاتا ہے  
 مرجاتا ہے۔ اسی لئے تمہیں اس سے بچنا چاہیے۔

فائدہ: جہاں اللہ والوں کا گزر ہوتا ہے وہ جگہ باطناً یا ظاہراً اپنی برکات اُبھارتی  
 ہے۔ عیسیٰ قسمت لوگوں کو اس سے فوائد نصیب ہوتے ہیں۔ اس جگہ کی بے ادبی سے سزا  
 ملتی ہے اگر مسلسل بے ادبی سے اور گستاخی ہو تو اس کے برکات اُٹھائے جلتے ہیں  
 تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب "با ادب بانصیب بے ادب بے نصیب" کا مطالعہ فرما کر معلوم  
 میں اضافہ کیجئے!

کشف قبور - حضرت صاحب السیر ایک مسجد میں (جو کنارہ قبرستان پر واقع تھی تشریف  
 لے گئے) ظہر کی نماز کے لئے صحن پر بیٹھ گئے۔ دو تین آدمی (جو خاص خدمت  
 میں رہنے والے تھے موجود تھے) فقیر کی نظر اُس وقت قبور پر پڑی۔ تمام احوال اُن اہل قبور  
 کا منکشف ہو گیا۔ ہر ایک کو اپنی قبر میں خوش دیکھا۔ اور یہ حالت حضرت صاحب السیر  
 کے وضو کرنے کے وقت تک جاری رہی اس کے بعد وہ حالت زائل ہو گئی۔

معلوم ہوا کہ اس ساعت میں بہ برکت حضرت خواجہ ہر ایک کشف طاری تھا۔  
 فائدہ: یہ کشف نرالا ہے کہ اس پاس والے بھی فیضیاب ہوتے رہے انہیں  
 تعبیرات سے تعبیر کیا جاسکتا ہے جو حضور زور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوتے

تو پاس والوں پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ یہاں تک کہ حیوانات بھی اس سے مستفید ہوتے جیسے سواری کے گدھے کو اہل قبور کے عذاب سے باخبر ہونا۔ (بخاری)

**تعویذ کی تاثیر:** حضرت سلطان احمد الدین رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ (سائیں سیرانی بھتیجے) زمانہ طالب علمی میں ایک تعویذ لکھ رہے تھے حضرت سیرانی بادشاہ نے فرمایا۔ لو! میں بھی تمہیں ایک تعویذ سکھا دوں۔ آپ کے لکھے ہوئے کی میں نے خوب مشق کی۔ ایک دفعہ میرے استاد کو بستی والوں نے ستایا تو میں نے وہی تعویذ کوزہ پر لکھ کر بستی میں ڈال دیا اور میں اپنے استاد کو لے کر بستی سے نکل آیا۔ ہمارے نکلنے پر بستی آگ کی پیٹ میں آگئی۔ بستی والوں نے ہمارے استاد کی منت سماجت کی اور اپنی گستاخی کی معافی چاہی اور استاد صاحب کو باعزت واپس لے گئے اس کے بعد حضرت سلطان احمد الدین رحمہ اللہ علیہ نے اسے اس تعویذ کو ایسا چھپایا کہ مزار میں ہی ساتھ لے گئے۔

فائدہ:- اگرچہ تعویذات کا عمل ہر خاص و عام بشرط عمل میں لا سکتا ہے لیکن اللہ والوں کیلئے شرط الطہ کی ضرورت نہیں۔ ان کی تدبیر تقدیر ہے۔ ان کی لسان و قلم سیف رحمان ہے۔

**درد گردہ غائب:** مولوی محمد جمال فرماتے ہیں کہ میں درد گردہ میں مبتلا رہتا تھا ایک دفعہ حضرت سیرانی بادشاہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے ہاں تشریف لائے



مجھے بٹھا کر کھانا کھلایا تو دردِ غائب ہو گیا۔ عرصہ دراز کے بعد پھر عموں کو آ گیا۔ اس کے آرام کی صورت نظر نہ آتی تھی۔ میں نے ایک دن رو کر دل میں خیال کیا کہ کاش! آج حضرت سیرانی بادشہ ہوتے میرے درد کا مداوا فرماتے۔

میرے تصور نے حقیقت کو پایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ میرے پاس کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں محمد جمال! مجھے دور خیال کرتا ہے۔ آپ کے اس ارشاد سے میرا درد ختم ہو گیا تا دمِ زیست پھر کبھی نہ ہوا اور حضرت سیرانی بادشہ کو میرے ساتھیوں نے جاتے دیکھتا سب نے بھاگ کر زیارت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن آپ روپوش ہو گئے۔

فائدہ: مرید کا مرشد سے تعلق قومی ہو تو پیر مرید کے ہر وقت قریب ہوتا ہے یہ قاعدہ مخالفین کو بھی مسلم ہے چنانچہ مولوی حسین احمد مدنی سابق صدر دیوبند نے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی سے نقل کیا ہے کہ ”مرید اس بات کو یقین جانے کہ پیر کی روح صرف ایک مکان میں مقید نہیں۔ اس لئے نزدیک یا دور جہاں بھی مرید ہو۔ اگرچہ وہ بظاہر پیر سے دور ہیں لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں ہے“  
(الشہاب الثاقب ص ۱۱۱)

یہی مضمون مولوی رشید احمد گنگوہی کی کتاب امداد السلوک میں بھی ہے تفصیل فقیر کی کتاب ”تسکین الخواطر فی تحقیق الحاضر والناظر“ میں ہے۔

انکھ چھکتے ہی منازل طے ہو گئیں۔ ایک سید صاحب حضرت سیرانی بادشہ کے ہاں حاضر ہوئے دیکھا کہ آپ کے

فقر او کچھ سو رہے ہیں کچھ بیدار اور معصوم بہ عبادت عرض کی یہ حضرات سونے والے وقت گنوار ہے ہیں۔ سیرانی بادشہ نے فرمایا شاہ جی ان کو اپنی قسمت مل جائے گی۔ کیوں کہ ہمارے خواجہ کا طریقہ روحانی ہے یہ کہہ کر اپنی دونوں انگلیوں کے پودے لعاب دہن سے ترکہ کے شاہ صاحب کی آنکھوں پر رکھ دیئے تو شاہ صاحب کو منازل طے کرا دیئے۔

فائدہ:۔ صاحب روح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے فیض رسانی کے اقسام میں ایک قسم یہی لکھی ہے کہ آنکھ چھپکنے میں منزل مقصود تک پہنچایا جاسکتا ہے اس کی دلیل موسیٰ علیہ السلام کے بالمقابل ساحرین کی بتائی ہے تفصیل فقیر کی کتاب ترجمہ تفسیر فیوض الرحمن میں ہے۔

سحر عظیم کے پیر: بعض جمہور کے جہاز کو باد مخالف سحر عظیم کے جزائر مخفیہ میں لے گئی وہ فرماتے ہیں کہ وہاں کے لوگ کچھ خبر نہ رکھتے تھے۔ نہ ان کو مذہب

و ملت کی خبر نہ کچھ۔ لیکن حضرت سیرانی بادشہ کو اپنا پیشوا مانتے تھے لہ

فائدہ:۔ یہ حضرات سیرانی بادشہ قدس سرہ کی سیر سیاحت کے کمال کی دلیل ہے کہ روئے زمین کوئی جگہ نہ چھوڑی۔ اور یہ سیاحت تفریحی نہیں۔ بلکہ امت مصطفویہ علی صاحبہا التحیۃ والثناء پر فیض و کمال رسانی کے عرض سے تھی۔

شہر عظیم آباد کھا: حضرت سیرانی بادشہ کے خدام نے سفر میں بھوک کی شکایت کی تو آپ نے انہیں کچھ رقم دی تاکہ سودا سلف لے کر گزارہ کریں عرض کی حضور! یہاں سے تو آبادی کو سوں دور ہے۔ آپ نے ایک درخت کی طرف اشارہ فرمایا جو بہت گھناٹا کہ اسمیں داخل ہو کر ہر طرح کا سودا لے لو۔ فقراء اسمیں داخل ہوئے تو ایک عظیم شہر آباد پایا اس کے کھانے پینے کی ہر طرح کی اشیاء خریدی واپس لوٹے تو وہی جنگل اور آپ وہاں کھڑے ہیں

فائدہ:۔ یہ طی مکان و طی زمان کے قبیل کا کمال ہے

بیداری اور خواب برابر: حضرت خواجہ سیرانی بادشہ اور آپ کے مریدین صبح کی نماز کیلئے وقت پر بیدار ہو کر نماز کی تیاری میں تھے۔ ایک صاحب

ابھی نیند سے بیدار نہ ہوئے اسے جگانے کے لئے کوئی صاحب بڑھے تو آپ نے فرمایا  
ایسے نہ جگاؤ یہ میٹھی نیند میں ہے  
فائدہ: نہ جگایا جاتا تو اس کی نماز جاتی رہتی۔ اور گناہ کے فعل کی تائید ایک کامل ولی  
سے ناممکن ہے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ وہ کسی نیک خواب سے سرشار ہو رہے ہوں جیسے کسی  
بزرگ کا مقولہ ہے ۵

شبے کرشمہ و ہلش۔ بخواب بدیدم : نہ ہے مراتب خواب لے کہ بزبیداری است  
اور اسی کو حضرت سیرانی بادشاہ نے آنکھوں سے ملاحظہ فرمایا ہو۔ یہ ایسے ہو گا جیسے  
حضرت علی جو کچھ خواب میں دیکھ رہے ہیں اور ایسے بیداری میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ  
ملاحظہ فرما رہے تھے۔

حضرت سیرانی بادشاہ کسی مسجد میں تشریف لے  
منٹوں میں تمام کتاب یاد ہو گئی :- گئے۔ ایک طالب علم خوش الحانی سے  
پڑھ رہا تھا آپ کو اس کا پڑھنا پسند آ گیا۔ اپنے پاس بلا کر فرمایا اب پڑھو۔ آپ کی نگاہ  
کریمانہ سے اس کو وہ کتاب مع شرح ازب (یاد) ہو گئی۔

فائدہ: اولیاء اللہ کے لئے تو یہ معمولی بات ہے کہ ایک بزرگ نے صبح کی نماز  
پڑھانے پر دائیں طرف سلام پھیر کر قرآن کے حافظ اور بائیں طرف والوں کو ناظرہ خواہ  
بنا دیا یہ کرامت حضرت حافظ جمال اللہ ملتانى رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے۔  
جسم مبارک کا گھٹنا بڑھنا :- ایک مرید آپ کو رات کے وقت دبا رہا تھا کیا کھینچا  
کہ آپ کا جسم بڑھتا گیا یہاں تک کہ اس کا ہاتھ وہاں  
سبک نہ پہنچ سکتا۔ محوڑی دیر بعد گھٹنا شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ صرف پوست اور ہڈیاں  
رہ گئیں۔

فائدہ: جسم بہت بڑا ہو اگرچہ نظام چھوٹا محسوس ہوتا ہو۔ مثلاً حضرت حبریل

علیہ السلام کے چھ سو پیر ہیں۔ ایک پر کا طول مشرق و مغرب تک پھیلا ہوا (بخاری شرح الصدور) لیکن دربار رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں حاضری دیتے۔ اسی سے ہم اہل سنت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے لئے دُور کی خبریں دیتے اور دستگیری کرنے والے مانتے ہیں۔ تفصیل فقیر کی کتاب المعراج میں ہے

**فرشتے خدام:** ایک حضرت سیرانی نے ماڑ میں اپنے مرید سے کپڑے دھونے کا فرمایا۔ اس نے ایک جو پڑ سے دھو کر درخت پر لٹکا دیا۔ لیکن وہ کپڑے خود بخود آسمان کو اڑ گئے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد نیچے حضرت سیرانی بادشہ کے آگے آئے آپ نے فرمایا کہ کپڑوں کو فرشتے دھو کر لائے ہیں اس لئے کہ مرید غریب نے کپڑے نہیں دھوئے فاسد کا۔ فرشتوں کی ایسی خدمت اولیاء کرام کے لئے عام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیاء و فی الآخرۃ۔ یعنی ہم دنیا اور آخرت میں تمہارے دوست (خدمت گزار ہیں) وغیرہ وغیرہ تفصیل فقیر کی کتاب - "فرشتے ہی فرشتے ہیں" میں ملاحظہ کیجئے۔

**نور سے سلام:** ایک مرید و خلیفہ دین محمد واجل زیارت کے لئے روانہ ہوئے تو سمینہ ملے سید عبداللہ شاہ نے کہا کہ حضرت سیرانی بادشہ کو عرض کرنا کہ میری حاضری ناممکن ہے اگر یہاں مجھے زیارت نصیب ہو تو زہے نصیب، خلیفہ صاحب سلام و پیام پہنچایا۔ تو آپ نے فوراً سمینہ (بستی) کی طرف منہ کر کے فرمایا: وعلیکم السلام گویا بالمشافہ ہی شاہ صاحب کو سلام کا جواب دیا۔ اور اللہ والوں کے لئے درمیانی جہلات اٹھ جاتے ہیں۔ اس کے متعلق فقیر کی کتاب "حاضر و ناظر" میں تفصیل اور دلائل پڑھئے حضور سیرانی بادشہ سفر کرتے کرتے علاقہ واجل پہنچے گا من گامن شاہ کو دعاؤں۔ شاہ نے عرض کی ما حاضر لاؤں فرمایا کیوں نہیں۔ چون کہ شاہ

صاحب ننگ دستی کا شکار تھے۔ بڑے مشکل سے بھٹنے چھنے لائے۔ آپ نے کھا کر فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے جمعیت بخشے۔ گامن شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ اس کے بعد میرا حال یہ ہوا کہ جانور، مال متاع اور نقد جنس شمار سے باہر ہو گیا۔

فائدہ:۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ہر فقیر کی خدمت کی جائے تاکہ اسکے کلمہ خیر نکلے تو بیڑا پار ہو۔ دنیا بھی سنور جائے اور آخرت بھی۔

یہ لٹڈی کے باشی تھے انہیں حضرت سیرانی بادشاہ سے بیعت کا شوق ہوا تو آپ نے اسے خواب میں تلقین محمدی سے نوازا یہاں سے کوئی صاحب سیرانی بادشاہ کو ملنے گئے تو شاہ صاحب نے اپنی ظاہری بیعت کا عرض کہلوا بھیجا اور عرض کیا میں عقیدہ تو پہلے سے ہی غلام ہوں آپ بھی اس فقیر کو قبول فرمائیں۔ پیام پہنچانے والے نے پیام پہنچا کر پوچھا کہ آپ انہیں فرمایا یا نہ۔ آپ نے فرمایا قبول ہوا۔ وہی جو خواب میں پہلے بتا چکے تھے۔

فرستادہ نے واپس آکر شاہ صاحب کو وظیفہ سنایا تو کہا۔ یہی تو آپ مجھے خواب میں تلقین فرما چکے ہیں۔

فائدہ:۔ ولایت و نبوت کے لئے خواب اور بیداری کا کوئی فرق نہیں۔

حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ کا وصال کا ایک ایک واقعہ کرامت بن گیا۔ مثلاً فراسان سے ارادہ ترک کرنے

**وصال شریف کی کرامات:**

دہراجی کا رخ کرنا (۱) اپنی بقایا زندگی خبر دیکر سر تسلیم خم کر کے جام شہادت نوش فرمایا۔ (۲) استفراغ زہر کا پیالہ درویش پی گیا۔ اسے بجائے نقصان کے انوار ربانی سے سرفراز ہو جانا (۳) وصال سے پہلے صاحب خانہ کا گھر انوار سے روشن اور منور ہو جانا (۴) اپنے اجل قریب کی خبر دینا۔ (۵) شب وصال چاند گرہن ہو جانا۔ (۶) وصال کے بعد اپنی نعش مبارک کی قلب مکانی میں مشورے دینا۔ (۷) راستہ میں بے ادب کی بے ادبی پر نرا دینا پھر اسے بخش دینا (۸) نعش مبارک سے تین دفعہ ایسے فرمایا اس کے بعد وظیفہ تلقین فرمایا۔



کا دفنانے کے بعد نکالنا اور اس کا تاہنوز تروتازہ ہونا۔ (۲) مزار کیلئے بمقام خالقہ شریف  
موجودہ مقام کو پسند کرنا وغیرہ وغیرہ ان ہر ایک کو کھینچتے ہی مادہ پرست اور منکرین کرامت  
سیخ پا ہو جاتے ہیں۔

فقیر نے ہردونوں کے جوابات کچھ باب لہذا کی ابتدا میں دیئے ہیں۔ کچھ کتابت  
کے انتقام پر اور وہ بھی ان کے لئے نہیں بلکہ پیر بھائیوں اور اہل سنت حوام کی تسلی  
کے لئے کیوں کہ منکرین کی بد قسمتی مقدر ہو چکی ہے اور وہ ختم اللہ علی قلوبہم  
کے حکم کے مطابق انکار کا ہی رہیں گے۔

**انتباہ:** فقیر نے عمد اباب الکرامات کو مختصراً پیش کیا ہے کیوں کہ لطائف  
سیرہ میں آپ کی کرامات کو پُر کر دیا گیا ہے صرف کرامات کا  
شوقین اس کا مطالعہ کیے۔ فقیر کا مقصد حضرت سیر فی بادشہ کی ذات اقدس کے متعلق  
عزمن کرنا تھا کہ یہ ذات والا صفات وہی ہے۔ جس پر سلسلہ اویسیہ کے جملہ اولیاء  
کو ناز ہے آپ کو ہی اس سلسلہ کا آفتاب کہا جائے تو موزونیت رکھتا ہے۔

**حالات و وفات:** انتقال سے کچھ عرصہ پیشتر خراسان کی طرف روئے سفر تھا  
اس سلسلہ سفر میں مقام تلیری تک پہنچ گئے تھے کچھ باطنی  
مکاشفات کیوجہ سے خراسان کا ارادہ تبدیل فرما کر اسی مقام سے واپس جانب  
جنوب روانہ ہوئے اور کچھ میں پہنچ کر کسی بستی میں ایک شیشم کے درخت کے نیچے  
قیام فرما کر قیلولہ بھی وہیں فرمایا۔ اور اسی مقام پر حضرت دیوان محمد غوث صاحب (خلیفہ حضرت)

لے تلیری: ایک بستی ہے جو ملتان طبرہ اسماعیلیوں کی طرف جلتے ہوئے راستہ میں دریا چناب کے کنارے واقع ہے  
یہ سندھ کے اس حصہ کو جو ریاست بہاول پور کے مقامات اچشریف وغیرہ پر مشتمل ہے پہلے  
کچھتی کے نام سے مشہور تھا۔



اگر مشرف ہوئے۔ اور یہیں ایک مجلس سماع منعقد ہوئی۔ پھر یہاں سے تنہا روانہ ہو کر  
ہلک کا ٹھیا دار کی طرف چلے گئے اور وہراچی بندر پہنچے۔

اس خطہ میں بھی حضرت کے مرید خدام اور معتقدین کی تعداد بہت وافر تھی۔ کئی دن  
تک اس علاقہ میں سیاحت کرتے ہوئے ابتدائے ربیع الآخر ۱۹۶۷ھ میں واپسی کا  
ارادہ فرمایا۔ سندھ کے لوگوں کی نسبت جو روایات مشہور ہیں ان کی تصدیق اس  
ہوتی ہے کہ وہاں کے معتقدین نے اس خیال سے کہ آپ بعد از وفات کا ٹھیا دار ہی  
کے علاقہ میں دفن ہوں اور ہم لوگ دور دراز مسافت طے کرنے سے ہمیشہ کے لئے  
محفوظ رہیں۔ حضرت کے وہیں ہلاک کرنے کا ارادہ کر لیا۔

اور حافظ محمد کو کی نے حضرت کو واپسی کے ارادہ سے یہ عرض کر کے باز رکھا کہ  
ایک شب تو میرے کمرے میں قیام فرما کر دعوت قبول کی جائے۔ اس کے غلصانہ اصرار  
اور درخواست دعوت پر حضرت نے ایک شب کا قیام مزید منظور فرمایا۔

حافظ مذکور نے رات کے کھانے میں حضرت کو زہر دیدیا۔ زہر نے حلق  
سے اترتے ہی اپنا عمل شروع کر دیا۔ بے تابی۔ حلق کے آثار نمایاں ہوئے۔ اسی حالت  
کرب میں نماز عشاء ادا فرمائی۔ تشنگی نے غلبہ کیا تو حضرت نے حافظ محمد کو کی سے پانی  
مانگا۔ وہ جانتا تھا کہ پانی دینے سے زہر کا اثر بدن میں سرعت سے پھیل جائے گا۔  
اور زہر دینے کے بعد کچھ اپنے دل میں پشیمان بھی ہو گیا۔ اس لئے اس نے  
پانی دینے میں کچھ تاامل کیا۔ حضرت نے اس کو پس پیش کرتا ہوا دیکھ کر فرمایا اے

۱۔ گریٹر بہاول پور سٹیٹ ص ۱۸۲ حصہ اول۔

۲۔ یہ جملہ حالات انتقال پر ملال لطائف سیرہ ص ۳۶ لغایت ص ۴۲ سے

ماخوذ ہیں۔

احق! جو کچھ کرنا تھا وہ تو ذکرِ انزا۔ لوگوں کو گڑھے میں ڈال کر اب پسپا ہونے سے کیا بنتا ہے۔ لاؤ پانی لادو۔ حافظہ مذکور نے پانی لادیا۔ پانی پیتے ہی استفراغ ہو گیا۔ جگر کھڑے کھڑے ہو کر تھے کے ذریعہ نکلنے لگ گیا۔

فقیر ابوطالب جس کے حجرے میں حضرت کا قیام تھا۔ اس شخص مادہ استفراغ کو ایک برتن میں لیا دو بارہ پھر استفراغ ہوا۔ متواتر استفراغ سے طبیعت پھر بڑھال ہو گئی۔ فرمایا میری عمر کے ابھی چار سال باقی تھے۔ لیکن سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔ اس ناگہانی تکلیف کی شہرت پھیل گئی اور فوراً شہر کے بے شمار معتقد حضرات جمع ہو گئے۔ حضرت نے اپنی بیٹائی کی حالت کو مد نظر فرما کر لوگوں کو رخصت فرما دیا۔ فقیر ابوطالب حضرت کے قریب رہا۔ کچھ دیر بعد حالت غنودگی کو دمِ اخیر میں سمجھ کر میاں ابوطالب نے مسنون طور پر آنکھوں پر ماتھہ رکھے۔ حضرت کو کچھ افاقہ تھا۔ ارشاد فرمایا ابوطالب ابھی وقت نہیں آیا۔

حضرت جذبہ کی اس حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور چھت کی کڑیوں کو پکڑ کر کھڑے رہے۔ ابوطالب نے اس موقع پر بعض سوالات عرض کئے وہ یہ ہیں۔  
وصایا بھی حضرت نے کیں جن کا ذکر آگے آتا ہے۔ ابوطالب نے جب پوچھا کہ کہ حضرت صاحب زادگان والا مقام کو کس طرح اطلاع دیجائے۔ اس پر حضرت کو اپنے متعلقین کے خیالات سے رقت، طاری آد گئی اور فوراً شفقت کے باعث گریہ فرمایا۔ اور درجہ ذیل وصیتیں فرمائیں۔ اول حافظہ محمد کوئی کی نسبت ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص اس کو کسی قسم کا آزار پہنچائے۔ دوم۔ حافظہ محمد کوئی مذکور کو مبلغ دس روپے نقد اپنی گره سے دیکر وصیت کی کہ پانچ روپے سے کفن پر صرف کرنا اور باقی پانچ روپیہ کی خیرات کر دینا۔ سوم۔ قبر کے متعلق فرمایا کہ کسی جگہ ایک گڑھا کھود کر میری نعش کو دفن کر دینا۔ چوتھا۔ ایک درویش نے جس کا نام شیخ نھو تھا۔



کی طرف روانہ کیا۔ یہ مراسلہ منزل بہ منزل بہت ہی توقف کے ساتھ چھ ماہ گزر جانے کے بعد ماہ شوال میں بہاول پور پہنچا۔ بہاول پور میں حضرت کا قیام مبارک۔ میاں محمد حسن صاحب مرحوم والی مسجد میں ہوتا تھا۔ یہ مراسلہ بھی اسی مسجد شریف میں پہنچا شام و عشاء کا درمیانی وقت تھا۔

جس وقت یہ مراسلہ بہاول پور پہنچا۔ اسی وقت تمام شہر میں شور قیامت برپا ہو گیا۔ بہاول پور کا تمام شہر حضرت کا مخلص اور معتقد تھا۔ اور ہر شخص کو حضرت خواجہ صاحب کی ذات بابرکات سے خاص انس تھا۔ اور آپ چونکہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کا دیدار کئے ہوئے ان لوگوں کو بہت عرصہ گزر گیا تھا۔ یہ لوگ منتظر زیارت تھے کہ ناگہان یہ وحشت خیز خبر پہنچی تمام شہر میں تہلکہ برپا ہو گیا۔

صاحب زادہ حضرت میاں اویس بخش صاحب اور حاجی محمد اعظم صاحب اٹھوال تو اس اطلاع کے بعد بہت جلد دہراچہ بندر کی طرف روانہ ہو گئے اور جب یہ اطلاع حضرت خواجہ صاحب کے اہل عزا کو بہڑی شریف میں پہنچی تو وہاں سے حضرت خواجہ سلطان احمد دین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی معہ خدام بہاول پور پہنچے اور خلیفہ محمد حسن صاحب بہاول پوری۔ میاں محمد گڈن و خدا بخش مڑیچہ کی معیت میں سامان سفر ہتیا کر کے دہراچہ روانہ ہوئے۔ جب یہ جماعت بزرگاں دہراچہ بندر کو پہنچی تو ان سے پہلے صاحب

زادہ میاں اویس بخش صاحب و حاجی محمد اعظم صاحب پہنچ چکے تھے۔ بیس دن متواتر رہ کر حضرت کے تالوت منتقل کر کے بہاول پور لانے کے متعلق مشورہ ہوتا رہا۔ حافظ محمد جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس تجویز کی ہمیشہ مخالفت کرتا رہا۔ کبھی شرعاً عدم جواز ظاہر کرتا کبھی دُور دراز سفر کے مشکلات بتاتا کبھی اپنے حقوق جتلا کر جنازہ لے جانے سے منع کرتا۔ اور کبھی دھمکی دے کر بھی کام نکالنا چاہتا۔ آخر کار

یہاں تک بھی آمادگی ظاہر کی کہ خالقِ اہل جگہ رہنے دی جائے۔ میں تین ہزار روپیہ سالانہ ہمیشہ دیتا رہوں گا۔ اُس کی یہ باتیں آخری حیلہ لالچ زر کا پیش کیا تو اُس وقت حضرت صاحب زادہ صاحب کو بھی جوش اُگیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں حضرت صاحب کے ارشاد کی تعمیل کر رہے ہیں حضرت خواجہ کا تالوت لینے کے لئے گھر سے آئے ہیں اور لے کر جائیں گے۔ تم بے فائدہ رکاوٹیں پیدا کر رہے ہو۔

اور حافظ محمد کہتا تھا کہ وہ کسی صورت میں بھی آپ کی میت کو یہاں سے نہ جانے دے گا۔ الغرض یہ گتھی کسی صورت بھی سلجھتی نظر نہ آتی تھی۔ آخر کار حافظ نجم الدین کو اس بات پر سخت غصہ آ گیا اور وہ حضرت حکم الدین کے مزار پر آ گیا اور غصہ میں کہا اگر آپ نے ہمارے ساتھ نہ چلنا تھا تو پھر ہم کو کیوں بلوایا تھا اور ہم کو یہاں بلا کر بے عزت کر دیا ہے اور ہمیں یہ حکم بھی دیتے ہیں کہ حافظ محمد کے ساتھ نرمی سے بات کرنا ہم لوگ آج چلے جائیں گے اور آپ کے پاس پھر کبھی واپس نہ آئیں گے آپ نے حافظ نجم الدین کو خواب میں فرمایا کہ حافظ محمد کو کی کے سامنے قرعہ اندازی کی شرط پیش کر۔ وہ مان لے گا۔ چنانچہ صاحب زادگان نے حافظ محمد کو کہا کہ ہم حضرت صاحب کو لے جانا چاہتے ہیں لیکن تم حضرت صاحب کو یہاں رکھنا چاہتے ہو۔ اس طرح فیصلہ ناممکن ہے اور ہمارا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ فیصلہ اس طرح ہونا چاہیے کہ حضرت صاحب کی میت کو نکالا جائے اور ایک صندوق میں رکھ دیا جائے ویسی ہی ایک دوسری خالی صندوق بھی ساتھ رکھ دی جائے۔ ان دونوں صندوقوں میں سے ایک صندوق تم چن لو۔ یہ ہمارا مقدر جس کی قسمت ہوگی اُسے حضرت صاحب مل جائیں گے۔ اس بات پر حافظ محمد کو کی راضی ہو گیا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جب حافظ محمد نے صندوق چن لیا اور اسے کھول کر دیکھا تو حضرت صاحب کی میت موجود تھی چنانچہ حافظ محمد کو کی خوش ہو گیا اور صاحب زادگان کو اپنی قسمت پر سنجہ ہوا۔ حافظ نجم الدین کو اسی وقت غش آ گئی۔ آپ نے فرمایا حافظ صاحب اُو اُس نہ ہو۔ فقیر باطنی طور پر تمہاری صندوق میں ہے اور ظاہری حافظ محمد کی صندوق



میں۔ تم اٹھو اور صندوق کھول کر دیکھو چنانچہ حافظ صاحب اٹھ بیٹھے اور اپنی صندوق کو کھول کر دیکھا تو حضرت صاحب موجود تھے۔ حافظ محمد نے آپ کی ظاہری میت کو دراجی میں دفن کر دیا اور بعد میں شان دار مقبرہ تعمیر ہوا۔ جہاں اب بھی ہزاروں کی تعداد میں عقیدت مند حاضر ہوتے ہیں اصرار سال آپ کا عرس جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔ تمام خلق نے فیصلہ کیا کہ آپ کو صندوق میں لے جایا جائے لیکن آپ نے ابو طالب کو نیم خواب کی حالت میں فرمایا کہ میں صندوق میں نہیں جاؤں گا۔ مجھے چارپائی پر لے جاؤ اور چارپائی کے ساتھ بانس باندھو۔ صندوق کی تجویز رہ گئی اور ایک چارپائی کو لمبے لمبے بانس باندھ کر جنازہ اٹھایا گیا اور جنازہ نکالنے کے تین دن بعد روانگی ہوئی۔ نعلین مبارک جس وقت قبر سے نکالی گئی۔ ایسی ہی سالم اور محفوظ تھی۔ جیسا کہ بالکل تازہ دفن شدہ ہو۔ بدن نہایت ہی نرم تھا۔ پیشانی مبارک پر پسینہ کے آثار نمایاں تھے اور اسی طرح اعضا میں بھی حرارت کا گمان ہوتا تھا۔ خوشبو کی بہک تھی۔ سر پر مبارک اسی طرح دوش بدوش رواں ہوا۔ شہر کے لوگوں نے پانچ چھ کو س تک ساتھ دیا۔ مگر آخروہ واپس ہوئے۔ راستے میں جو شخص ملتا آپ کی میت کو کا نہ دینے کی گزارش کرتا اور یہی کہتا کہ چارپائی بالکل بے وزن ہے وفات کے بعد بھی آپ اسی طرح باکرامت تھے حافظ نجم الدین صاحب جو آپ کی میت کے ہمراہ تھے کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ حضرت صاحب کی میت کو لیکر ماڈرن سندھوستان سے گزر رہے تھے ہم لوگ آرام کے لئے بٹکے۔ ایک شخص جو آپ کا امتحان لینا چاہتا تھا کہ دیکھوں آیا آپ کا جسم عام مردوں کی طرح سخت یا نرم۔ آپ کے نزدیک آیا اور آپ کا پاؤں مروڑنا چاہتا تھا کہ آپ نے پاؤں اوپر کی طرف کھینچ لیا۔ وہ شخص دہشت کھا کر گر پڑا اور پیٹ کے علاوہ میں مبتلا ہو گیا۔ جس قدر علاج کیا مرض لا علاج بتایا گیا آخر حضرت کے مزار پر حاضر ہوا اور مافی مانگی۔ دریلے رحمت جوش میں آیا۔ آرام آگیا۔ خیر کافی عرصہ کی مسافت طے کرنے کے بعد یہ تافلہ آپ کی میت کو لے کر گوٹھ بخشا (خانقاہ شریف) پہنچا تو قافلہ نے ایک رات یہاں آرام کرنے کا ارادہ کیا۔ گوٹھ بخشا میں ایک عورت رہتی تھی جسے حضرت صاحب نہیں کہتے



تھے۔ جب اُسے معلوم ہوا تو دوڑی ہوئی آئی اور حضرت صاحب کے لئے عطر کی شیشی بھی ہمراہ لائی۔ مائی صاحبہ نے آپ کے منہ مبارک سے کپڑا اٹھا کر زیارت کی اور آپ کے بدن پر عطر چھڑکنا چاہتی تھی کہ حضرت صاحب نے شیشی خود لے لی اور اپنے آپ اپنے اوپر چھڑک دی۔ روایت ہے کہ حضرت صاحب اس عورت سے بہت محبت کرتے تھے اور آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ فقیر جہاں ہوگا بہن کے ساتھ ہوگا۔ چنانچہ مائی صاحبہ نے حضرت کو دین دہن کی گزارش کی۔ لیکن آپ کے صاحب زادگان آپ کی میت کو اپنے وطن فتح پور گریو (ضلع اوکاڑہ) لے جانا چاہتے تھے۔ لیکن جب انہوں نے آپ کی چارپائی اٹھانا چاہی تو چارپائی نہ آگے جاتی نہ پیچھے۔ مگر بہت کچھ گفت و

شنید کے بعد حضرت صاحب زادہ صاحب

اور دوسرے اصحاب کا اسی پر اتفاق ہوا کہ مرقہ مبارک یہیں تیار کی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اسی دن سے بستی گوٹھ جیا پوستی کا نام خانقاہ مبارک ہو گیا۔ اور اب تک اس دل کش نام سے موسوم ہے۔

حضرت صاحب کی برکت سے ہر سال پاک وہند کے ہزاروں لوگ یہاں آکر اپنے

مطالب حاصل کرتے ہیں۔ حضرت صاحب الیرحمہ اللہ کا مزار خانقاہ درائی شریف

(ہندوستان) میں بھی ہے۔ جہاں ہر سال نہایت تنگ و احتشام سے آپ کا عرس منعقد

ہوتا ہے اور ہزاروں ہندو مسلم آپ کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال

ہر بیتہ الثانی کو منعقد ہوتا ہے۔

اس بستی میں حضرت اپنی زندگی میں بھی تشریف لایا کرتے تھے یہاں ایک

بوڑھی کو جس کا نام حلیمہ تھا ہمیشہ کہتے تھے اور اسکی وجہ سے اکثر سفر کے دوران میں حضور

یہاں قیام ہوا کرتا تھا۔ اسی مائی حلیمہ نے حضرت کے ارشاد کو یاد دلا کر اصرار کیا کہ مرقہ مبارک یہیں بنائی جائے

(لطائف سیرہ ص ۶۱)

**کرامت انداز قبر شریف:** یا رہے کہ جب آپ کو دراجی ہندوستان میں آپ کو مزار شریف میں رکھا گیا تو بعض لوگوں نے ابوطالب کو کہا کہ حضرت صاحب کمانہ مبارک قبلہ رخ کر دیں ابوطالب کے ہاتھ لے جانے سے پہلے آپ کمانہ خود بخود قبلہ رخ ہو گیا۔

**سن وصال** حضرت سیرانی بادشاہ کے سن وصال میں اختلاف ہے۔ خزینۃ انصاف حدیقتہ الاسرار فی اخبار اہل بارہ گز میٹریہ یا مست بہا دل پور اور لٹالٹ سیریہ - پہلی تین کتابوں میں سن وفات حضرت خواجہ صاحب سلمہ ۱۱۹۶ھ درج ہے۔ اور لطائف سیریہ میں ۱۱۹۸ھ درج ہے۔ یہ لطائف سیریہ کا سہو کتابت ہے کیوں کہ پہلی کتابیں زیادہ قدیم اور زیادہ قابل اعتماد معلوم ہوتی ہیں ہم نے انہی پر اعتماد کر کے تاریخ لکھی ہے۔

**تاریخ کے اوصال:** مولوی غلام سرور صاحب لاہوری مرحوم و معذور نے اپنی کتاب خزینۃ الاصفیاء میں حضرت کی چند تاریخوں کے

وصال لکھی ہیں جس میں بھی نقل کی جاتی ہیں۔  
 ۱۔ پیر محکم الدین رفت افسوس شدہ روح پاکش طائر فرس شدہ  
 از وصالش ہاتھم تاریخ گفت بد لحد آں گل گلشن فرس شدہ

دلہ

۲۔ جناب محکم الدین صاحب سیریہ کہ ذات پاک او منظور عشق است۔

وصال شاہ فیاض است تاریخ بد و گر فرما کہ عاشق نور عشق است

**دربار حضرت سیرانی قدس سرہ:** سیرانی بادشاہ کا دربار (مزار مبارک) ریلوے اسٹیشن سمرٹھ و ضلع بہاولپور صوبہ پنجاب

پاکستان سے بجانب جنوب تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسٹیشن سمرٹھ لاہور سے کراچی جاتے ہوئے ۲۵۲ میل پر واقع ہے۔ یہاں حضرت سیرانی بادشاہ

کے عرس کی تقریب مثالی ہوتی ہے جس کی تفصیل آتی ہے۔

**خانقاہ مبارک کی تعمیر** مانی علیہ کی وہ جھونپڑی جس میں حضرت کا قیام ہمیشہ ہوا کرتا تھا۔ اسی میں حضرت کو دفن کیا گیا۔ نواب مظفر خان

گورنر ملتان نے ایک چبوترہ اور ڈھ درڈھ سون بھی تیار کرایا۔ اور مسجد شریف بھی بنوائی اور خانقاہ کی ابتدائی تعمیر اس کے عہد میں ہوئی۔ پھر ریاست بہاولپور کے والی نواب محمد بہاول خاں صاحب رابع و نواب فتح صاحب عباسی کے عہد میں دوبارہ مرمت خانقاہ عمل میں آئی ازاں بعد نواب صادق محمد خاں عباسی رابع کے عہد میں یعنی محرم شریف ۱۳۱۵ھ میں اس کی مکمل مرمت اندرونی و بیرونی ہوئی اور رنگ سازی کا نفیس کام اور چوبی رنگین کٹھرے اور چوبی رنگین چھت کا کام اس زمانہ میں مکمل ہوا۔

مزار کا بیڑا کٹھرا خلیفہ مولوی غلام محمد نے تیار کرایا تھا۔ اس کے متعلق بھی حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کی ایک کرامت مشہور ہے وہ یہ ہے کہ جب یہ کٹھرا تیار ہوا تھا تو اس کے آہنی کل میخوں کی ضرورت پیش آئی۔ اس زمانہ قلعی شدہ کل میخوں خاص خاص لوہار ملتان اور بہاول پور کے بنایا کرتے تھے۔ ان کا عام رواج نہ تھا۔ خلیفہ صاحب نے بہاول پور میں آکر دریافت کرایا تو کوئی پتہ نہ چلا نہایت ہی متفکر ہو کر وہ ایک بگلی میں سے گذر رہے تھے کہ ایک بزرگ سفید ریش نے رستہ میں ان کو ایک بٹل کل میخوں کا حوالہ کر دیا اور یہ کہہ کر کہ خانقاہ شریف کے کٹھرے کیلئے جو کل میخیں مطلوب تھیں یہ وہ ہی ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ میخیں تعداد میں بھی اسی قدر تھیں جس قدر مطلوب تھیں یہ وہ ہی ہیں۔ خانقاہ مبارک کے سامنے کا حصہ ایک سنگین میل پالیوں کا نہایت ہی خوب صورت عالی شان تیار ہوا۔ جسے حضرت خواجہ امام بخش صاحب دستار خلیفہ پنجم نے ۱۹۲۵ء میں بنوایا۔ مسجد شریف میں سنگ مرمر کا کام بھی صاحب دستار نے

کرایا۔ خلیفہ ہفتم حضرت خواجہ محمد دین صاحب نے مزارات کے تعویذ چونے ملی مٹی سے از سر نو بنوائے۔ کٹہرا مگر مٹی کا اکھڑا کر اس جگہ چپس کا کٹہرا لگوایا۔ روغن کے اندر نیارنگ کرایا۔ دروازے اور کھڑکیاں نئی اور خوب صورت لگوائیں۔ والان میں لوہے کی جالی لگے دروازے بنوائے۔

مسجد شریف کی مغربی سمت کی دیوار گروا کر مسجد میں توسیع کی۔ اس وقت بازار کی طرف جوڑا اور خوب صورت دروازہ ہے یہ بھی حضرت خواجہ محمد الدین صاحب نے تیار کرایا۔ حضرت خواجہ محمد الدین سیرانی کو حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی سے بے حد عقیدت اور محبت تھی۔ انہوں نے اپنی تمام عمر کا زیادہ حصہ دربار شریف کی خدمت اور مسجد کی توسیع کی جدوجہد میں گزارا۔ ابھی آپ کا ارادہ دربار مبارک اور مسجد شریف میں سونے اور چاندی کا خوب صورت مرقع کام کرانے کا تھا۔ لیکن افسوس کہ زندگی نے وفات کی۔ اور آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ جب آپ کراچی جا رہے تھے تو خانقاہ شریف سے روانہ ہونے سے پہلے آپ نے اپنے عزیز کو کہا کہ دربار پر جا کر سیرانی صاحب سے عرض کرو کہ ”مجھے زندگی کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے ایک خواہش ہے کہ مسجد کو مکمل کرالوں اگرچہ خدا تعالیٰ صرف ایک سال کی مہلت دے دے تو میں یہ حسرت پوری کر لوں۔“

لیکن خداوند بزرگ دبر تر کے حضور آپ کی نیکی اور محبت قبول ہو چکی تھی۔ آپ کا فرض پورا ہو چکا تھا۔ خدا کو اپنے بندے کی مزید خدمت اور محبت کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ خدا اپنے بندے کو اپنے پاس بلا ناچا ہتا تھا۔ چنانچہ دوست دوست سے مل گیا اور مسجد کا کام نامکمل رہ گیا۔ اور آج جب ہم مسجد میں داخل ہو کر دیکھتے ہیں تو بے اختیار ہمیں وہ محبوب خدا یاد آجاتا ہے۔ جس نے ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے غربت کے

دور میں اتنی خوب صورت مسجد بنوائی اور اس بات پر رونا آتا ہے کہ آج کے اس امیرانہ دور میں کوئی بھی ایسا بجا ہدف نظر نہیں آتا جو اس مقصد سے ناممکن کام کو مکمل کر کے میں نے وہ وقت بھی دیکھا جب ساری خانقاہ مبارک میں بجلی نہ ہونے کی وجہ سے اندھیرا ہوتا تھا۔ اور دربار شریف پر حضرت خواجہ محمد الین صاحب نے میٹر لگا دیا تھا روشنی ہوتی تھی اور پھر اقم الحروف نے وہ وقت بھی دیکھا کہ ساری خانقاہ شریف میں بجلی تھی۔ اور دربار اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ یہ محکمہ اوقاف کی بے نیازی کا پرکرام تھا۔ خدا بھلا کرے۔

دھوراجی والوں کا جن مجتہد نے ایسا جوش مارا کہ نہ صرف دربار پر روشنی کا خوب صورت انتظام ہو گیا۔ بلکہ دربار کے اندر پنکھوں، فالو س اور پینے کے پانی کا انتظام ہو گیا۔

**درس عبرت :-** دربار شریف کی لاکھوں روپے کی سالانہ آمدنی ہے لیکن افسوس کہ محکمہ اوقاف دربار کی طرف ذرا سی بھی توجہ نہیں دیتا دربار مسجد شریف مرمت طلب ہے کئی مزارات گر چکی ہیں۔ چیت کی خستگی اور نکاسی آب کا صحیح انتظام نہ ہونے کی بدولت مزارات کے اندر پانی چلا جاتا ہے۔ دربار شریف کے اوقاف میں آنے سے پہلے یہاں بہت بڑا درس تھا۔ جہاں کئی طلباء کو نہ صرف تعلیم دی جاتی تھی۔ بلکہ ان کی خوراک اور رہائش کا انتظام تھا۔

کتابوں کی ڈولماریاں بھری پڑی ہیں لیکن لائبریری کا کوئی انتظام نہیں جبکہ ایک دینی لائبریری کا ہونا از حد ضروری ہے۔ ارباب اوقاف کو اگر ان تمام باتوں کا یقین نہیں تو وہ دربار شریف کی ماہانہ آمدنی کا تخمینہ لگائیں۔ اور اوقاف کی زیر نگرانی عرصہ میں جو دربار پر خرچ ہوا ہے اس کا حساب چک کر لیں تو حقیقت خود بخود ان کے سامنے آجائے گی۔ یا پھر دربار کے اندر مزارات کی خستہ حالت دیکھ کر ہی اندازہ

کر لیں :-

میرا یہ یقین ہے کہ انشاء اللہ وقت ہمیشہ ایک ساتھ نہیں رہے گا۔ اور کبھی تو ایسا صاحب دل انسان۔ دوسرا میرے مرشد <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> محمد الدین پیدا ہوگا جس کی محبت اور عقیدت اور خدائے لگاؤ کی یاد تازہ کر دیگی۔

(لعل اللہ یحدث بعد ذلک أمراً)

سیرانی بادشہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے اندر ایک مزار کا اندرونی حصہ :- بہت ہی خوب صورت اور قیمتی جھاڑ لگا ہوا ہے۔ دیواروں

پر قرآنی آیات، فارسی اور عربی عبارات بہت ہی خوب صورت سنہری لفظوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ جن کو پڑھ کر روح کو ایک خاص قسم کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کے مزار مبارک پر ایک عجیب روح پرور منظر نظر آتا ہے۔

عطر اور یوبان کی خوشبو میں درود و سلام کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کی خوش الحانی آواز سنائی دیتی ہے۔۔۔ ایسے ماحول میں انسان پر خود بخود ہی ایک جدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور وہ اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہے اور اپنے گناہوں اور خطاؤں کی معافی مانگ رہا ہے اور اپنے خدا کے حضور اللہ کے پیار سے ولی حضرت خواجہ محکم الدین کو گواہ بنا کر عہدہ استقیم پر چلنے کا عہد کر رہا ہے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہا ہے۔ اپنے رب سے حضرت خواجہ کی معرفت شفاعت کا طلبگار ہے۔

چونکہ وہ اس ساحرائی کیفیت سے باہر آتا ہے تو ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے اس کے سر سے کوئی دھجھ اتر گیا ہے۔ اس کا دل ایک حیران کن فرصت محسوس ہوتا ہے۔ بیمار کو شفا اور بے مراد کو <sup>بیمار</sup> فیض کی بھولیاں بھر کر لوٹ جاتا ہے۔

تعمیر مسجد :- مزار مبارک کے متصل ایک بہت بڑی و عالی شان سنگ مرمر



سے آراستہ جامع مسجد ہے جس کو طرز تعمیر اور خوب صورتی کی بدولت ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس کی خوب صورتی کو دوبالا کرنے میں زیادہ حضرت خواجہ محمد الدین اویسیؒ کی کاوش کا دخل ہے آپ کے وصال کے بعد دربار اوقاف کے پنجہ میں آگئی جس کی تمام آمدنی ٹھہرا کر جانے کے باوجود دربار کی حالت خستہ حالی میں تبدیل ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ میمن حضرات کو شاد و آباد رکھے جنہوں نے دربار شریف کی رونق کو سنبھالا اور زبرد کثیر خرچ کر کے آستان سیرانی بادشاہ پر عقیدت کے حقوق ادا کئے تفصیل آتی ہے۔

**دگاہ کی حاضری:** بازار سے گزر کر جب شمال کی طرف رخ کریں گے تو آپ کی نظروں کے سامنے ایک قدیم دروازہ آئے گا۔ بلند دروازے کو عبور کرنے کے بعد بائیں ہاتھ پر پانی کا سون ہے جس کا پانی وضو کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور اکثر زائرین بطور تبرک دُور دراز کے علاقوں میں بیماروں کی شفا کیلئے لے جاتے ہیں۔ بعض مریض سون کے پانی سے نہا کر حضرت خواجہ سیرانیؒ بادشاہ کی برکت سے شفا پاتے ہیں۔

اور لوگ یہاں بکثرت جمع ہوتے ہیں۔ اور کئی دن تک بڑے بڑے چہل پہل پہنچنے والے غریبوں کے ایام میں خصوصیات کے ساتھ منعقد ہوتے ہیں۔ اس سالانہ عرس کے علاوہ عرس بالخصوص ہر جمعرات کو بہت بڑا ہجوم رہتا ہے۔ خانقاہ شریف کے اندر سجادہ نشین اور حضرت خواجہ کے قریبی متعلقین کے مزارات موجود ہیں۔ جن کا علیحدہ نقشہ دیا گیا ہے نقشہ کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کا مزار اپنے دیگر مزارات کے ایک کٹھڑے کے اندر محدود ہے۔

اس بڑے کٹھڑے کے علاوہ دو تین اور بھی چھوٹے چھوٹے کٹھڑے ہیں جن میں وہ مزارات ہیں جو حضرت سیرانیؒ کے اپنے اعزہ واقارب ہیں۔ نقشہ ملاحظہ

## فہرست مقابر

### مسجد شریف

- ۱۔ حضرت خواجہ محکم الدین صاحب سیرانی بادشاہ
- ۲۔ مزار حضرت خواجہ سلطان احمد الدین خلیفہ
- اقل و سجادہ نشین۔

۱۱۔ مزار حضرت میاں ادیس صاحب رح

۱۸۔ مزار میاں فیض بخش صاحب رح

۱۹۔ مزار خواجہ محمد دین صاحب اقل

۲۰۔ مزار حضرت خواجہ کرم الدین صاحب رح

از اولاد خواجہ عبد الخالق صاحب

۲۱۔ خواجہ غوث بخش صاحب رح

۲۲۔ مزار خواجہ غلام اویس (اولاد حضرت

خواجہ عبد الخالق صاحب

۲۳۔ میاں محمد الدین صاحب ثانی

(برادر سلطان احمد الدین ثانی)

۲۴۔ مزار حضرت خواجہ حافظ محمود الدین رح

۲۵۔ مزار حضرت خواجہ نور محمد صاحب رح

المعروف بگھوسائیں۔

۲۶۔ مزار حضرت خواجہ جندوڑہ صاحب رح

۲۷۔ المعروف صاحب دستار خلیفہ پنجم

۲۸۔ مزار خواجہ فیض محمد صاحب خلیفہ ششم

۱۳۔ مزار خواجہ محمد بخش صاحب خلیفہ دوم

۱۴۔ مزار خواجہ احمد یار صاحب خلیفہ سوم

۱۵۔ مزار خواجہ نبی بخش صاحب خلیفہ چہارم

۱۶۔ مزار حضرت خواجہ عثمان نوری

ہمیشہ زادہ حضرت صاحب السیر

۱۷۔ مزار خواجہ میاں محمد بخش صاحب

۱۸۔ مزار میاں امان اللہ صاحب برادر حضرت

خواجہ نبی بخش صاحب

۱۹۔ مزار خواجہ نور احمد صاحب

۲۰۔ مزار حضرت سلطان احمد دین نائب سیرانی

۲۱۔ مزار حضرت خواجہ محمد عارف صاحب

۲۲۔ حضرت امان اللہ صاحب ثانی رح

۲۳۔ مزار حضرت خواجہ ابو بکر صاحب (اولاد خواجہ عبد الخالق

۲۴۔ حضرت خواجہ خدا بخش صاحب

۲۵۔ حضرت حافظ قادر بخش صاحب

۲۶۔ مزار حضرت میاں غلام رسول صاحب

۲۹۔ مزار خواجہ محمد الدین صاحب خلیفہ مہتمم  
۳۰۔ مزار خواجہ محمد عارف صاحب المعروف منظور علیا

۳۱۔ مزار حضرت خواجہ احمد الدین صاحب المعروف  
حضرت میاں سرار احمد اولیٰ خلیفہ نہیم

## عرس کی تقریب :-

دو روز سابق میں عرس کی تقریب دربار کے سجادہ نشین منعقد فرماتے۔ لنگر کے اخراجات محض توکل علی اللہ پر چلتے حضرت مرشدی خواجہ محمد الدین حضرت اللہ علیہ کے زمانہ اقدس تک لنگر کارنگ قابل دید تھا۔ ان کے وصال کے بعد اوقاف نے سرد مہری دکھائی تو اللہ تعالیٰ میمن برادری کو کراچی سے بلوایا۔

سابق دو دو کام سند پر متمکن سجادہ نشین کو والی ریاست کی طرف سے اعزازی طور عرس پر کئی مراعات حاصل تھیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ریاست بہاول پور کے اندر منعقدہ ہر تقریب میں

## درباری کرسی :-

صاحب زادگان کے لئے کرسیاں ہوتیں حضرت حکم الدین سیرانی کی اولاد عدالت میں حاضری سے مستثنیٰ تھی اگر کوئی بیان ہوتا تو مجسٹریٹ یا افسر خود خانقاہ مبارک اگر بیان لیتا تھا۔ اسلمہ میں ایک بندوق اور ایک تلوار کی بلا لائسنس اجازت تھی۔ اور شکار کھیلنے کی اجازت عام تھی۔

صاحب زادگان سیرانی بادشاہ اگر کوئی درخواست دینا چاہیں تو اس درخواست پر ٹکٹ کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ درخواست پر درخواست کی بجائے مراسلہ تحریر کیا جاتا تھا۔ جو کہ ایک مکتوب کی صورت میں ہوتا تھا۔

شادی، مرگ یا شادی کے سلسلہ میں والی ریاست کی طرف سے ضروری بلاوا ہوتا تھا۔ خلفاء اور حاضرین کے لئے ایک وقت میں ڈیڑھ سو آدمیوں کا کھانا شاہی مہمان خانے سے بھجوانا ضروری ہوتا تھا۔ اگر اس کم کھانا منگوا یا جاتا تو باقی

مانڈہ آدمیوں کے کھانے کی سرکاری خزانے سے رستم کی صورت میں ادائیگی کی جاتی  
سجادہ نشین کے ہاں اگر شادی یا غمی ہو تو والی ریاست پھنس پھنس خود تشریف  
لے جاتے۔ اور پانچ سو روپے بطور نذرانہ پیش کرتے۔

اگر والی ریاست بہ امر مجبوری تشریف نہ لاسکتے تو ان کی بجائے کوئی نمائندہ  
یہ فرائض سرانجام دیتا تھا۔ باقی سلمان مثلاً شامیانے، قنات، خواپے اور پلٹوں کے  
غلاوہ ایک کار اور ایک بس بمعہ پٹرول والی ریاست کی طرف سے معارفی طور پر  
دی جاتی تھی۔

دربار تشریف کے لئے چھ سو روپے سالانہ مملکت خداداد کی طرف سے عرس  
مقرر تھا۔ اور عرس مبارک کے موقع پر والی ریاست خود تشریف لاکر / ۲۰۰ (تین  
سو روپے) نذر پیش کرتے۔

تعطیل: سیرانی بادشہ کے عرس کی تقریب پر سرکاری طور ریاست بہاول  
پورے تمام محکموں میں تعطیل ہوتی تھی۔

**سرایع مقبلان:** اگرچہ محکمہ اوقاف سب کچھ کھا کے سب کچھ کھو دیا  
لیکن بفضلہ تعالیٰ جب بھی ہر سال یکم ربیع الثانی سے  
عرس مبارک شروع ہوتا ہے تو ہر ملک کے کونے کونے سے ہزاروں عقیدت مندوں  
کا ایک جم غفیر اکٹھا ہوتا ہے۔

بازار میں تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ کراچی سے ہزاروں کی تعداد میں مہین  
عرس کی تقریبات میں حصہ لیتے ہیں۔ مہین عقیدت مندان کی ایک انجمن ہے جس کا

نہ مگر ریاست ملحق ہونے کے بعد حکومت پاکستان نے یہ تعطیل ختم کر دی۔  
خدا ان کو برکت دے۔ محمد صالح ادریسی۔

نام دہراجی انجمن ہے

انجمن دہراجی والوں نے اپنی رہائش کیلئے ڈوبہت بڑے مسافر خانے بنوائے ہوئے ہیں۔ جس میں کم از کم پانچ سات زائرین رہ سکتے ہیں۔ لیکن عرس کے موقعہ پر زائرین کی تعداد ان دو مسافر خانوں سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ حتیٰ کہ پیمپوٹ لوگوں سے لئے مسکنات بھی ناکافی ہو جاتے ہیں۔ جس کے بعد کراچی کے سیٹھ میمن آپ کو باہر کھلے فرش پر سوئے ہوئے نظر آتے ہیں جن کی عقیدت مندی دیکھ کر انسان پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوتی ہے

میمن حضرات دربار پر بہت ہی خوب صورت برقی تمغوں کا اہتمام کرتے ہیں اور دربار مبارک کو دلہن کی طرح سجاتے ہیں۔ انجمن دہراجی ان دنوں سنگر کا تمام خرچ خود کرتی ہے۔ ہزاروں عقیدت مندوں کے علاوہ محکمہ وقاف کے ملازمین اور ان کے بلائے ہوئے مہمان کو بھی جی بھر کر کھانا کھلاتے ہیں۔

دربار شریف میں حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی پر عقیدت مندان اور میمن حضرات حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی کی مزار مبارک پر کئی خوب صورت قیمتی اور قرآنی آیات وضع غلاف چڑھائے جاتے ہیں۔ مزار مبارک پر غلاف سنہری کے بعد مزار شریف پر بہت بڑا کپڑوں کا سہرا سجایا جاتا ہے۔ لوگان اگر تھی عطر اور سینٹ وغیرہ سے تمام دربار کو معطر کیا جاتا ہے۔ ہر ایک کی زبان پر کلمہ طیبہ اور درود و سلام کے الفاظ ہوتے ہیں۔ سارا دربار درود و سلام اور کلمہ طیبہ کی آواز سے گونج رہا ہوتا ہے ایمان افروز مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔

آخر سٹن گیارہ بجے کے قریب تمام تقریبات اختتام پذیر ہوتی ہیں اور لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔

نخوش اعتقاد لوگ منت کی چیز مل اور وہ  
مریدین اور عوام کی عقیدت - درودہ حوض کے پانی کو بطور تبرک محفوظ  
 کر کے بیماریوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ بہت سے علاج بیمار حوض کے پانی  
 سے غسل کر کے شفا پاتے ہیں۔

حضرت خواجہ کے تبرکات میں سے بطور یادگار دستار بالا پوش، پاپوش  
 اور شلوار بھی موجود ہیں جو اہل عقیدت کے لئے قابل زیارت ہیں۔ اور بالا پوش  
 برنگ سفید قے آلودہ ہے۔ دستار سفید پارچہ کی ہے کاٹھیا واڑی طرز کی ہے  
 جس کے پلہ طلائی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آخری وقت میں یہی بالا پوش حضرت نے  
 پہنا ہوا تھا۔ نہ ہر خورانی کے بعد جوئے آئی اُس بالا پوش پر بھی نشانات موجود ہیں  
 پاپوش پشاورمی طرز کی لمبی نوک والی مستعملہ ہے۔ شلوار (پانجامہ) سیاہ  
 سفید دھاری دار کی ہے جو اُس ملک کا خاص لباس ہے۔

عقیدت ہو تو ایسی ہو۔ صاحب زادہ حضرت مولانا غلام رسول اویسی صاحب

(مدظلہ) علی پوری اس سال فقیر کے ہاں تشریف

لائے فرمایا کہ اس سال میں اپنے پیر پیراں حضرت خواجہ محمد عبدالخالق اویسی قدس  
 سرہ کے عرس شریف کے لئے حاضری دی۔ فراغت کے بعد بس پر سوار ہوا۔  
 ایک بڑھیا بس سوار ہوئی۔ جگہ کی گنجائش کی وجہ سے اسے اپنے ساتھ  
 والی سیٹ پر بٹھانا چاہا۔ ستر سالہ بڑھیا بیٹھ تو گئی لیکن گھڑی کو سینہ سے چمٹائے  
 بیٹھی تھی۔ میں نے کہا۔ بی بی گھڑی کو سیٹ کے نیچے رکھ دو تاکہ سفر آسانی سے  
 بسر ہو۔ بوڑھی بی بی نے کہا۔ نہیں بیٹا! اس گھڑی میں میرے شیخ کے سنگر  
 کے ٹکڑے ہیں۔ اسی لیے نیچے رکھنا بے ادبی ہے۔ میں سُنکر بہت حیران ہو گیا کہ اس  
 صدی میں بھی ایسے بندگان خداوند زندہ ہیں۔ جن کے دل میں بزرگوں کا ادب سلایا



دربار سیرانی کی درس گاہ :- میں ایک نہایت ہی بزرگ صاحب معرفت علامہ

مولانا عبدالرشید صاحب درس دیتے تھے۔ ان کے بعد یہ سلسلہ حضرت خواجہ پیر و مرشد الحاج میاں محمد الدین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ اقدس تک درس قرآن چلتا رہا۔ اب محکمہ اوقاف کی برکت ہے کہ نہ مدرسہ رہا نہ طلبہ رہے نہ کچھ اور۔ حالانکہ شرعی اوقاف کے قوانین میں سے ہے کہ اوقاف کی جائداد موقوف علیہ پر صرف کرنا ضروری ہے۔ لیکن ہمارے محکمہ اوقاف کی الٹی منطق کہ اوقاف کی جائداد ایسے مصارف میں صرف کی جا رہی ہے۔ جہاں سے برائیاں جنم لیتی ہیں۔ اسلام کے خلاف زہرا گلا جاتا ہے۔ اس کی سزا اللہ تعالیٰ آج نہ سہی تو کل ضرور بھگتنی پڑے گی۔

ہماری دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے جیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سیرانی بادشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گلستانِ رحمت اور آستانِ کرم کو تاقیامت اسلامی بہار اور قرآنی گل گلزار سے آباد رکھے۔ (آمین)

نوٹ :- صرف دربار سیرانی کی مانانہ آمدنی ہی دربار پر خرچ کرنے کا پورا کرام بنایا جائے تو یہاں پر بہت بڑی اسلامی یونیورسٹی چلائی جاسکتی ہے لیکن جو حضرات اسی آستان سے اپنی تجوریاں بھر رہے ہیں۔ اور کوٹھیاں بنگلے تیار کر رہے ہیں وہ اس تنخیل کو کب جامہ عمل پہنا سکتے ہیں۔

آخر میں چند اعتراضات لکھ کر اس کے جوابات اعتراضات اور ان جوابات :- لکھوں تاکہ بحث تشنہ تلب نہ رہے۔

سوال :- حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ خود کو اویسی قادری بتاتے تو پھر سماع کے عاشق کیوں۔ حالانکہ سلسلہ قادریہ میں سماع نہ صرف ممنوع بلکہ مضر بھی ہے؟

**جواب بحث سماع:** یہ مسئلہ خاصہ اختلافی ہے لیکن مطلقاً حرام کسی نے نہیں کہا۔ بشرطاً معلوم اہل دل کے لئے جواز کا فتویٰ فقہاء کرام نے بھی

دیا ہے۔ اور حضرت سیرانی بادشاہ انھی حضرات سے ہیں جن کے لئے جواز کی صحت نکل سکتی ہے۔ دراصل وجہ یہ ہے۔

کہ اہل اللہ کو مستی اور وجد کے لئے ہمیشہ کوئی نہ کوئی بہانہ مل جاتا ہے۔ اور وہ اس کے متاثر ہو کر فوراً اپنی حالت سُکر میں بے خود ہو جایا کرتے ہیں جوش و خروش طبیعت میں کُج زُن ہو جاتا ہے۔ دل بے قرار اور طبیعت بے تاب ہو جایا کرتی ہے اور مرغِ بسمل کی طرح تڑپ اُٹھتے ہیں۔ صبر تحمل جواب دے دیتا ہے۔ فرشتہ فطرت کانوں میں کچھ ایسا منتر پھونکتا ہے کہ معمولی سی بات ان کے لئے تازیانہ عبرت کا کام دے جاتی ہے۔

حضرت خواجہ صاحب اپنی حقیقت آشنا جس کی وجہ سے ہمیشہ بحالت وجد میں رہتے تھے۔ خزینۃ الاصفیاء میں راتھی کے ایک تلاب میں بحالت وجد عرصہ تک پڑے رہنے کا واقعہ حیرت انگیز درج ہے۔ اصحاب باطن بزرگ ہمیشہ شاعروں کے برحق سخن دانی گانے والوں کی خوش الحانی باجوں کے باقاعدہ آواز موسیقی کی جان افروز ساز۔ حسن صورت اور حسن معانی کے ہمیشہ ولدا رہتے ہیں۔ مگر اس فرق کے بعض معانی آفرین طبیعتیں معمولی باتوں پر آسفتہ ہو جاتی ہیں۔ کبھی کبھی کنوئیں کے چلنے کی آواز ان کے جگر پر آہ کا کام ہے۔ کبھی گلی میں گزرنے والے فقیر کی آواز۔ سبزی فروش کی آواز ان کے زخموں پر نمک پاشی کا باعث بن جاتی ہے۔ اور گھنٹوں تک اٹھنے کی کو دار رفتہ رکھتی ہے۔

حضرت سیرانی بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سماع ان کے حال و حقیقت کی وجہ سے جواز کی صورت پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ چند واقعات بطور شہادت پیش کئے جاتے ہیں۔ ایک دفعہ اتفاقاً گلی میں ایک سبزی فروش نے سبزی کی فروخت پر آواز دیا اس کے

پاس سوتے۔ پالک۔ اور چوٹکا کا ساگ تھا جسے وہ فروخت کرتا پھر تا تھا۔ آواز اُس کی یہ تھی۔ (سویا پالک چوٹکا)

آپ اُس آواز پر اچھل پڑے اور بے تابہ وجد میں آکر فرمانے لگے کہ پلک (لمحہ) سونے والا۔ چوٹکا۔ ناکام رہا۔ یعنی (پلک سویا چوٹکا) فرمایا ہمارا لیا انجام ہوگا۔ کہ رات اور دن کو دیر دیر تک سوتے رہتے ہیں۔ اور ذکرِ خدا سے غافل رہتے ہیں۔ بلکہ حضرت کے مریدوں کی بھی یہی حالت تھی۔ منقول ہے کہ دودھ کے دوہنے کی آواز سے بے قرار ہو جاتے۔ اور گھنٹوں بے تاب اور بے خود رہتے تھے۔ آپ کے کئی مرید درزی کے کپڑے سینے کی آواز پر مست اور ہتھوڑے کی آواز پر حق حق کرنے لگ جاتے تھے۔

حضرت سیرانیؒ ایک دفعہ موضع ماہی ٹبہ کی مسجد میں شبِ بکاش دیوانہ مستانہ تھے۔ صبح جبکہ آپ مسجد کا دروازہ کھول کر باہر تشریف لائے

تو دیکھا کہ ایک کتا دیوانہ نہایت بدخو حملہ آور ہوا چاہتا ہے۔ آپ نے اسی پر ایسی تیز نظر ڈالی کہ وہ بدست ہو کر رقص کرنے لگا۔ اور غلبہ برداشت کی تاب نہ لا کر گر پڑا اور گیا حضرت سیرانی بادشہ رحمۃ اللہ علیہ کی سواریاں سوار مست تو سواریاں مست :-

بجس سماع سے وجد میں آکر آجاتی تھیں خود اپنی حالت یہ تھی کہ سارا سے گھنٹوں تک نہیں۔ ہفتوں مہینوں تک مدبوش رہتے تھے بلکہ انکار و کینے والوں پر مستی کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔

حضرت نور محمد بن جمال بد صاحب جلا لپوری علیہ الرحمۃ ایک دفعہ سمعت جو شس اور جذبہ امر معروف و نہی منکر میں حوزتِ خوجہ صاحب علیہ الرحمۃ کو سماع سے منع کرنے کے لئے تہیہ کر کے آئے۔ راستہ میں بچہ کچھ خیال ادب مانع ہو۔ واپس چلے آئے مگر گھر میں بھی چین نہ آیا۔ دوبارہ کسی مخفی کشتش کی وجہ سے مجلس سماع پہنچ کر زور سے آواز دی۔ حاضرین مجلس ڈر گئے کہ حضرت ولانا صاحب اغساب کرنے کو تشریف لائے ہیں

مگر حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب کے لیے دروازہ کھول دو۔ اور ان کو اندر آنے دو۔ چنانچہ دروازہ کھلا تو حضرت مولانا صاحب نہایت ہی وجد میں سرشار اور بے خودی میں غلطاں و بیجاں تھے۔ کپڑے پھاڑ ڈالے تھے۔ اور مستی ذوق کی وجہ سے بے تحاشا مجلس میں پہنچ کر ہلّ مین مزید کانفرہ لگاتے ہوئے ایسے مست و محو ہوئے کہ آخر وقت تک مجلس میں وجد کرتے رہے۔

**گھوڑا اونٹ مست:** حضرت سیرانی بادشاہ کی سواری کے گھوڑے کا نام توکل اور اونٹ کا نام درگا ہی تھا۔ دونوں کو سماع کے وقت جدا اور مستی طاری ہو جاتی تھی۔

**مخفلوں کا رنگ:** لطائف سیر یہ میں ہے کہ ایسی محفلیں (سماع) بارہا مختلف مقامات پر منعقد ہوئیں۔ ایک بار بانس بریلی میں محفل سماع منعقد ہوئی

تو عشق الہی کے شعلے ویسے ظاہر ہوئے کہ لوگ گرمی سے تر پتے تھے۔ کئی شہیدِ محبت ہو گئے۔ ہر ایک کے نصیب کہاں؟ بانس بریلی (انڈیا) میں ایک محفل سماع میں حضرت سیرانی بادشاہ نے فرمایا کہ عشق کی لذت بھی عجیب شے ہے لیکن کہری کے نصیب میں کہاں؟ یہ واقعہ بانس بریلی کے نواح میں پیش آیا کہ آپ مجلس سماع میں تھے۔ آپ کی توجہ باطنی سے اہل مجلس پر ایسا اثر ہوا کہ ایک سو چالیس عورتیں اور اسی سے کئی گنا مرد عشق کی گرمی سے خاک تر ہو گئے۔

آپ نے فرمایا کہ یہ سب شہید ہوئے۔ لیکن عشق کا مزہ نہ چکھ سکے۔ یعنی اگر اس گرمی کو حاصل کر کے زندہ رہ جاتے تو لذتِ عشق کو بوجہ کمال پاتے۔

**سب کے سب مست:** ایک دفعہ قوالوں نے قوالی شروع کی تو سیرانی بادشاہ کی

لئے لطائف سیر یہ ص۔ لے ایضاً

برکت سے تمام اہل مجلس کو ذوق و وجد ہو گیا۔ اور خود بھی مستغرق تھے۔ آپ سے جو آتش عشق کے شعلے نکلتے تھے وہ حاضرین مجلس اہل ذوق پر پڑتے جسکی یہ اثر ہوا کہ بعض فقرا و جذبات اویسیہ سے ہوا میں اڑتے نظر آتے تھے۔

**سماع سے الحیاة بعد الممات** حضرت مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں کہ حضرت صاحب السیر ایک ایک ماہ و چہار چہار ماہ بے ہوش ماندے بدیں حالت پیمبر خیر از عالم ظاہر نہ داشتے۔ یعنی جب آپ کو وجد اور سکر طاری ہوتا تو آپ ایک ایک ماہ اور کبھی چار چار ماہ تک ایسے بے ہوش ہوتے کہ عالم دنیا میں سے کسی شی کی خبر نہ ہوتی۔

چنانچہ شہر اٹھی کے متصل ایک قصبہ میں ایک بہت بڑا حوض تھا کہ جس کے پانی کی گہرائی بڑی لمبی تھی۔ آپ موسم گرما کی وجہ سے اس کے کنارے سماع میں مصروف تھے کہ آپ کو ایسا وجد طاری ہوا کہ اڑ کر حوض میں جا گرے اور حوض کی تہ میں چلے گئے جب بہت دیر گزری۔ ادا آپ حوض سے باہر نہ نکلے تو خدام کو تشویش ہوئی۔ تجسس میں لگ گئے حوض کے ذرہ ذرہ کو چھان مارا۔ لیکن حضرت صاحب کا کہیں نشان نہ ملا۔ خدام نے سمجھا کہ آپ شاید اپنے ایک عزیز خواجہ قطب الدین ابن شیخ حافظ عبد الخالق حنفی اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ظاہر بینوں سے غائب ہو کر ابدال سے جا بیٹے۔ یا کوس ہو گئے۔

لیکن چار ماہ کے بعد وہ حوض خشک ہوا تو زمینداروں نے ہل چلائے اور قدرت الہی دیکھے کہ ہل کے جو تہ سے شیخ کا ایک ہاتھ زمین سے نمودار ہوا۔ انہوں نے سمجھا کہ یہ انسانی ہاتھ کیسا تھوڑا اور آپ کا جسم مبارک نکلا لیکن بدستور سابق حالت وجد اور سکر میں ہیں۔ قوالوں کو بلایا گیا۔ قوالی کے آواز سے وجد کی کیفیت بدلی اور کہیں چار ماہ کے بعد عالم دنیا کی طرف متوجہ ہوئے۔

(خزینۃ الاصفیاء) صفحہ ۳۸

سیرانی بادشاہ نے ایک شخص کو ایک آن جلوہ حق میں ملا دیا حضرت خواجہ شہداء محمد لونی

تقدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک روز بچپن میں میں حضرت خواجہ شیخ المشائخ پیر محکم الدین اویسی  
 تقدس سرہ کی درگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ تونسہ میں ظہر کی نماز کے بعد ذکر و مراقبہ میں مشغول ہوئے  
 اسی اثناء میں ایک افغان کابلی نے حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور میں نے تمام کابل چھان ڈالا  
 ہے مجھے کوئی اللہ والا نہیں ملا۔ اب پنجاب میں حاضر ہوا ہوں۔ لیکن عرصہ سے مقصد  
 سے محروم ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ والے تو ہر جگہ موجود ہیں لیکن تیری آنکھ نہیں دیکھنے  
 والی۔ اس نے عرض کی۔ گزشتہ معاملہ جیسے ہوا۔ اب آپ کے قدم سے کچھ نصیب  
 ہو جائے تو زہے عزا و شرف۔ آپ نے فرمایا تیری قسمت۔ لیکن یہ بتا کہ کیا یکبارگی لینا چاہتا  
 ہے یا آہستہ آہستہ چوں کہ وہ عرصہ سے معرفت حق کا پیاسہ تھا۔ عرض کی ایک بارگی۔  
 آپ نے فرمایا اس بارگراں کا تحمل تجھ سے نہ ہو سکے گا۔ اگر تجھے یکبار دیدوں تو تو مر جائے  
 گا۔ عرض کی میں پہلے سے ہی تیار ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ ہولالا اللہ، جب اس نے کلمہ پڑھا تو کلمہ کے انوار و تجلیات سے  
 بے تاب ہو کر وہ شخص فوراً بے ہوش ہو گیا۔ اور نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگا پھر اسی آہ  
 ہی میں جاں بحق ہو گیا۔ اور ایک حوض میں جاگرا۔ حوض کی یہ کیفیت تھی کہ اس کا پانی کھولنے  
 لگا۔ بلکہ اگر اس پر کوئی چیز رکھ دی جاتی تو وہ شے بھی گرمی میں آجاتی پھر اسے حوض سے باہر  
 نکال کر سپرد خاک کر دیا گیا۔ (خزینۃ الاصفیاء ص ۲۸)

مست چڑیا حضرت شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جس وقت وہ افغان جذب  
 میں آکر حوض میں پڑا تو اس حوض سے ایک چڑیا نے پانی کا قطرہ پیا تو وہ چڑیا بھی مست  
 ہو گئی۔ اسی مستی میں مسجد کے مینار پر جا بیٹھی جب عصر کی نماز کا وقت آیا اور امام نے  
 اللہ اکبر کہا تو چڑیا وجد کرتی ہوئی نیچے گری اور نیم بسمل کی طرح لوٹ رہی تھی پھر مینار  
 پر اڑ گئی۔ لیکن جب امام نے اللہ اکبر کہا پھر مستی میں آکر نیچے گری اور وجد کرنے لگی۔ اسی  
 طرح ہر بار اس کی یہی کیفیت رہی۔ (خزینۃ ص ۲۸)



فائدہ :- اولیاء کرام کے لئے پرندوں اور جانوروں کی مستی و وجد معمولی بات ہے  
 واصل حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزہ قرآن پڑھنے کے بعد انکار کسی معتزلی بد مذہب  
 کو ہو سکتا ہے۔ ورنہ اہل اسلام کو تو انکار نہ ہوگا۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے۔ عوام کو سماع نہ صرف ناجائز ہے بلکہ ان کے  
سماع جائز :- لئے ضرر رسان ہے اور مخصوص اولیاء کے لئے نہ صرف جائز۔ بلکہ ان کی

روحانی ترقی اسی میں ہے لیکن ہر ولی اللہ مراد نہیں۔ بلکہ ان کے بھی مخصوص حضرات ہیں

حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کے خلیفہ اعظم  
خرقانی کا ارشاد :- حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ نے فرمایا کہ سماع

اس شخص کے لئے جائز ہے جو اوپر عرش تک اور نیچے تخت الشرائی تک سب کچھ دیکھنے  
 ہمارے دور میں سماع کے عشاق صرف عاشق ہی ہیں ورنہ اللہ

لطیفہ :- اور خیر سلا! ان کو میرا مشورہ یہ ہے کہ سماع اس وقت مفید ہوگا

جب پابندی شریعت کے بعد دیگر اواراد و وظائف پر مداومت پر جب چشم گریاں سینہ  
 بریان نصیب ہو۔ پھر سماع یوں ہوگا جیسے پر سہاگہ۔ اگر نفس پروری عروج پر ہو اور ہوش

کمرش گھوڑے کی طرح رواں دواں اور شریعت مطہرہ پر عمل تو درکنار نماز باجماعت تک  
 نصیب نہیں۔ تو پھر سمجھنا جیسے دوسرے لہو و لعب پر قیامت میں پرسش ہوگی یہ سماع

بھی اس باز پرس میں جلتی پرتیل کا کام دے گا۔ (والا اختیار بید المنحار) والدا علم  
 بحقیقۃ الحال :-

دور حاضرہ میں گانا بجانا اور اس کا سننا اتنا بدنام ہو چکا ہے  
تحقیق مسئلہ سماع :- کہ جوں ہی یہ لفظ سنائی دیتا ہے فوراً اس کی برائی کا خیال

لے مشائخ نقشبندیہ صلا

سامنے آجاتا ہے تو قاعدہ اسلامیہ ہے کہ جو فعل اتنا بدنام ہو چکا ہو اسے جائز صورت میں لانے کی کوشش نہ کی جائے۔ اگرچہ وہ کسی زمانہ میں جائز بھی متصور ہوتا ہو کیوں کہ تبدل الاحکام تبدل الزمان فقہاء کا مشہور قاعدہ ہے۔ دورِ حاضرہ میں سماع کی کیسی کیفیت ہے یہ وہ جانتے ہیں جو اسمیں شامل ہوتے ہیں۔ میرے معلومات میں جہاں تک رسائی ہے کہ اکثر اہل سماع ثمرائط سماع سے کوسوں دور ہو کر ایسی مجالس کی زینت ہوتے ہیں۔ اگر واقعی ایسی صورت ہے تو پھر ایسا سماع ناجائز ہے۔ اگر کوئی صاحب وجدان اور اہل عرفان ہے تو اس کیلئے بشرائط معلومہ سماع جائز ہے۔ ایسے سماع کے لئے ہمارے صوفیہ کرام نے مندرجہ ذیل احادیث سے استدلال فرمایا ہے۔

مشکوٰۃ میں برایتِ نسائی مذکور ہے :-

عن عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ  
عنه قال دخلت علی قرظنة بن کعب  
وأبی مسعود الانصاری فی عرس إذا  
جوار یغنین فقلت ای صاحبی رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واهل بداریفصل  
ذک عندکم فقالوا اجلس ان شئت  
فاسمع معنا فان شئت فاذهب  
فانه قدرخص لنا فی اللہ وعند  
العرس (رواہ النسائی)

رفاؤد ۱۴۔ اس حدیث سے بیاہ شادی کے موقعہ پر کھیل و کود جائز ثابت ہوا تیر اندازی۔ گھوڑ دوڑ، پانی میں تیرنا گشتی لڑنا۔ غنا کرنا باجا وغیرہ بجانا یہ سب لہو و لعب میں داخل ہیں گانے بجانے کی اباحت کے دلائل میں ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہ بھی ایک لہو

ہے اور سنت لہو کے جواز میں کسی کو بھی کلام نہیں۔  
چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں اور بھی کئی حدیثیں جواز لہو پر موجود ہیں۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت زفت امرأة الى رجل  
من انصار فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم ما كان محکماً لہو فان الانصا  
یحسبہم اللہو۔

رواہ البخاری مشکوٰۃ ص ۳۹۱

۱۳۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں سات سال کی تھی جب  
سرکار نے میرے ساتھ نکاح کیا۔ اور میں نو سال کی تھی جب میری رخصتی ہوئی۔ اس  
وقت میری گڑیوں کا کھیل میرے ساتھ تھا۔ اور میں اٹھارہ سال کی تھی جب  
سرکار کا وصال ہوا۔ اس حدیث میں حضرت عائشہ کے گڑیوں کا کھیل ہے اس  
مطلق لہو و لعب کا جواز ثابت ہوا۔

۱۴۔ مشکوٰۃ باب فضائل عمر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے  
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ہم نے اچانک شور و غل اوزچوں کی  
آوازیں سُنیں۔ پس نبی اللہ کھڑے ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک حبشی عورت ناچتی  
گاتی ہے۔ اور اس کے ارد گرد بہت سے بچے تھے۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ آؤ اور دیکھو میں نے اپنا  
سرکار کے دوش پر رکھ لیا۔ اور اس عورت کو حضور کے شانہ مبارک اور میرا قدس  
کے درمیان دیکھنے لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ کیا ابھی تیرا پیٹ  
نہیں بھرا۔ میں عرض کرتی تھی۔ حضور ابھی نہیں۔ تاکہ میں دیکھوں کہ حضور کو میری کتنی  
محبت ہے۔ اسی اثناء میں حضرت عمر آگے تو لوگ اس حبشی عورت کے پاس سے

بھاگ گئے حضور نے فرمایا۔ میں جنوں شیطانوں اور انسانوں کے شیطانوں کو دیکھتا ہوں کہ حضرت عمرؓ سے بھاگ گئے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ پھر میں لوٹ آئی۔  
 ۱۵۔ احادیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو انصار کی لڑکیاں انتہائی فرحت و مسرت سے غنا کرتی تھیں اور یہ شعر کہتی اور گاتی تھیں۔

طلع البدر علينا من ثنيات الوداع : وجب الشكر علينا ما دعا لله داعي  
 رخصت کی گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا۔ اور اس نعمت کا شکر ہم پر اس وقت تک واجب ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی بیکار کرنے والا پکارتا رہے۔

فائدہ ۱: ان احادیث و روایات سے جائز لہو و لعب کی رخصت اور خوش الحافی کے ساتھ شعر پڑھنے اور سننے کا جواز روز روشن کی طرح ثابت ہے پس جب لہو جائز ہو تو آلہ لہو کیوں کر حرام ہو سکتا ہے۔ لہو سبب ہے اور آلہ اس کا سبب ہے معارف آلات لہو ہیں اور لہو جائز ہوا تو معارف کا حرام ہونا کیونکر متصور ہو سکتا ہے۔ ذیل میں عبارات فقہاء ملاحظہ ہوں :- عبارات فقہاء۔  
 ۱۔ نہایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے۔ التعتی للہو معصیۃ یعنی گانا اگر صرف لہو کے لئے ہو تو گناہ ہے۔

۲۔ اور شرح متفق میں لکھا ہے کہ مزا میرا و رد و طبل کا بجانا اگر محض کھیل اور ہوائے نفسانی اور غیر غرض شرعی کے لئے ہو تو حرام ہے۔

۳۔ بزدوی کے حاشیہ میں لکھا ہے والقید فی الروایات نفی امی نفی ما عداہ یعنی روایات میں جو غیر غرض شرعی کی قید لگائی گئی ہے۔ تو اسے نفی کر رہی ہے۔  
 ۴۔ کتاب کافی کے باب صفة الصلوۃ میں لکھا ہے۔

التخصیص فی الروایات يدل علی نفی ما عداه اسی نفی الحکم  
فیما عداه یعنی روایات میں جو تخصیص کی گئی ہے۔ نفی ما سوا سے پر دلالت کرتی ہے  
یعنی ما سوا سے محکم کی نفی پر دلالت کرتی ہے۔

۵۔ شرح الوقایہ فی واخر باب المهر ولا خلاف فی ان التخصیص  
بالذکر فی الروایات يدل علی نفی الحد فیما عداه۔ یعنی شرح وقایہ کے  
آخر باب المہر میں لکھا ہے کہ اس میں خلاف نہیں کہ روایات میں تخصیص ذکر نفی  
حکم پر دلالت کرتا ہے اس کے ما سوا میں۔

فائدہ۔ ان روایتوں کی بناء پر سرود کا حرام ہونا لہو و لعب سے مفید ہے پس  
جو لہو و لعب میں مفید نہ ہو یعنی اسمیں غیر شرعی کوئی غرض نہ پائی جاوے۔ بلکہ کوئی غرض  
جائز ہو جیسا کہ شادی اور ولیمہ اور غازیوں کے جمع کرنے اور قافلہ کی تیاری یا ہندگان  
خدا کی نرمی دل کے لئے ہو تو حرام نہ ہوگا۔

۱۶۔ امتناع میں ہے کہ سماع میں شوق الہی اور خوف عذاب اور نرمی دل پیا  
ہوتی ہے اور حق پرستوں کو مراتب عبادت میں ترقی۔ اور عزم بالہزم اور استوار و عمل  
ہوتی ہے۔

۷۔ بحوارف میں لکھا ہے کہ سماع حق تعالیٰ کی رحمت کو پہنچ لاتا ہے۔

۸۔ خزانة الروایة کے فصل لواحق الصیافة۔

۹۔ و خزانة العلماء کے باب الرقص والغناء۔

۱۰۔ رسالہ امام العصر فخر الدین رازی میں منقول ہے کہ مزاج میں علت ہے

مئے نوشوں کی صحبت اور رنڈی بازی اور یاد الہی کے شستن اور تشبیح و تہنیت۔

قاعدہ ہے علت نہ ہو تو معلول کچھ بھی نہیں۔ دوسرا قاعدہ ہے کہ اذافات، المشغل

فات المشروط، یعنی جہاں شرط نہ ہو مشروط بھی نہ ہوگا۔ جب سماع میں علت

حمت نہ پانی جائے تو حرام کیسے ہو جائے گا۔

۱۱۔ مولانا سعد الدین کے رسالہ اور فتاویٰ عنایتیہ میں لکھا ہے کہ کسی نے قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے سرود کی نسبت سوال کیا کہ جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا اگر اُس کے ساتھ کوئی آلہ مطرب نہ ہو تو جائز ہے۔

۱۲۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی منقول ہے اور فتویٰ بھی اسی پر ہے۔

۱۳۔ مسند امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ میں مروی ہے کہ حبشی لوگ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں دف بجاتے تھے اور رقص کرتے تھے۔

فائدہ ۱۷۔ اس حدیث میں ظاہر اُدْف کی آواز اور سماع کے سننے اور رقص کی

مجلس میں حاضر ہونے کا ثبوت ہے جو اس کو حرام کہے تو گویا وہ اپنی زبان سے اقرار کرتا ہے کہ معاذ اللہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس حرام میں حاضر تھے۔ معاذ اللہ  
(کذا فی الحقائق)

۱۴۔ خزائن العلماء میں صحابہ سے اور حضرت عمر بن خطاب و عثمان بن عفان و علیہ و سعد و عبد الرحمن بن عوف اور حمزہ بن عبد المطلب اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہم اور تابعین سے سعید بن مسیب اور سالم بن عبد اللہ اور قاضی شریح اور مجتہدین سے امام ابو حنیفہ و شافعی و مالک و احمد رحمہم اللہ کا سُننا منقول ہے۔

۱۵۔ امام ابو حامد محمد غزالی سماع بے غرض لہو پر اتفاق بیان کرتے ہیں۔ اور جو اس کے حرام و بدعت ہونے کا زعم کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں کیوں کہ صاحب شرع پر بھی فسق کے حکم کرنے کا الزام لگاتا ہے۔ اور اسے اس کو یہ نہیں معلوم کہ ایسا سماع تو مستحب ہے بلکہ اسمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا ہے اور آپ کی اقتدا حکم آیه وَمَا أَشْكُرُ التَّرْسُولُ فَخُذُوا وَمَا نُهُكُمْ عَنْهُ فَأَتَّبُوا آدِب ہے۔ اور جو شخص آپ کے افعال کو د معاذ اللہ بُرا جانے۔ بتائیے وہ کون ہوا۔



ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے لکھا ہے کہ بعض فقہائے متاخرین نے اپنے مدعا کے ثبوت میں جن حدیثوں سے حرمت سماع کی دلیل لی ہے وہ احادیث ثابت و صحیح نہیں اگر وہ حدیثیں صحیح ہوتیں تو مجتہدین اور متقدمین اُن سے تمسک کرتے حالانکہ ائمہ اربعہ و دیگر ثقہ و نقاد نے اُن حدیثوں سے تمسک نہیں کیا۔ اور وہ حدیثیں متاخرین اور متقدما یان مذاہب اربعہ (جن کو صحیح و سقیم کی پہچان کی نہیں ہے) کی معتد علیہ ہیں۔ حالانکہ حرمت غنائیں کوئی حدیث صحیح یا حسن ثابت نہیں ہے۔ اور ابن العربی فرماتے ہیں کہ حرمت سماع میں متاخرین نے جن حدیثوں سے دلیل لی ہے وہ سب موصوع ہیں۔ اور ابن طاہر نے کہا ہے کہ حرمت غنا کی حدیثیں صرف منکروں کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں اور فقیہ محدث علامہ مجد الدین محمد یعقوب - شیرازی فیروز آبادی صاحب قاموس اپنی کتاب سفر السعادت میں لکھتے ہیں کہ کوئی حدیث صحیح حرمت غنائیں ثابت نہیں ہے۔

**کون سا سماع حرام اور کون سا مباح؟** حمیدی کی شرح کافی میں ہے کہ ہمارے علماء کے نزدیک سماع مکروہ وہ ہے بطریق لہو و لعب اور بزم اہل فسق و فجور۔ اور بغی و شرور ہو۔ اور ایسی مجلس میں خلاف شریعت مثلاً ترک نماز۔ بے حیائی اور فسق و فجور کے لئے آمادگی پیدا ہوتی ہو۔ لیکن جہاں اہل صدق و صفا اور صاحبان صلاح و وفا کی مجلس ہو۔ اور خدا کا خوف اور شوق عبادت طبعیت میں اور استعداد اطاعت شریعت پیدا ہو تو وہ بے شبہ اور بلا خلاف حلال ہے۔

شامل الاتقیاء میں لکھا ہے کہ مزامیر اور تارگی ممانعت لذت و موزونیت کے سبب نہیں۔ بلکہ لواحقات ممنوعہ کے سبب ہے۔ مثلاً شرابیوں کی مجلس جہاں دور شراب چل رہا ہو جہاں ناپح و دیگر حرام کام ہو رہے ہوں تو ایسی مجلس کی تاریں اور مزامیر اور ساز وغیرہ سب حرام ہیں اور ایسی مجلس میں بیٹھنا ایسی مجلس کا راگ رنگ سُننا دیکھنا بالکل حرام ہے۔

حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ عشرہ کاملہ کی مجلس نہم میں کیا خوب لکھا۔  
 کہ سماع منتهی (جو طالب غیر متناہی ہے) کے لئے ممنوع نہیں یعنی طالب خدا (جس کے  
 دل پر تجلی الہی ہو) کھیلے جائز ہے۔ اور کیمیائے سعادت میں امام غزالی لکھتے ہیں کہ جناب  
 رسالت مآب نبی اللہ علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے  
 فرمایا کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ وہ سنکر خوشی سے رقص کرنے لگے جیسا  
 کہ اہل عرب کا دستور ہے کہ جب وہ نہایت خوشی میں آتے ہیں۔ تو زمین پر پاؤں مارتے  
 ہیں۔ اور لطائف المنن الکبرے میں امام عبدالوہاب شعرائی رحمۃ اللہ علیہ حرمت سماع  
 کے دلائل پر حافظان حدیث سے جرح نقل کرتے ہوئے دف وغیرہ کو سنت لکھتے ہیں۔  
 اور شیخ عبدالغفار فرماتے ہیں کہ دف دمز میر کی آواز اور پرندوں کی آواز میں  
 کچھ فرق نہیں ہے۔ اور امام ابن ہمام فرماتے ہیں کہ جب حرمت اباحت اپنی اپنی جگہ  
 ثبوت پا کر ایک دوسرے کے متعارض ہوں اور قوت وضعف روایات میں بھی برابر ہوں  
 تو پھر عرض صحیح کے اعتبار پر ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جائیگی۔

مثلاً بندگانِ خدا کے نرمی دل اور طالبانِ راہ کی ترقی منزل۔ یا اعلان نکاح و ولیمہ  
 دیگر غراض صحیحہ کے لئے گانا یا بجانا ہو تو مباح ہے ورنہ حرام۔

**خلاصۃ البحت:** اسی طویل بحث کے بعد نتیجہ نکالنا آسان ہو گیا۔ کہ حضرت سیرانی  
 بادشاہ قدس سرہ العزیز کو سماع مباح تھا۔ جیسا کہ گذشتہ اور آج  
 میں ہم نے آپ کے سماع کے کوائف تفصیل سے عرض کر دیئے۔

**سوال:** تمہارے دلائل سے ثابت ہوا کہ سماع رخصت کے قبیل سے ہے اور اولیاً  
 تو عزیمت کو ترجیح دیتے ہیں۔ خود سیرانی بادشاہ قدس سرہ بھی ہر کام میں عزیمت پر  
 چلتے تھے۔

**جواب:** صاحبانِ عزیمت جب کسی مجبوری میں ہوں تو ان کے لئے رخصت بجا رہتا

معذوری عزیمت ہے چنانچہ واقفانِ فقہ و حدیث پر پوشیدہ نہیں۔ کہ اگر کوئی بجا  
معذوری بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کا یہ فعل عزیمت ہے۔ اور سیرانی بادشہ قدس سرہ  
غنا میں معذور تھے۔ چنانچہ اپنے مولوی اہل اللہ کو جب کہ وہ آپ کے پاس چند روایات  
حرمتِ سماع لے کر آئے تھے فرمایا تھا کہ فقیر سماع کے بارہ میں معذور ہے۔ اگر سرکٹ  
جائے تو بھی باز نہیں آؤں گا۔

سوال :- الغنا بالفارسیہ سرود گفتن یعنی گانا (کمانی اجارۃ الکمانی) اور عرف میں غنا وہ  
آواز ہے جو الحان یعنی نغمہ کے ساتھ پھیر پھیر کر نکالی جائے اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر تال بجائی  
جاوے۔ بحسب معنی لغوی و عرفی قیود ثلاثہ کے گم ہونے سے غنا ثابت ہوا اور غنا الواع  
لعب (بازی) سے ہے اور وہ تمام ادیان و مذاہب میں گناہ کبیرہ ہے۔ یہاں تک کہ  
مشرک یعنی بے دین بھی اسے منع ہی کرتے ہیں۔ (کذافی اختیار العلماء و خزائنہ العلماء  
غنا حرام وہ ہے کہ جس میں قیود ثلاثہ پائی جائیں اور جب نہ پائی جائیں  
تو حرام نہیں۔ چنانچہ ایسے غنا کے حرام نہ ہونے پر روایات صحیحہ وارد ہیں۔ پس جب سماع  
کا ذکر ہم کر رہے ہیں وہ بے شبہ حلال ہے۔

داتا گنج قدس سرہ :- کشف المحجوب میں حقیقت سماع اور آداب سماع پر گیارہ

مستقل باب باندھے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ -

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص داؤد علیہ السلام کی خوش

المانی سننا چاہتا ہے۔ وہ ابو موسیٰ اشعریؓ کی آواز سننے۔ نیز روایات میں

آیا ہے کہ بہشت میں بھی اہل بہشت کے لئے سماع ہوگا اور اس طرح ہوگا

کہ ہر درخت سے مختلف نغمات اور مختلف سرود جاری ہوں گے جس سے

سننے والوں پر محویت طاری ہو جائے گی۔ ابراہیم خواص لکھتے ہیں کہ ایک

دفعہ غلہ اٹھاتے وقت دو اونٹوں کا بوجھ ایک اونٹ پر لاد گیا اور جدی خواں کی آواز سے مست ہو کر اونٹ جلدی منزل مقصود پر پہنچ گیا لیکن جاتے ہی مر گیا۔ ایک دفعہ ایک آدمی اونٹوں کو پانی پلاتے وقت گارہا تھا۔ جدی کی آواز سے اونٹ اس قدر مست ہوئے کہ پانی بیٹا ترک کر دیا۔ حالانکہ وہ تین دن کے پیاسے تھے۔ عراق میں لوگ ہرن پکڑنے کے لئے ایک خاص قسم کا گیت گاتے ہیں۔ جسے سن کر ہرن اس قدر مست اور بے خود ہو جاتا ہے کہ لوگ جا کر پکڑ لیتے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان میں بھی لوگ گیت گا کر ہرن پکڑ لیتے ہیں۔ یہ بات تو عام ہے کہ جب چھوٹے بچے

روتے ہیں۔ تو ماں ان کو گہوارے میں ڈال کر لوری دیتی ہے۔ جس سے ان کو لذت محسوس ہوتی ہے اور سو جاتے ہیں۔“

کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش صاحب فرماتے ہیں:-

”جو شخص آواز سن کر کہتا ہے کہ مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا تو وہ یا تو بھوٹ بوتا ہے یا منافق ہے یا بے حس ہے۔“

حضرت داتا گنج بخشؒ اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:-

”حضرت داؤد کو حق تعالیٰ نے خوش آواز دی تھی جب آپ نغمات الاپتے تھے

تو جنگلی جانور، پرندے، انسان سب جمع ہو جاتے تھے اور جو لوگ نغمات سن لیتے

تھے ایک ماہ تک کھانا نہیں کھاتے تھے۔ بچے رونا اور دودھ پینا بند کر دیتے

تھے۔ جب مجلس برخواست ہوتی تھی تو کئی آدمی مردہ پائے جاتے تھے ایک دفعہ

ایک مجلس میں سات سو عورتیں مردہ پانی گئی اور دو ہزار پرندے مردہ نکلے

کتاب مذکور میں حضرت داتا صاحبؒ نے سماع کے متعلق اویہو کرام کے بے شمار اقوال نقل

کیئے ہیں جو طوالت کے خوف سے یہاں درج نہیں کئے جاتے۔ مختصر یہ کہ:-

یہ سماع علامت مہجوری ہے اور اس میں مشاہدہ محال ہے۔ لیکن بعض حضرات نے سماع کو علامت حضوری اور وصال تصور کیا ہے کیوں کہ سماع میں سالک دوست میں مستغرق ہو جاتا ہے اور جب تک محویت کامل نہ ہو محبت کامل نہیں ہوتی۔“

کتاب مذکور میں حضرت داماد گنج بخش صاحب نے آداب سماع بیان فرمائے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) جب تک شوق زیادہ نہ ہو سماع نہ سُنئے۔ (۲) سماع کو عادت نہ بنائے اور کافی وقفوں کے بعد سُنئے تاکہ سماع کی تعظیم دل سے نہ جاتی رہے۔ (۳) محفل سماع میں کسی بزرگ کا ہونا ضروری ہے۔ (۴) مجلس سماع میں عوام کا داخلہ نہ ہو۔ (۵) قوال باادب ہوں (۶) دل تمام اشغال سے خالی ہوں اور طبیعت جمع ہو۔ (۷) تکلیف نہ ہو (۸) جب تک کیفیت طاری نہ ہو بناوٹی طور پر کیفیت نہیں لانی چاہیے (۹) جب کیفیت پیدا ہو اُسے تکلف سے روکنا نہیں چاہیے۔ (۱۰) طبیعت قابو میں رکھنی چاہیے۔ اگر قابو سے نکل جائے تو معذور ہے (۱۱) قوالوں کو نہ لڑکے نہ فرمائش کرے۔ (۱۲) جب کسی پر حال طاری ہو تو تکلف سے خود حال میں نہ آئے۔ بلکہ ضبط اور استقلال سے کام لے (۱۳) سلطان وقت (واردات سماع) کی قدر کرے تاکہ برکات حاصل ہوں۔ اور میں علی بن عثمان الجلابی یہ پسند کرتا ہوں کہ مبتدیوں کو سماع سے پرہیز لازم ہے تاکہ ان کی طبیعت پر اگندہ نہ ہو۔“

حضرت امام غزالی اور سماع  
جمہت الاسلام امام محمد غزالی نے حقیقت سماع، جواز سماع  
برکات سماع اور آداب سماع پر اپنی کتاب احیاء العلوم  
میں مفصل بحث کی ہے۔ اس کے علاوہ اپنے سماع پر ایک علیحدہ رسالہ بھی لکھا ہے حقیقت

سماع کے متعلق آپ فرماتے ہیں:-

” اے عزیز! اس بات کو جان اور اس حال کو پہچان کہ آدمی کے دل میں حق تعالیٰ کا ایک بھید پوشیدہ ہے۔ جیسے آگ لوہے اور پتھر کے درمیان ہو جس طرح لوہا پتھر پر مارنے سے وہ آگ نکلتی ہے اور صحرا میں لگ جاتی ہے اسی طرح اچھی اور موزوں آواز سننے سے آدمی کے دل کو جنبش ہوتی ہے اور بے اختیار اس کے دل میں ایک چیز پیدا ہوتی ہے۔ جس سے اُسے عالم علوی اور عالم ملکوت کے ساتھ ایک مناسبت پیدا ہوتی ہے عالم علوی کیا ہے عالم حسن و جمال ہے۔ جس شخص کے دل میں حق تعالیٰ کی محبت ہو اس کے لئے سماع ضروری ہے تاکہ آتش عشق زیادہ تیز ہو۔“

امام غزالی حلت و حرمت سماع کے متعلق فرماتے ہیں:-

” اسمیں علماء کا اختلاف ہے کہ سماع حرام ہے یا حلال۔ جس عالم نے حرام کہا ہے۔ وہ فقط اہل ظاہر ہے کیوں کہ اُس پر یہ بات منکشف ہی نہیں ہوئی کہ خدا کی محبت اس کے دل میں نزل کرتی ہے۔ جواز سماع کے متعلق امام غزالی نے وہ تمام احادیث نقل کی ہیں جو پہلے اس کتاب میں راج ہو چکی ہیں۔“

اس کے علاوہ آپ نے لکھا ہے کہ:-

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو مدینہ کے لوگوں نے آپ کا استقبال کیا۔ اور دف بجا بجا کر خوشی میں یہ گایا ہے

طلع البدر علينا من ثننات الواع

وجب الشکر علينا ما دعی اللہ داع

د طلوع کیا ہم پر چودھویں کے چاند (آن حضرت) نے اور واجب ہوا ہم پر شکر

اور قبول ہوئی ہماری دعا



اسی طرح عید کے دن خوشی کرنا اور سماع سننا بھی درست ہے۔

**شرائطِ سماع :-** امام غزالی نے سماع کے لئے جو شرائط مقرر کی ہیں وہ حسب ذیل ہیں  
 (۱) عورت یا اُمرد (بے ریش لڑکا) سے سماع نہ سُنئے (۲) سرود کے ساتھ  
 رباب و چنگ بر بطن اور نائے عراقی نہ ہو کیوں کہ ان کی ممانعت آئی ہے۔ اس وجہ سے کہ شراب  
 نوشوں کی عادت ہے۔ اور یہ چیزیں شراب کی یاد دلاتی ہیں۔ لیکن طبل، شاہین اور دف اگرچہ  
 اس میں جلاجل (جھانجھ) بھی ہوں جائز ہیں۔ کیوں کہ ان کا بجانا شراب خوردوں کی عادت  
 نہیں۔ بلکہ دف آنحضرت کے سامنے بجایا گیا ہے۔ شاہین کے حلال ہونے کی دلیل یہ ہے  
 کہ آنحضرت نے حضرت ابن عمر سے فرمایا کہ سُنئے رہو۔ جب آواز بند ہو جائے تو مجھے بتانا۔  
 لیکن آنحضرت کے کانوں میں انگلی دینا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ پر اس وقت کوئی بہت  
 بزرگ حال طاری ہو جو شاہین کی آواز سے موقوف ہو جائے (۳) سماع میں کلامِ فحش اور غیر شریع  
 نہ ہو۔ (۴) سُننے والے ہم مشرب اور اہل اللہ ہوں (۵) سماع ایسی جگہ ہونا چاہیے۔ جہاں عوام کا  
 گذر نہ ہو۔ (۶) وقت ایسا ہونا چاہیے کہ جس میں کوئی شرعی مجبوری نہ ہو مثلاً نماز کا وقت ہو  
 بلکہ ہر طرف سے فارغ ہو کر اطمینان سے سماع سُنئے اور مستوجہ الی اللہ ہو۔

**مقاماتِ سماع :-** امام غزالی فرماتے ہیں کہ سماع میں تین مقام ہیں۔ پہلا مقام فہم ہے  
 یعنی کلام کا سمجھنا۔ دوسرا مقام وجد ہے یعنی حال کا طاری ہونا۔  
 تیسرا مقام حرکت ہے۔ یعنی رقص کرنا۔ امام غزالی رقص کو مباح کہتے ہیں کیوں کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں جہشیوں کا رقص کرنا دیکھا۔ اور دف کے ساتھ گانا سُننا۔  
 نیز امام موصوف فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے  
 فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے تو حضرت علیؑ نے خوشی میں آکر رقص کیا۔ اسی طرح جب  
 آنحضرت نے حضرت امام حسینؑ سے فرمایا کہ صورت اور سیرت میں تم میری مانند ہو تو انہوں  
 نے بھی خوشی میں آکر رقص کیا۔ جب آنحضرت نے حضرت زید بن حارث سے فرمایا تو میرا

مولاد غلام) اور بھائی ہے تو انھوں نے خوشی میں رقص کیا۔

عام لوگوں کا خیال ہے کہ قادریہ سلسلہ میں سماع نامی  
حضرت غوث الاعظم اور سماع ہے۔ ان کو معلوم نہیں کہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے سرکار

حضرت غوث الاعظم قدس سرہ نے سماع کو جائز قرار دیا ہے۔ قادری بزرگوں کی روایات سے  
ثابت ہے کہ حضرت غوث الثقلین نے خود بھی سماع سنا ہے اور اپنے سلسلہ کے لوگوں کے لئے  
اپنی مشہور معروف کتاب غنیۃ الطالبین میں آداب سماع پر ایک مستقل باب تحریر فرمایا ہے  
اگر آپ کے نزدیک سماع حرام ہوتا تو آپ آداب سماع کیوں تحریر فرماتے۔ کتاب مذکور میں  
آپ لکھتے ہیں کہ۔

”فقیر کو چاہیے کہ گانا سننے کے لئے اپنے آپ کو عمداً آمادہ نہ کرے۔ اگر مجلس

سماع پر گذر ہو تو ادب سے بیٹھے اور اپنے دل کو پروردگار کی یاد میں مشغول کر دے

اور دل کو غفلت اور فراموشی (ذکر اللہ کو بھولنا) سے محفوظ رکھے۔۔۔۔۔ جب

مشائخ مجلس سماع میں موجود ہوں تو فقیر کو حتی الامکان سکون سے شیخ کا ادب

محموظ رکھنا چاہیے۔ اگر اس پر حال کا غلبہ ہو تو باندا زہ غلبہ وہ حرکت کر سکتا

ہے۔ لیکن حال فرد ہونے پر سکون اور شیخ کا ادب لازم رکھے۔ اور فقیر کو لازم ہے

کہ کلام کی فرمائش نہ کرے۔۔۔۔۔ اگر کسی فقیر پر وجد طاری ہو اور وہ رقص

کرے تو سب فقیر اس کی موافقت میں کھڑے ہو جائیں۔ جس شخص کا حال نیلوا

ہو۔ اسے چشم پوشی کرنی چاہیے۔ اگر اس کو آگاہ کرنا ضروری سمجھے تو قوت

قلب سے (یعنی باطنی توجسک) اس کو آگاہ کرے نہ کہ زبان سے۔“

اس کے بعد حضرت غوث الاعظم نے اس خرقہ کے آداب بیان فرمائے ہیں جو حالت

وجد میں فقراء و قوالوں کی طرف پھینکتے ہیں۔

حضرت غوث الاعظم کا خود سماع سنتنا: سید عالیہ قادریہ کے جلیل القدر مشائخ  
حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری کا شمار

میں ہوتا ہے۔ آپ اپنی کتاب تحفہ قادریہ میں لکھتے ہیں:-

حضرت شیخ عماد، شیخ علی، شیخ بقا، شیخ ابوسعید فناوی اور دیگر  
مشائخ اکٹھے ہو کر بقصد زیارت حضرت شیخ محی الدین ابومحمد عبدالقادر جیلانی  
کی خدمت میں آئے اور حضرت غوث الثقلین نے قوالوں کو بلا کر سماع کی فرمائش  
کی۔ سماع سنتتے ہی حضرت غوث الاعظم جوش میں آگئے اور رقص کرنے لگے  
مشائخ مذکورہ بھی شیخ کی تعظیم میں کھڑے ہو گئے۔ حضرت غوث الاعظم وجد کی  
حالت میں ہوا میں اُٹ کر نظروں سے گم ہو گئے۔ اس کے بعد لوگوں نے  
آپ کو اس مدرسہ میں پایا جو آپ نے تعمیر کرایا تھا۔ اس وقت علماء نے  
آپ سے سوال کیا کہ سماع میں تو حالت ذوق پیدا ہوا اور تلاوت قرآن میں  
نہ ہو اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ حالت دو چیزوں سے  
ہوتی ہے۔ ایک سخن خوش، دیگر ذکر عشق سے۔ اگر خوش الحان اور  
صاحب دل قاری معنی سمجھ کر سورہ یوسف پڑھے تو سامعین کو ذوق ہوتا  
ہے۔ لیکن قرآن مجید میں پند و نصائح اور قصص پڑھنے سے خون طاری  
ہوتا ہے۔“

اس کے بعد کتاب مذکور میں حضرت شاہ ابوالمعالی فرماتے ہیں کہ:-  
”میں نے حضرت امام عبداللہ یافعی قدس سرہ کی تصانیف میں دیکھا ہے

کہ حضرت امام عبداللہ یافعی کا شمار اکابر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ قطب مکہ تھے  
اور مکہ معظمہ میں قیام پذیر تھے۔ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین اوچی کو ایک  
مع نعت خزان ملا ہیں۔  
بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

حضرت غوث الاعظم کے پوتے شیخ جمال اللہ اس وقت زندہ تھے، میں نے علماء بغداد سے ان کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ یہ اپنے دادا کے ہم شکل ہیں۔ ان کا نام شیخ عبدالرزاق ہے۔ ہم نے اکثر ان کو بسطام کے جنگل میں اور کبھی کبھی بسطام کے شہروں میں دیکھا ہے۔ ہم نے ان کی عمر دریافت کی تو فرمایا کہ انسان کامل کی حیات و ممات یکساں ہے۔ معلوم نہیں کس قدر باقی ہے۔ البتہ ایک دفعہ میرے جد امجد سید عبدالقادر جیلانی نے موقعہ سماع حالتِ رجب میں فرط عنایت میں مجھ کو بغل گیر کر کے فرمایا، کہ اے جمال! نسیبنا علیہ السلام کو میرا سلام کہنا۔ اس کے معلوم ہوتا ہے کہ میں علیہ السلام کو دیکھوں گا۔

عام طور پر یہ بھی مشہور ہے کہ سلسلہ عالیہ قادریہ خواجہ شمس الدین سہروردی اور سماع میں سماع ممنوع ہے۔ حلال کہ سلسلہ

عالیہ سہروردیہ کے سربراہ شیخ الشیوخ حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے اپنی معرکہ الاداء کتاب عوارف المعارف میں سماع، آداب سماع اور جواز سماع پر چار مستقل باب باندھے ہیں۔ تفصیل کے خواہاں حضرات اصل کتاب کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ یہاں کتاب مذکور سے چند اقتباس پیش کئے جاتے ہیں۔

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ:۔ خرقہ خلافت حضرت امام عبداللہ یافعیؒ سے بھی ملا تھا۔ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ کو ”چراغ دہلی“ کا خطاب حضرت امام عبداللہ یافعیؒ کا دیا ہوا ہے۔ آپ نے مخدوم جہانیاں سے فرمایا کہ اس وقت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی ہیں۔ چنانچہ جب حضرت مخدوم جہانیاں حج سے واپس آئے تو دہلی جا کر سلسلہ عالیہ چشتیہ میں خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے مرید بنے اور خلافت حاصل کی۔ امام عبداللہ یافعیؒ متعدد کتب مصنف ہیں تاریخ امام عبداللہ یافعیؒ تصوف کی مشہور کتاب ہے؛

عوارف المعارف کے بانیسویں باب میں آپ نے  
**حضرت شیخ کا قرآن اخذ مجاز سماع**

میں سماع کی تعریف اور تاکید آئی ہے۔ حضرت شیخ لکھتے ہیں کہ آیہ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ  
 الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَئِكَ خَيْرُ مَا كَسَبُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ  
 اس میں جو چیز احسن ہے اس کی پیروی کرتے ہیں، ایسی آیت میں آگے لکھا ہے کہ اُولَئِكَ  
 الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبَشِّرْهُم بِرَحْمَتِهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (نیز حضرت  
 شیخ فرماتے ہیں کہ آیہ وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ  
 مِنَ الْمَدَىٰ مَعَ رَبِّهِمْ وَمَا يَمَسُّهُمْ شَيْءٌ مِّنْهُمْ يُبْغِضُونَ وَالَّذِينَ يَسْمَعُونَ  
 الْكُفْرَ يَكْفُرُونَ وَإِنَّ اللَّهَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ (نیز آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔  
 تَشْتَعِبُ مِنْهُ بِلُودٍ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم مِّنْ تَعَالَىٰ كَ الَّذِي كَسَاكُم بِهِ  
 كَهْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)

کھڑے ہو جاتے ہیں)

خلاصہ یہی ہے کہ سماع کے متعلق جو کچھ مطلقاً کسی نے بھی فتویٰ نہیں دیا۔ حضرت شیخ  
 المشائخ نواجہ غلام فرید صاحب قدس سرہ نے فرمایا ہے چاروں بکنہ جمع سلاسل کے مشائخ  
 سماع مباح کے قائل ہیں عوارض پر۔ ”بجوز لاہلہ ولا بجوز لغیرہ“ کا فتویٰ مرتب ہو گا۔ اور حضرت  
 سیرانی بادشہ قدس سرہ کے حالات میں فقیر نے تفصیل سے لکھ دیا ہے کہ آپ کی اور آپ کے  
 شیخ اور پیر و مرشد کی کیفیت ان حضرات سے ہے جنہیں سماع سے روحانی ترقی نصیب  
 ہوتی، اسی لئے ان کے لئے جائز ہوا۔

**ت کے چند اعتراضات اور ان جوابات**

حضرت سیرانی بادشہ قدس سرہ کے حوصال اور اس  
 کے متعلق چند شرعی قواعد قائم کرنا ہے۔

دفن کے بعد لاش نکالنا:۔  
 ذن کے بعد میت کو نکال کر کسی دوسری جگہ لے جانے میں اختلاف ہے۔ اکثر کتابوں میں اس کا عدم جواز پایا جاتا ہے۔ اور بعض

میں جواز۔ لیکن زمان سابقہ و لاحقہ کا تعامل جواز کو قوت دیتا ہے چنانچہ تصریحات ملاحظہ ہوں

(۱) منار الفتاویٰ میں لکھا ہے نقل المیت بعد اندفن من بلاد الی بلاد لیس بحرام

و در د الآثار والناقل والحافر لا یكون اثمًا ایضاً هو المختار (یعنی میت کو بعد

از دفن ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں لے جانا حرام نہیں ہے کیوں کہ اس کے جواز میں آثار

وارد ہیں۔ اور میت کو لے جانے والا اور قبر سے نکالنے والا گنہگار نہیں ہوتے اور یہی مختار ہے

(۲) کتاب خزائن العلماء کی کتاب القضاء کے باب مما يجوز للقاضی والمفتی ان ینتخرا قول

بعض العلماء دون وغیرہ میں مرقوم ہے۔

(۳) رسالہ شہابیہ میں لکھا ہے کہ جب کوئی ایسی روایت تعامل واقعہ ہو جو عمل قضاة کے مطابق

ہو یعنی کوئی ایسی روایت ہے کہ امور شریعت کے فیصلہ کرنیوالوں کے فیصلے کے مطابق واقع

ہوتے ہیں تو پھر اگرچہ یہ روایت اس کے خلاف روایت کے مقابلے میں کسی قدر کمزور بھی ہو

تب بھی شہادت تعامل کے سبب وہ قوی ہے یعنی عمل امت کے سبب اب وہ قابل تمسک

اور اس سبب اگر اس کے مخالف روایت کو متروک کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

مثلاً اگر فقہاء فرماتے ہیں کہ کوئی عبادت خانہ غیر اسلامیوں کا منہدم نہ کیا جائے لیکن

بن زیاد نے روایت سنی کہ سب سمار کر دیئے جائیں۔ اسامی ممالک کے قاضیوں اور والیوں

نے روایت حسن پر عمل کیا ہے۔ اکثر فقہاء کی روایت بمقابل اس کے متروک ہے اور امام حسن

کی روایت قوی ٹھہرائی۔

۱۰۔ صراح میں ظاہر الروایۃ ہے۔ میں نے اسے اکثر فقہاء سے لکھ دیا ہے تاکہ عوام کو مسئلہ

ذہن نشین ہو ۱۲۔ اولیٰ غفرلہ



(۴) الاشباہ والنظائر کے فن اول فصل فی تعارض العرف مع الشرع میں درج ہے کہ فاذا تعارضنا قد عرف الاستعمال یعنی جب عرف اور شرع باہم متعارض یعنی ایک دوسرے کے مخالف ہوں تو عرف کو تعامل کے سبب سے مقدم کیا جائے گا۔

فائدہ: قوانین فقہ سمجھنے کے بعد واقعات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ابوالحسن کا واقعہ:۔ حضرت عبدالرحمن جامی کی کتاب نفحات الانس میں ہے کہ ابوالحسن بن سمعون رحمۃ اللہ علیہ کا ۳۸۶ھ میں انتقال ہوا اور وہ بغداد میں اپنے گھر دفن کیے گئے۔ تیس سال کے بعد جب ان کو قبر سے نکال کر عام قبروں میں دفن کیا گیا تو ان کا کفن ویسے ہی تازہ تھا۔

۱۲۔ خواجہ ابوالعقوب یوسف ہمدانی کہ امام عارف و عالم ربانی اور صاحب مقامات ہے ۵۳۵ھ میں مرو کو جاتے ہوئے راہ میں فوت ہوئے۔ اور اس وقت وہاں ہی دفن کئے گئے۔ پھر عرصہ کے بعد وہاں سے نکال کر مرو میں لائے گئے۔ چنانچہ مرو میں ان کی قبر مشہور ہے اور لوگ اس کی زیارت کرنے ہیں۔

۱۳۔ شیخ مجد الدین بغدادی قدس سرہ ۸۳۵ھ میں سوسات ہجری میں شہید ہوئے اور جہاں شہید ہوئے وہاں ہی دفن کئے گئے۔ چنانچہ آپ کی خاتون نیشاپور سے تھی۔ وہ کچھ عرصہ کے بعد ان کو نیشاپور میں لے گئی۔ پھر ۸۳۳ھ آٹھ سو تیس میں وہاں سے اسفران میں لے جا کر مدفون کئے گئے۔

آپ اولیائے کاملین سے ہیں۔ اور اصل میں بغداد کے تھے۔  
**حضرت مجد الدین کا تعارف:**۔ ان کا والد طبیب تھا۔ جب خوارزم شاہ نے خلیفہ بغداد کو دربارہ طلبی کسی طبیب کے لکھا تھا۔ تو اس نے انہیں کے والد کو بھیجا تھا۔

اور بعض نے کہا ہے کہ وہ دراصل بغداد کے ہیں جو مواضع خوارزم سے ایک موضع ہے اور سلطان ان کی بہت عزت کیا کرتا تھا۔ اور شیخ رکن الدین علاؤالدولہ فرماتے ہیں کہ

شیخ مجدالدین کی نسبت یہ جو شہور ہے کہ جب وہ شیخ نجم الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابھی ان کو داڑھی نہیں اُتری تھی یہ غلط ہے۔ بلکہ داڑھی اُلے تھے لیکن جمیل منو بصورت تھے۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ سلطان بایزید کے مریدوں سے ایک لائق مرید نے مجھے سوال کیا۔ کہ تمہارا سلطان بایزید کو چھوڑ کر شیخ مجدالدین کی بیعت کرنے کی وجہ کیا ہے؟ میں نے کہا اور تو مجھے کچھ معلوم نہیں لیکن اتنا یاد ہے کہ ایک دفعہ میں وضو کر رہا تھا دیکھتا ہوں کہ دیوار قبلہ پھٹ گئی ہے اور اس کے پیچھے ایک فضائے وسیع نظر آتا ہے اور اسی شگاف سے آسمان اور ستارہ مشتری دکھائی دیتا ہے۔ میں نے کسی سے پوچھا یہ کیا ہے کہا یہ نور سلطان بایزید کا ہے۔ پھر تھوڑے وقفہ کے بعد میں نے دوسرے آسمان کو دیکھا کہ تمام نورانی ہے اور مثل آفتاب کے ظاہر ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا یہ نور مجدالدین بغدادی کا نور ہے سُنکر وہ دُوریش متعجب ہوا۔ میں نے کہا یہ بات توحسب مراتب کھلی نہیں۔ بلکہ ظہور کیفیت اسباب مقدر کے لئے۔ اور شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ شیخ مجدالدین صاحب حضور تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر نہایت لطف و نوازش رکھتے تھے اور ان کے ہر سوال کا جواب دیتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

کہ ایک دفعہ میں نے جناب پاک مصطفوی میں تماس کی کہ ابوعلی سینا کے بارہ میں آپ کا کیا حکم ہے تو حضور نے فرمایا کہ ابوعلی سینا ایک ایسا شخص ہے کہ جس نے بلا واسطہ میرے خدا کو ملنا چاہا تو میں نے اس پر لپینے ہاتھ سے پردہ ڈال دیا۔ اور وہ روزِ خ میں گر پڑا۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بغداد سے شام کو جا رہا تھا جب موصل میں پہنچا تو رات ایک سجد میں سو رہا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ کوئی کہتا ہے تو وہاں جاؤ گے۔ کہوں نہیں جاؤ گے۔ پھر فائزہ حاصل کرے۔ میں نے دیکھا تو معلوم ہوا ہندوستان کے بادشاہ نے اس کو بلایا تھا۔ اور اس کا نور آسمان تک

پھیل رہا ہے۔ میں آگے ہوا اور دریافت کیا کہ اس وجود پاک کا نام کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ میں نے آگے ہو کر سلام کیا اپنے جواب دیا اور بیٹھنے کا فرمایا۔ جب میں بیٹھ گیا تو عرض کی کہ آپ ابی سینا کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا وہ ایک شخص ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے علم پر گمراہ کیا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ شہاب الدین مقتول کیسا ہے فرمایا وہ بھی اسی کے تابعداروں سے ہے

پھر میں نے فخر الدین رازی کی نسبت عرض کی فرمایا وہ بھی ایک عتاب شدہ آدمی ہے۔ پھر عرض کی کہ محمد غزالی کا کیا حال ہے۔ فرمایا۔ اس نے اپنا مقصود حاصل کیا۔ پھر عرض کی کہ امام الحرمین کیسا ہے فرمایا وہ میرے دین کا مددگار ہے پھر عرض کی کہ ابوالحسن اشعری کے حق میں آپ کا کیا حکم ہے فرمایا کہ جو میں نے کہہ دیا ہوا ہے اور میرا کہنا صحیح ہے کہ ایمان و نیت الہی اہل یمن میں ہے۔ میں اسی قسم کے سوال کر رہا تھا کہ کسی نے مجھے کہا۔ ایسے سوالوں کا فائدہ کیا ہے۔ اپنے لئے حضور سے دعائے خیر کی درخواست کر۔ میں نے دعا کا عرض کیا فرمایا حضور الہی میں اس طرح عرض کیا کر۔ اَللّٰهُمَّ رَتِّبْ عَلَيَّ حَتّٰى اَتُوْبَ بِمَا عَصَيْتَنِي حَتّٰى لَا اَعُوْدَ وَحَبِّبْ لِيَّ الطّٰعٰتِ وَكْرِهْ لِيَّ الْخَطِيْئٰتِ۔ پھر فرمایا تو کہاں جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ روم کو فرمایا روم ما دخل المعصوم یہاں تک کہ میری آنکھ کھل گئی اور وہاں سے روانہ ہو کر مولانا موفیق الدین کی خدمت میں پہنچا۔ انہوں نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور کہاں جاتا ہے۔ میں نے کہا میں بغداد سے آیا ہوں اور روم کو جاتا ہوں فرمایا روم ما دخل المعصوم یعنی منعجب ہو کر ان کا دامن چھڑ لیا اور کہا کہ شاید آپ بھی آج رات کی مجلس میں موجود تھے۔ مولانا نے کہا مجھے چھوڑ دے تھپوڑ سے یہ کہہ کر اپنا آپ مجھ سے چھڑ لیا۔ اور میں نے جدھر جانا تھا چلا گیا۔

۱۲۔ خواجہ محمد یار قدس سرہ اپنے ملفوظات میں شیخ رکن الدین ابوبکر الخوافی کی بہت ہی

بڑی تعریف کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ ان کے مرید حضرت درویش احمد سمرقندی جو ان کے خلیفہ اعظم تھے اپنی قلم سے فصوص الحکم مستفہ ابن عربی کے پیچھے لکھتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے درس فصوص کا ارشاد فرمایا۔

اسی حالت میں میں ایک دفعہ درویش آباد میں گوشہ گزیر تھا کہ پھر زیارت حضور حاصل ہوئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرعون کے حق میں کیا کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا انت قل کما کتب یعنی جیسے لکھا گیا ہے تو بھی ویسے ہی کہا کر لے۔ یہ حضرت شوال ۸۲۸ھ کے دوسرے ہفتہ کی رات فوت ہوئے اور ایک گاؤں میں جس کا نام مالین ہے۔ مدفون ہوئے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد درویش آباد میں منتقل کئے گئے پھر کسی وقت وہاں سے نکال کر ہرات کی عید گاہ کے پاس لاکر دفن کئے گئے اس وقت ان کا روضہ عالی شان وہاں موجود ہے اور لوگ بغرض تبارک وہاں جاتے ہیں اور اس قدر جمع ہوتے ہیں کہ نماز جمعہ وہاں ہی ادا کرتے ہیں۔

۵:- سب سے المرجان میں حضرت سید غلام علی بلگرامی قدس سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ محدث محقق مولانا حسن صغانی مصنف مشارق الانوار کتاب حدیث بغداد میں جہاں فوت ہوئے تھے وہاں ہی دفن کئے گئے اور پھر حسب وصیت ان کے مکہ معظمہ میں مقبور کئے گئے۔

فائدہ: کتاب اعلام الاخیار میں مبارق الازہار شرح مشارق الانوار سے منقول ہے کہ مولانا حسن صغانی مذکور بن محمد بن حسن بن حیدر صغانی الاصل۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے عالم ربانی نورانی تھے۔ ان کے اسلاف سے کوئی ایک لاہور میں آکر مقیم

یہ فصوص الحکم کی عبارت ہذا کے جوابات فقیر کی مترجم تفسیر فیوض الرحمن پارہ ۱۱ تحت آیہ فالیوم ننجیک کا مطالعہ کیجئے۔ اولیٰ غفرلہ۔

ہوا۔ اور یہ ۵۵۰ پانزدہم ماہ صفر لاہور میں پیدا ہوئے۔ اور ۶۱۵ھ میں لاہور سے رحلت کر کے بغداد شریف میں قیام کیا۔ اور وہاں مختلف علوم میں اچھی اچھی کتابیں تصنیف کیں علم حدیث میں کتاب مشارق الانوار اور مصباح الدجی اور شرح بخاری لکھی ہے۔ بڑے عالم فقیہ و محدث و امام وقت تھے۔ مکہ معظمہ اور عدن و ہندوستان میں بڑے بڑے محدثوں سے حدیث سنی ۶۵۵ھ میں فوت ہوئے اور انھوں نے وصیت کی تھی کہ جب میں سجاؤں تو مجھے مکہ معظمہ میں لے جا کر دفن کیا جائے۔ اور انہوں نے دیباچہ مشارق میں اپنی مدفون ہونے کی دعا حرم مکہ مکرمہ میں کی ہے۔ حق تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔

یاد رہے کہ نقل موتے جائز ہے گو غرض صحیح کے لئے اور غرض صحیح کے تفصیل ازالہ وہم کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ حدیث کی کتابوں میں اس کے باب مقرر ہیں۔ ۱۔ منتقى الاخبار شیخ ابن القیم حنبلی نے ایک باب لکھا ہے باب ما ینبئش لغرض صحیح اور اسمیں بروایت ثقات وہ ایک حدیث لائے ہیں کہ محمد بن ابی بکر پہلے (فلاں جگہ) میں دفن کئے گئے تھے پھر کچھ عرصہ کے بعد (فلاں جگہ) میں لا کر دفن کئے سوائے اس کے اور بھی بہت روایتیں ہیں۔ علاوہ ازیں اتنا بہت بڑے محدثین کا نقل میت کے لئے وصیت کرنا۔ اور بغداد جیسے علماء و فضلاء محدثین کا اس وصیت کو عام رکھنا جواز کی دلیل کافی ہے۔

علامہ محمد بن احمد بن علی یوسف الفاسی شرح صاحب دلائل کی نقل قبر اور ان کے کمال صغیر دلائل الخیرات میں لکھتے ہیں کہ امام اجل

و عارف کامل حضرت ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی سلمانی حسنی رضی اللہ عنہ افونال میں فوت ہوئے اور یہاں ہی دفن کئے گئے۔ بعد ازاں مراکش میں منتقل کئے گئے۔ اور اب ان کا مزار مراکش میں موجود ہے۔ آپ بڑے عارف کامل اور عالم اکمل ولی اللہ قطبناہم تھے۔ شہر فاس میں علم حاصل کیا۔ اور کتاب دلائل الخیرات وہاں ہی لکھی۔ پھر شہر فاس سے

ساحل کو آئے۔ اور یکاثر وقت شیخ ابو عبداللہ محمد اہل رباط سے ملاقات کی اور اُن سے بھی علم حاصل کیا۔ پھر چودہ سال خلوت میں رہے۔

صاحبِ خوارقِ عظیمہ کراماتِ جسمیہ تھے اُن کے مناقب کثیر ہیں۔ طریقت کو اُنہرے نواز و کمال درجہ سے مشائخ کو اُن سے فیض حاصل ہوا۔ اُن کے مریدوں سے جو توبہ اور توبہ کے بارے میں اُن کی تعداد بارہ ہزار چھ سو پینسٹھ بیان کی گئی ہے آپ کی شہادتِ زہر سے ہوئی۔ صبح کی نماز پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ یا دوسری رکعت کے پہلے سجدہ میں بتاریخ ۱۲ ماہ ویرج اسی دن شہداء کو جان بحق ہوئے اور اسی دن ظہر کی نماز کے وقت اپنی بنائی ہوئی مسجد میں دفن کئے گئے۔ آپ کا کوئی مصلیٰ بیٹھا نہیں تھا۔ ششتر سال بعد از وفات سوکسے مراکش میں سے جا کر دفن کئے گئے۔ اور جب آپ کو نکالا گیا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ ایک دن بھی خاک کے نیچے نہیں آئے اور ان کی حالتِ بیست میں کچھ فرق نہیں آیا تھا۔ یہاں تک کہ اُن کے خط بنوانے کا نشان چہرہ پر واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ حالانکہ وہ صلیب سے ایک یا دو دن پہلے بنوں سے خط بنوایا تھا۔ حاضرین نے کسی نے آپ کے چہرہ پر انگلی رکھ کر دیکھا تو جیسا زندہ کا خون بہتا ہے۔ پیچھے ہٹ گیا۔

اور اٹھنے سے پھر واپس جاتا۔ تاحال لوگ آپ کی زیارت کرتے ہیں اور اُن کے مراد پر وہ نیک خیرت بہت بڑھی جاتی ہے۔ اور آپ کی قبر مبارک سے مشکِ خالص کی خوشبو آتی ہے۔ (کن عالمِ تلمانی)

مرآۃ المناقب وغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت شاہِ کن عالم قدس سرہ بتاریخ ہفتم اب جہاد کی لڑائی ۳۳۰ ھ میں فوت ہوئے۔ اور اپنے دادا شیخ بہاؤ الدین بہاؤ الحق کے بیابان طرف مدفون کئے گئے۔ پھر سلطان محمد شاہ بن تغلق کے عہد میں یہاں سے نکال کر حیدرآباد سے فاصلے پر دادا کی خانقاہ سے جانب مغرب دفن کئے گئے جو تاحال ہمارے مدعاویٰ صحیح ثابت فرما رہے ہیں۔



امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شرح صدور میں لکھتے ہیں کہ یہی صحابہ کے دور میں ہے۔

نے دلائل النبوة میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر زیرِ کمان حضرت علاء بن حضری کی طرف کو روانہ کیا۔ اور میں بھی غازیوں میں ان کے ساتھ تھا۔ مشیت الہی سے حضرت علاء راہ میں فوت ہو گئے اور وہاں ہی مدفون کئے گئے۔ جب دفن کر چکے تو ایک شخص کہیں وہاں اُنکلا اور پوچھا کہ یہ کون تھا۔ ہم نے کہا کہ یہ ہم سب کا سرار اور پاک باز اور نیک مرد تھا۔ بولا کہ تم نے اس کو اس زمین میں کیوں دفن کیا۔ کیونکہ یہ زمین مردہ کو باہر پھینک دیا کرتی ہے۔ اس کو ایک کوس کے فاصلہ پر اچھی زمین میں دفن کر دو تو بہتر ہے۔ ہم نے قبر کو کھودنا شروع کر دیا۔ جب لحد کو کھولا تو دیکھا کہ لحد میں وہ نہیں ہیں اور منتہائے نظر تک نور سے بھری ہوئی ہے۔ ہم نے پھر اس پر مٹی ڈال دی۔

اس روایت کو حافظ ابو نعیم محدث نے بھی دلائل میں درج کیا ہے۔ بیان میں فرق

اختلاف ہے لیکن مقصود ایک ہے۔

دا شرح صدور میں لکھا ہے کہ امام یافعی نے محب طبری سے روایت کی ہے کہ میں حضرت اسماعیل حضرمی کے ساتھ مقبرہ زبید

میں تھا۔ مجھے کہنے لگے کہ محب تو مردوں کے کلام کرنے پر یقین رکھتا ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا اس قبر والا (ایک قبر کی طرف اشارہ کر کے) مجھے کہتا ہے کہ میں ہمیشہ ہوں۔ (۲) حضرت اسماعیل سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ مین کے قبرستان پر گذرے اور محنت روئے۔ پھر بہت خوش ہوئے۔ اُن سے اس رونے اور خوشی ہونے کا سبب دریافت کیا گیا۔ فرمایا میں نے ان اہل قبور کو دیکھا کہ عذاب میں گرفتار ہیں تو ان کی دستکاری کیلئے رو کر جناب الہی میں عرض کیا۔ حق تعالیٰ نے میری سفارش ان کے حق میں قبول فرمائی۔ میں جب ان کو بشارت سنانے لگا ہوں تو اس قبور (ایک قبور)

کی طرف اشارہ کر کے) والی عورت نے کہا کہ مغفرت معافی میں میں بھی ان سب کے ساتھ ہوں اور میں فلاں عورت ہوں جو مشہور گانے والی تھی۔

(۱) شیخ عبدالغفار نے رسالہ توحید میں بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ معین الدین زندہ مردہ:- حرمی قدس سرہ قاہرہ کو آتے ہوئے راستہ میں فوت ہو گئے۔ ہم ان کو قاہرہ تک اٹھالائے۔ مگر چونکہ قاہرہ کے لوگ مردہ کو شہر میں نہیں آنے دیتے تھے۔ اس لیے شیخ نے اپنا ہاتھ کھڑا کر دیا۔ تاکہ لوگ مردہ سمجھ کر نہ روکیں۔

(۲) فقیہ عبدالرحمن نویری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ فساد منصورہ میں جب بہت مسلمان گرفتار ہوئے تو فقیہ مذکور اس آیت کو پڑھ رہے تھے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجُونَ۔ پھر جب وہ بھی قتل کئے گئے تو ایک فرنگی نے کہا جس کے ہاتھ میں ایک حربہ تھا۔ ان کی لاش کو پاؤں سے ٹھوکر لگا کر کہا کہ تو ہے جو کہتا تھا۔ مقتول فی سبیل اللہ نہیں مرتے۔ بتا کیا؟ اب تو زندہ ہے فقیہ نے سر اٹھا کر فرمایا کہ شہید زندہ ہے۔ یہ حق ہے حق ہے۔ یہ دیکھ کر فرنگی گھوڑے سے اتر اور ان کے چہرہ پر بوسہ دیا۔ اور ان کو اپنے ساتھ اٹھا کر لے گیا۔

رسالہ قشیریہ میں شیخ ابی سعید خراز سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مکہ معظمہ باب بنی شیبہ پر ایک جوان مردہ کو دیکھا۔ میں نے غور سے اس کے چہرے کو تاکا تو اس نے تبسم ہو کر مجھے کہا اے ابو سعید تو کیا کہتا ہے کہ دوستان خدا مر جاتے ہیں نہیں۔ بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں۔

کفن چور ہشتی:- ایک عورت ولیہ فوت ہو گئی۔ بہت لوگوں نے اس کا جنازہ پڑھا۔ میں بھی ان میں تھا۔ اس وقت میرے خیال میں آیا کہ اس بنی کا کفن کیا اچھا ہے اور رات کو قبرستان کے کفن کو ہاتھ سے کھینچنے لگا تو اس عورت نے

کہا سبحان اللہ ہشتی ہشتی کا کفن کو خیر اتلہ ہے۔ میں نے کہا بھلا تو تو ہشتی ہے۔ لیکن میں ایسا بد عمل جو مردوں کے کفن بھی اتار لیتا ہوں کیوں کز ہشتی ہوا۔ وہ بولی کیا تو کل روز میرے جنازہ پر موجود نہیں تھا۔ میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا تو بس تو ہشتی ہوا کیوں کہ حق تعالیٰ نے میرا جنازہ پڑھنے والوں کو بھی بخش دیا ہے۔ یہ سن کر میں تائب ہو گیا۔

حضرت ابراہیم بن شیبان بیان کرتے ہیں کہ ایک پیر مرد صالح پیر ابراہیم صحت

## مردے نے زندے کو مسئلہ سمجھایا:

فوت ہوا۔ جب میں اس کو غسل دینے لگا تو غلطی سے پہلے اُس کے بائیں ہاتھ کو دھوئے لگا۔ اُس نے فوراً وہ ہاتھ مجھ سے چھڑا لیا۔ اور داہنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ اور ابی یعقوب موسیٰ سے منقول ہے کہ میں نے اپنے ایک مرید کو غسل دیا تو اُس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔ میں نے کہا تو چھوڑ دے۔ میں جانتا ہوں کہ تو زندہ ہے۔ اُس نے فوراً چھوڑ دیا۔

حضرت موصوف نے فرمایا کہ میرا ایک مرید میرے پاس آیا اور کہا کہ میں کل ضرور اس دنیا سے انتقال کر جاؤں گا۔ ایک

## میں کل مر جاؤں گا:

درہم مجھ سے لے رکھئے۔ آدھا درم قبر کن کو دیں اور آدھے درم سے میرا کفن تیار کر دیں دوسرے دن وہ نماز ظہر کے وقت فوت ہوا۔ جب میں نے اس کو لحد میں رکھا اور اُس کا منہ دیکھا تو اُس نے بھی دونوں آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا۔ میں نے کہا کہ تو زندہ ہے بولا ہاں زندہ ہوں اور خدا کے ہاتھ میں سب کی زندگی ہے۔

درحقیقت بات یوں ہے کہ عوام نے موت نام مٹنے کو سمجھ رکھا ہے حالانکہ

موت کیا ہے؟ یہ عقیدہ کفار مکہ کا تھا کما قال: عاذ امتنا و کنا تلُّ با۔ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے، اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ روح کا جسم سے خروج کا نام ہے پھر روح جہاں بھی ہو اُسے جسم سے رابطہ رہتا ہے اسی لئے اہل سنت کا مذہب ہے کہ قبر کا

عذابِ ثناب روح و جسم ہر دونوں کو ہے تو پھر جس طرح یہاں روح سُنتی دیکھتی ہے۔ ایسے ہی مرنے کے بعد بھی تو پھر ایسی حکایات انکار کیوں تفصیل فقیر کی کتاب "قبر کا سفر نامہ" میں

اہل قبر کے ساتھ گفتگو: امام یا نعمی رحمہ اللہ علیہ کفائتہ المعتقد میں لکھتے ہیں

کہ ایک صالح بزرگ نے مجھے بیان کیا کہ میں اپنے

باپ کی قبر کے پاس آتا ہوں۔ اور اُس سے باتیں کرتا ہوں وہ مجھ سے باتیں کرتا ہے۔

(۲) فقیر نے شہیر احمد بن موسیٰ عجل کی قبر میں سے سورہ نور پڑھنے کی آواز آیا کرتی تھی

اور وہ اُس کو قبر میں ہر روز پڑھتے تھے۔

تبر سے سورہ ملک پڑھنے کی آواز: ایک اصحابی نے کہیں خیمہ لگایا اور اُسے

کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہاں کوئی قبر ہے

جب وہ خیمہ میں اپنی چار پائی پر ہو بیٹھا تو نیچے سے آواز آئی کہ کوئی سورہ ملک پڑھ رہا ہے

یہ اصحابی سنے لگا یہاں ملک کا اُس نے پوری کی۔ پھر اُس نے وہاں سے خیمہ اٹھایا۔ اور

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کی آپ نے فرمایا کہ یہ سورہ

عذاب قبر سے نجات دہی ہے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک بولتا ہے: ابن عساکر نے اعشش بن منہال بن

عمر سے روایت کی ہے کہ جب مخالفین

سراقدس امام حسین رضی اللہ عنہ کو نیزہ پر اٹھائے شہر میں پھر رہے تھے تو اتفاقاً ایک

دوکان کے پاس سے گذرے کہ جس میں کوئی شخص باواز بلند سورہ کہف پڑھ رہا تھا اور اس

وقت جبکہ سر مبارک اس مکان کے قریب پہنچا تو وہ سورہ کہف کی اس آیت اَمْ حَبِطَتْ

اِنَّ اَصْحَابَ الْكُوفَةِ وَالرَّقِيقِ كَالْوَامِنِ اٰیْتِنَا عَجَبًا پڑھا۔ اعشش کہتا ہے

کہ سر مبارک نے اُسی قدر اونچی آواز سے پکار کر فرمایا قَتْلُیْ وَ حَمْلِیْ اَعْجَبُ مِنْهُ

حافظ ذہبی کی تاریخ میں ہے کہ واثق باللہ عباسی نے احمد بن نصر خزاعی (امام حدیث)

کو بلایا۔ اور قرآن کو مخلوق کہنے پر مجبور کیا۔ انہوں نے یہ کہنا نا منظور کیا۔ اور واقع نے انہیں قتل کروا کر ان کے سر کو سولی کے سر پر لٹکا رکھا اور پہرہ بٹھا دیا کہ کوئی اس کو اتار نہ لے جائے۔ پہرہ دار پروردگار کی قسم کھا کر بیان کرتا ہے کہ رات کو جب سب لوگ سو جاتے تو سر خود بخود قبلہ کی طرف پھر کر سیدھا ہو جاتا اور نہایت ہی پیاری آواز سے سورہ یاسین کی تلاوت کیا کرتا۔ (فائدہ) نتیجہ نکلا ہے

کون کہتا ہے کہ ولی مر گئے۔ وہ قید سے چھوٹے اپنے گھر گئے

حضرت سیرانی بادشاہ قدس سرہ کو سیئر سیاست کا حکم شیخ نے سنایا اور درحقیقت یہ ارشاد ربانی ہو گا جس کی ترجمانی شیخ کی زبان اقدس سے ہوئی۔

سیاحت کہاں سے کہاں تک ہوئی۔ خدا جانے یا مصطفیٰ یا وہی ذات جس سے اس کے مزے پائے۔ کتب ملفوظات و تواریخ سے جتنا غلطی ہمارے علم میں آئی ہے بلا ترتیب یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

مدینہ طیبہ مکہ معظمہ (باربا) (دین) ایک مقام کے متعلق خود سیرانی بادشاہ فرماتے

ہیں کہ ایک ملک کے لوگ ایسے ہیں کہ روئی نہ ملنے کے سبب چمڑے پہنتے ہیں اور سال بھر

میں ان کے لئے تین دن ایسے آتے ہیں جن میں پہاڑی کے اوپر جانور بوتا ہے۔ جس کی

آواز جس کان میں پہنچتی ہے وہ نامرد ہو جاتا ہے۔ اسی لئے وہ لوگ ان دنوں نہ رینگ

چھپ جاتے ہیں کسی نے پوچھا۔ جب کوئی ان میں نامرد ہوتا ہے تو پھر وہ عورت کو حلال

دیدیتا ہوگا۔ آپ نے فرمایا وہ کافر ہیں اور حلال وغیرہ سے کیا تعلق وہ اپنی عورت کو

خاطر کسی غیر اپنے گھر رکھ لیتا ہے۔

ایک دفعہ فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ کوسیر کی ہے۔ فائدہ:۔ حریفانہ

ذرا ترہ سوزین کہتے ہیں آج تک میں ذرا ترہ کا کوئی علم نہیں ہو سکا۔ یہ کونسا

اصل بات تو وہی ہے کہ جب سے سیرانی بادشاہ کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے خلق خدا کی رہبری اور جن و انس کی ہدایت اور مشرق و مغرب کی سیر کر کے اپنے فیض عام کرنے کا حکم ہوا تو آپ نے ملک کا چپہ چپہ سیاحت نہ چھوڑا۔ جن کا ہمیں علم ہے۔ ان کا ذکر کر دیا جاتا ہے۔ جن کا ہمیں علم نہیں۔ ان کے متعلق سر تسلیم خم کر دینے میں سعادت ہے۔

**دُنیا کا بڑا سیاح**۔ عوام میں ابن بطوطہ کو دُنیا کا بڑا سیاح مشہور ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت سیرانی بادشاہ سے بڑھ کر اور کوئی سیاح نہیں

ہو سکتا۔ لیکن باری بڑا سیاح ہی کہ آپ کی سیاحت کی تفصیل قلم بند نہ ہوتی۔ اگر ابن بطوطہ کی طرح آپ کی سیاحت بھی معرض تخریب میں آجاتی تو پھر معلوم ہوتا کہ سیرانی بادشاہ بڑھ کر اور سیاح کون ہے۔

**دُنیا کا بڑا سیاح**۔ ادبیاء اور علمائے معارف میں عبقریت و محبت بڑا پار لگاتی ہے ان سے بہت زیادہ اور سور عقیدت تباہ و برباد کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انھی کی بے ادبی و گستاخی پر عدنان جنگ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جنگ کا مطلب ہے کہ ولی اللہ کا گستاخ بے ایمان ہو کر مرتا ہے اور خاتمہ اُس کا خرابی برباد ہوتا ہے۔

اسی نے فقیر کی گذارش ہے کہ جو سمجھ جائے اسے نہ صرف سر تسلیم خم کرے بلکہ اسے اپنے ایمان کا سرمایہ عظیم سمجھ کر اس پر خوب ڈٹا جائے۔ اگر سمجھ نہ آئے تو اس پر شرک و بدعت کی تہمتیں نہ چلائے اور نہ بزم میں زوالوں کے مرض میں مبتلا ہو۔ بلکہ کہدے سے میاں عاشق و معشوق رمز نیست۔ پھر اگر آقا تین را ہم خبر نیست یہ فقیر نصیحت اپنے متعلقین اور اولاد و اقارب کو خصوصاً اور جملہ اہل اسلام کو عموماً ہے

گز قبول اقتدر ہے سعد و شرف:

**اپیل**، آخر میں فقیر اپنے پیر بھائیوں سے گذارش کرتا ہے کہ ہر سلسلہ کے متعلقین و منسلکین زراثر خرچ کر کے اپنے سلسلہ طیبہ عوام تک پہنچانے کی سعادت حاصل کیے



ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سلسلہ کے متعلق عوام کو کافی معلومات ہیں۔

سلسلہ اویسیہ "ابوالسلاسل" (تمام سلسلوں کا ستراج) ہے۔ اہل اسلام سے عموماً اہل سلسلہ سے خصوصاً اہل اہل ہے کہ فقیر کے ساتھ تعاون فرمائیں تاکہ سلسلہ اویسیہ کا تعارف عام کیا جائے اس وقت فقیر ضخیم کتاب "تاریخ مشائخ اویسیہ" لکھ رہا ہے اس کی اشاعت کے لئے نقد سرمایہ کم از کم دس لاکھ روپیہ درکار ہوگا۔ اسی لئے آپ سے اپیل ہے کہ عاشق اولیاء اور متعلق سلسلہ اویسیہ اپنی جیب خاص سے (حسب استطاعت) دست تعاون بڑھائیں۔ تاکہ کتاب منظر عام پر لائی جاسکے۔

نوٹ: کتاب لڈا کی اشاعت کا بہرامیہ کے زچوں "مفتی محمد صالح اویسی" و حاجی محمد غناء الرسول اویسی و مولوی محمد نیاز اویسی، حافظ محمد ریاض اویسی اور جلد راکین بزم اویسیہ پاکستان کے سربراہ۔ اللہ تعالیٰ نہیں جڑاے نہیے

**آخری گذارش:** فقیر نے اپنی دانست میں زکریا سیرانی کو مغرب القلب بند کی کوشش کی ہے اگر کسی صاحب کو فقیر کے قلم سے ناگواری محسوس ہو تو معاف فرما کر فقیر کو مطلع کریں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح ہو سکے۔ ہمارے میں یہ بیماری عام ہے اس کی غلطی محسوس کر کے بجائے مطلع کرنے کے عام پروپیگنڈا کیا جاتا ہے اس سے عوام میں غلط فہمیاں اور سخت انتشار پھیلنے کے علاوہ گمراہی و غیبت کے گناہ میں خود بھی اور دوسرے بھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس سے کتاب سے استفادہ کا مادہ مرٹن کے علاوہ آنے والے بھی اس کے فیرین و برکات سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اولیائے کرام کے فیوضات و برکات کے استفادہ و استفادہ سے مالا مال فرمائے (آمین) بیباہ حبیب ید المرسلین الامین۔

و علی الشہداء بید النبی الامی و علی آلہ و اسحاقہ و آلہ انزکی و الصغی ہذا خزما رقمہ قلم  
التقیرات ساری الصالح محمد فیض احمد الاولیاء الرضوی غفرلہ ربہ السوی

بہاول پور۔ پاکستان



اصناف کی مشہور تفسیر

فیوض الرحمن

اردو ترجمہ

تفسیر روح البیان

مواظف

تالیف

اولیسیہ

مکتبہ مدنیہ

شرح

مکمل

جامی

راز و نیاز

بزم اولیسیہ رضویہ ہاویو









